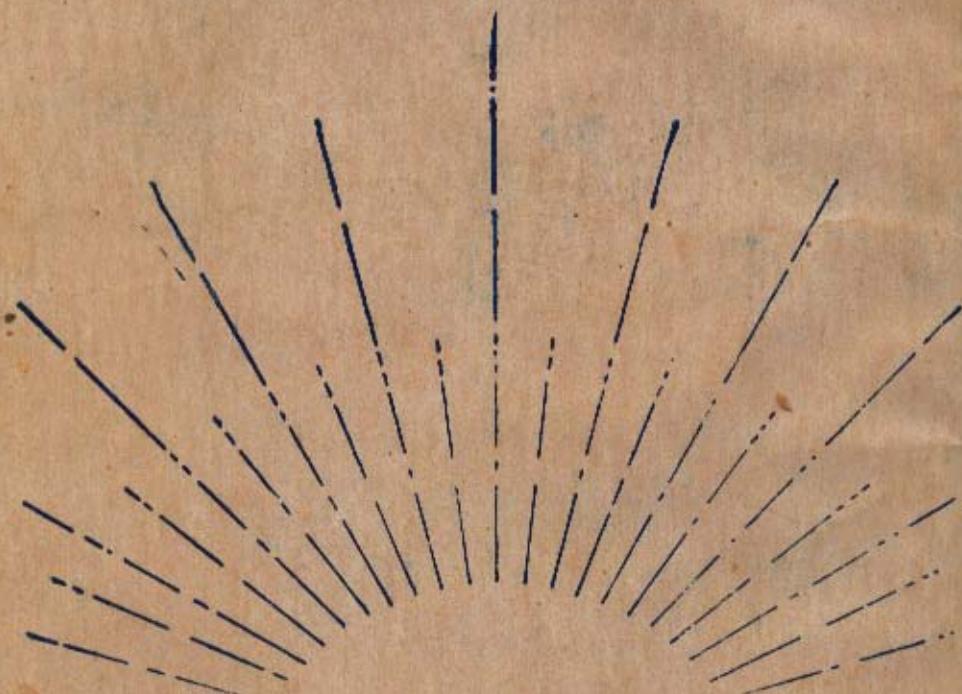


۷

ماہنامہ بیتلی دیوبند



ایڈٹر عاصم عثمانی (ناضل رجید)

Islamie News Paper Agency.

CLOTH BAZAR, RAICHUR.

(C. RLY.)

Annual Rs. 7

62 nP.

۱۰۷

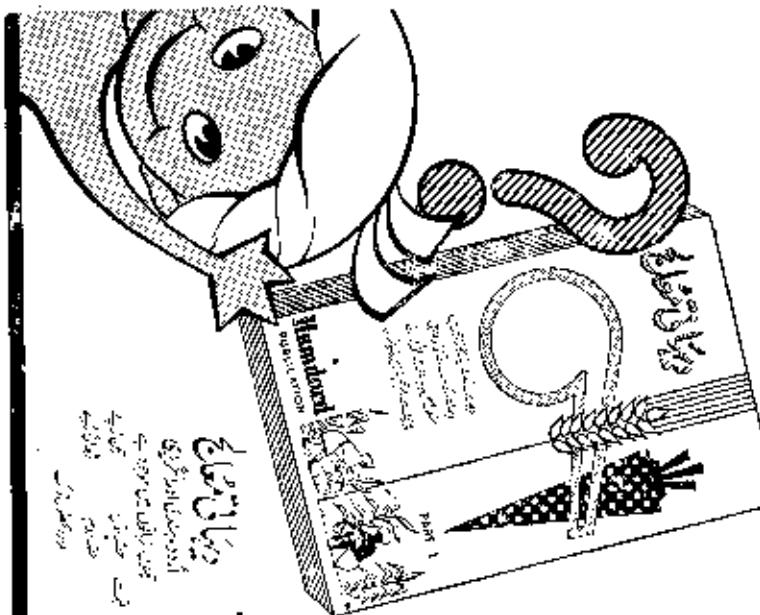
آع
لطفی
تجالی
کیر
جید
اید
مش
کن
پاد

۲۳۱

پاکستانی ہو گا۔ ددھی
نہ رکھنی ہوتی

۲۰

31



مکالمہ

بیانیه
روخانیت و مدنیت



۱	آغاز سخن
۲	تفسیر الحدیث
۳	تجھی کی طاک
۴	یک ہم مسلمان ہیں
۵	جبل مسلمان کا رفرہ تھا۔
۶	اسلام ایک صفت راجح ہے وہ مفکر کی تفہیں
۷	ایک مقالہ باخط
۸	مسجد سے بچانے تک
۹	کھنڈر کھوٹے
۱۰	باب الصحت

اگر اس دائرے میں بُرخ نشان ہے تو مجھے بھیجیں کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یادی پی کی اجازت ہیں۔ اگر آئندہ خریداری جاری رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ دی پی سے بھیجا جائے گا جسے مصروف کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا۔ دوسری پی سات روپے باسطخت نہ پسیے کا ہو گا، میں آرڈر جھکر آپ دی پی خرچ سے بچ جائیں گے۔
الستافی حضرت اہم سے پاسخنا تھا کہ جیکو سیدنی آرڈر اور اپنا مالک پتہ ہمیں بھیجیں سالہ جاری ہو بائیگا۔

تو سیل شہزاد خاطر کتابت کا پتہ ۲۲۰ مینا بار ار
پاکستان کا لیتہ، مکتبہ عثمانیہ،
دفتر تحریک دیوبند ضلع سہارپور (پہاڑی)،
عاصم عثمانی (پہاڑی)، پیر آنہ خشن کالونی، کراچی (پاکستان)۔

عاصم عثمانی پر نظر پہنچنے والیں دیوبند سے جھیوں اکار پر فخر تحریک دیوبند سے شائع کیا۔

اعْتَازِخُونْ

جو کچھ جو اس کی ہیں زیادہ پر انہیں ایکو نکر رزق کی مقدار
معین ہے۔ ساری دنیا مل کر بھی ہم سے ہمارے رزق کا ده
حصہ نہیں چھین سکتی جو مقدر ہو چکا ہے اور مقدر شدہ سے
مزادہ ایک پانی بھی ہماری تھیں تک نہیں پہنچ سکتی اہذا
اس نم سے ہم اپنے قلب کو بھی پچھل اور محضہوں
نہیں پایا کہ ایک روپیر قیمت والا دوسرا رقم ہو جانا آمد
خرچ کے ادھر میں کیا ضاد ڈالتا ہے۔ لیکن رخ اُس
کوفت اور بدھرگی کا ہے جو پڑھ بروقت نہ پہنچ سے ناظرین
تجھی کو ہوتی ہے۔ خدا نے میں کا پڑا ہزار شکل کے تجھی
سے بے شمار لوگوں کو عشق کے درجے کا اعلیٰ ہے۔ وہ اس کا
انتظار ایسے شوق و ذوق سے کرتے ہیں کہ جیسے اس کے بغیر انہیں
ہر شہر میں کسی شہر کی حسوس ہوتی ہے۔ دیند الحمد۔ ایسے
لوگوں کو جب وقت پر تجھی نہ پہنچ تو ان کو جتنی بھی روحانی
اذیت ہو کم ہے۔ ان کے شکاری خطوط سے خود ہمارے کوئی
پڑھکی گرنی ہے اور دفتر کو ہماری بہارت ہے جو جن ان ایسا
خط طے اسی دن دوبارہ پڑھ بھیج دیا جاتے۔ کچھ لوگ شدت
رخ میں ادارے کو خست شست لکھتے ہیں اور کچھ لوگ توہراہ
عام رختمانی ہی کو ہرگز طرفی سناتے ہیں۔ ان سے فاروی کوئی
گلہ نہیں۔ انہیں اگر یہ سیدھی سی بات محوٹ نہیں پہنچ کر یہ طریقی
کے ساتھ پیجھی اور کلکری کے بھی فرانچ انجام دینا اُس نا تو ان
بھیر کے لئے ممکن نہیں ہے جس کے شب دروز تجھی کو مفید و بہتر
بانے کی کوششوں میں صرف ہوتے ہیں تو یہ غالباً شدت
تعلیم ہی کا تجھے ہے۔ شدت تعلیم اگر غفران و مرضی سے بہتر
نہیں دلائلش کو کچھ دیر کے لئے مجبوبت کی موت سے انکار پر

ہماری بے بی

رسائی کا ڈاک ٹینگم ہوتا کوئی نہیں اور عجیب بات ہے۔
جو سائل ہزار بالوں پر چھپتے ہیں وہ بھی کچھ درجہ کم ہوتے ہیں ہیں۔
تجھی بفضلہ تعالیٰ زیادہ چھپتا ہے اس لئے ہر راہ اگر ۲ فیصدی
کے ادھر میں ہو اکرے تو اس پر صبر کرنا انسان ہے۔ صبر کی
ہیں حادث بھی ہو گئی ہے۔ تیرہ سالیوں میں کوئی تہذیب ایسا
نہیں گیا جیسا کی ہزار میں جیسیں پہنچے کم ہونے کا اس طرز پر
اسی اعتبار سے سو ڈریٹھ سو پر چھپے زیادہ چھاپنا ہمارا دادا تھی
محمول ہے۔
لیکن اکتوبر و نومبر ۱۹۴۷ء کے مشترکہ شماں پر جو حادثہ
پیش آیا ہے وہ چونکا دادے والا ہے۔ وہ چند ہنگامات
جائیں گے اس کے بعد رواز کیا گیا تھا لیکن خدا ہمیں جعلنے کیا
کی افتاد پیش آئی کہ تقریباً دو سو پر چھپے اپنے کاروان سے
بچھڑ گئے۔ اب تک ڈریٹھ سو کے قریب خطوط تو شکایت
کے آچکے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ضرور ہوتے ہیں جو شکایت
کی بجائے صبر جیں پر تلاعث کرتے ہیں اور جیسیں تیرہ بھی نہیں ہٹتا
کہ نیر جراحت ملایا ہیں۔ انہیں بھی اندراز اشارہ کر دیا جاتے
لیکن گشتی کی تھی تو کوئی پہنچ پر ٹھیک رہتی۔ وہ تو یوں کہتے
تھیں کہ خاص نمبر غیر معمولی طور پر ملنے جلتے ہیں اس لئے ہم نے
یہ شمارہ محول سے زیادہ تجھے ایسا۔ اسی لئے تمام شاکی حضرات
کو دوبارہ بھجا گیا اور اب تک بھی جاہرا ہے۔ بعض مکمل امور
تو سیلیقہ رہا کہ دوبارہ بھیجا ہوا بھی نہیں پہنچا۔ تیسری بار بھی کی
نوبت آئی۔ اس صورت حال سے ادارے کو مالی نقصان

کی بات نہیں۔ عامر عقائد علم جلا سکتا ہے مگر قضاۃ قدر کے کارکنوں پر حکم نہیں چلا سکتا۔ جن پرچوں کی صوت ڈال کے کارکنوں کے ہاتھوں مقدور ہے وہ بھل کیسے اپنی منزل تک بخوبی کئے ہیں۔ انگریزی دس بارہ تاریخ تک بچہ رہے تھے تو وہ بھلکے اندازیں خط لکھتے اور دوبارہ منگل لکھتے۔

ہماری عقلت

فارس زجاجۃ المصاص بیع نامی کتاب پر ہمارا تبصرہ ملاحظہ فراہم ہے۔ ہمارا معمول ہے کہ تبصرہ عموماً کتاب کا پورا مطالعہ کرنے کے بعد ہی کرتے ہیں، لیکن کچھ کتاب میں ایسی بھی ہیں جن کو اول سے آخر تک پڑھنا اپنی مصروفیات میں رہائے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ کتاب بھی متعدد جملوں کی صفحیں کتابیے اس نے اس پر تبصرہ متعدد مترقب مقامات کا مطالعہ کر کے کیا گا تھا۔ اسے اتفاق ہی ہبھتے کہ جو مقامات پر ہماری نظر کی وجہ لاتی تھیں اسی تھے تباہی کہ بلا کسی اختلاف کے توصیف آمیز تبصرہ کر دیا گیا۔ لیکن اب ادارہ بھلکی کے ایک ذی علم فرمادے جو ہیں اس کتاب کے مطالعہ کا موقع ملا ہے ہیں توجہ دلتی ہے کہ بعض مقامات اس میں خاصہ لائق نظر میں ہمارا احاسیں ذمہ داری تو ہی لفاظاً کرتا تھا کہ فی الفور ان ابواب کو دیکھیں جن کا موصوف نے ذکر کیا ہے اور زیادہ اہمیات ہوتے تھیں کے فارمین پرچس کر دیں ایسکی احتی اذون یکٹہ تروی سفریں ایگا اور سفر سے ولیمی پر سیاری نہ آدبو چا۔ یہ سطور استبروض ہی پر لکھی جا رہی ہیں۔ اگر یہ روض حض المحت نہیں تو اس کا اللہ ہم افاقت راتی ہی کتاب کے بعض مقامات بھیں کے اور جس فیصلے پر بھیں تھے ناظرون کو مطلع کریں گے۔ یاد رکھنے

بدعت کیا ہے؟	بدعت کے زد میں زبردست کتاب اس کے مقابلت میں مدیر تھلی کا بھی یک حقیقت اور زادہ مبسوط مقالہ شامل ہے۔ طباعت کتابت میں ہماری۔ یہ کتاب ہر مسلمان کے مطالعہ میں آئی چاہئے۔ قیمت جلد شیں روپے۔ مکتبہ تھلی (لوہنڈا (یو۔ پی۔)
---------------------	---

نامہ کو سلاسلہ ہے وہاں تھاں تو شماریں ہیں کہ جنے کی شدت ان کی سوچ بوجھ پر غالب ہے آسکے۔ ایسے گھرے غلط والوں کے لئے غدوی سلطے کیا ہے کہ آئندہ احقر اتنا ارشد ہر پہچے کی ترسیل کے وقت خصوصی گمراہی کرے گا۔ پھر بھی الگ کچھ پرچے گم ہوں تو خالہ ہر ہے ہر پہچے کے ساتھ خود جانا تو عاجز تھے لئے مکن نہیں ہے۔

ہمارا خال ہے کہ خاص شمارے کی گم کشی ہیں کارکنان ادارہ کے بھی کسی سہی کا ضرور کچھ پر خل ہو گا۔ مکملہ ڈاک کے کارکنان کیسے ہی شاہی مراج ہوں مگر اتنے بھی سفاکہ مغاریگر نہیں ہو سکتے کہ تھلی کا کوئی تھیل کوئے میں ڈال دیں۔ ان میں سے بعض ایسے ضرور ہیں جنہیں اللہ نے قلی جنیہ خشک پرچے سے دیکھی یہی کی توفیق عطا کی ہے۔ اس توفیق کے تسبیح ہیں وہ کچھ پرچے ہمچھا لے سکتے ہیں۔ لیکن اگر دوسرا نکری ہم ہو جانا یہ شہر دیتا ہے کہ خود ہمارے ذفتریں بھی روائی کے سلسلہ میں کوئی تھل کہ ہوئی ہے۔ اللہ علیم ہم دانے ہے۔ خاص شمارے کی حد تک نہ کوئی کچھ کے سفینہ جب کہ کنائے سے الگا قاتل

خدائی کیا تم دھرنا خا۔ اپنیہ
لیکن آگے کے نہ مکملہ ڈاک کی خدمت ہیں عرض ہے کہ لے جھوڑ کے خلاہو! خدا سے ڈرو۔ خدا سے نہیں ڈرتے تو پورٹ ماسٹر جریں سے ڈرو جھینق کم نے فی الحال تو سکھیت نہیں دی، لیکن آئندہ الگ ایسا ہی حادثہ میں آیا تو ضرور زحمت التفات دی گے۔ تھلی سے جنتے دیکھی ہے وہ بجائے ناجائز تسبیح کر رہیں لکھ ہم حسینہ ارشد ہبہت سے پرچے جاری کئے ہوئے ہیں، پھر حسینہ لنس بھی جاری کر دیں گے۔

اور ناظرین کی خدمت میں الہام ہے کہ پرچہ دیکھنے پر تاؤ نہ کھائے۔ تاؤ سے ہاضم بھی خراب ہوتا ہے اور قلب فوج بھی بوجھل ہو جاتے ہیں۔ جو ادارہ پرچہ دیکھنے کی اطلاع تربیث پر مدد و دوبارہ پرچہ روایت کر دیتا ہو اور جعل روش کے بخلاف ایجمنٹوں سے چاہیوا رچہ داپس لینے کا بھی ذمہ دار ہو اس پر تاؤ کھانا اور اس کی مظلومیت کو ظلم قرار دیکر بھلنا اور شمردی

تَفْهِمُ الْحَيَاةِ صِلْمَهُ رَحْمَى

(۳)

عَنْ عَائِشَةَ سَرِّيِ اللَّهِ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الرَّحْمَةُ شَجَنَةٌ مِّنَ اللَّهِ مِنْ وَصِلَاهَا وَصَلَاهُهَا

اللهُ وَمِنْ قَطْعِهَا قَطْعَهُ اللَّهُ» (الادب المفرد - صحیح بخاری)

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ سے مردی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشتہ، قرابت ایک شاخ ہے اللہ سے جس نے اسے ملایا اللہ سے طالے رکھے گا اور جس نے اسے قطع کیا اللہ اس کو قطع کر دے گا۔

تفہیم:-

بعض لوگ قطع رحمی کرتے ہیں، رشتہ داروں سے انھیں پھر لیتے ہیں یاد و سری طرح کے گناہوں میں گرفتار نظر آتے ہیں لیکن پھر بھی ظاہری اعتبار سے خوب ہٹھیتے ہیں۔ مال و اسباب خوب کماتے ہیں۔ ان کو دیکھلم کہم کھپوں کو تھوب ہوتا ہے کہ انھیں کیوں حرباں و اندھوں لا جی ہیں جبکہ قطع رحمی اور گناہ و طغیان پر اللہ کی رحمت کا رشتہ ان سے کوٹ گیلہ ہے ایسے لوگوں کے باقیے میں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بہت ہی زیادہ بد نصیب ہیں۔ انھیں اللہ نے عذاب آخرت کا سامان جمع کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اولاد اگر تیری راہ چلتی ہے تو اپ اسے ڈانتا ڈپتا ہے تبیہیں کرتا ہے، سمجھاتا ہے۔ لیکن اگر ساری کوششوں کے بعد بھی وہ راہ راست پر نہیں آتا۔ باپ کے فحاش پر کان نہیں دھرتا اور برا اور سرکش ہوتا چلا جاتا ہے تو اپ تھک ہار کے کھتائے کہ جا دے مالائیں جو تمہارا جی جاتے کرتے پھر و مجھ سے کوئی

شجر دش کے زیر زبر اوپیش تینوں کے ساتھ ایسی شہنی کو کہتے کو کہتے ان جمیں کی شاخیں ایک دوسروں میں گھنی ہوئی ہوں۔ ہر ڈالی شاخ در شاخ ہر ڈالی حال رشتہ داروں کا ہے۔ تینی دیجی رشتہ دو تک پہنچتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافی دو رشتہ دار بھی ہماری مدد و امداد کا مستحق ہے اگر وہ ضرور تنہندا ہو۔

رحم کا جوڑ نا یہے کہ قرابت داروں سے حسن ملوک بر تاجا ہے اور قطع کرنا یہ کہ بد صلوکی کرے یا تغافل بر تے اور با وجد استطاعت کے ان کی معاجموں میں کام نہ آئے۔ صلد رحمی کرنے والوں کو اللہ جوڑتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے تمام دنیاوی و دینی معاملات سے اللہ کے رحم و کرم کا ایک خصوصی رشتہ کسی نکی نوع سے قائم رہتا ہے اور صلد رحمی سے غافل ہونے والوں کو قطع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی خصوصی نگاہ خدا یہی ایسے لوگوں سے پھر جاتی ہے جس کا تیجہ دین دنیا کا خساراں ہوتا ہے۔

عن ہیں۔ چرخہ اس سے بے پردہ ہو جاتا ہے۔

یکجا ایسا ہی معااملہ اللہ کا ہے۔ جن بندوں پر وہ رحم کرنا چاہتے ہیں انہیں آزاد نہیں چھوڑتے۔ وہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تو فرماً تنبیہ کی جاتی ہے۔ اپنے جنم پرینے کا مشاء یہ ہوتا ہے کہ شاید اس طرح وہ عبرت پکڑیں اور تمہرے راستے لٹ آئیں۔ لیکن جب وہ باز ہی نہیں آتے اور ان کا نفس حرص و ہوا کی وادی میں بڑھتا ہی ملا جاتا ہے تو یہ رہنمہ تعالیٰ تنہ دنگیر کا مسئلہ ختم کر کے آتے کجھ بقدر آزادی سے کھل کیجئے کے لئے گام چھوڑ دیتے ہیں یہ طبعی المذاک حالت پر جس پر نکل کرنے کی بجائے ہمیں کوپناہ نامنی چاہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مروی ہے جس میں صدر حجی کی انتہائی اہمیت ظاہر کرنے والا ایک بہت ہی دلنشیں انداز پا جاتا ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرَّحْمَم
شُجَنَةٌ مِّنَ الْرَّحْمَنِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ دَمَلَّكَ
وَصَلَّكَ وَمِنْ قَطْعَكَ قَطْعَتَهُ (شکوہ بوجالنجاری)
ترجمہ:-

”ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا رحم رحمان کی شاخ ہے۔ سیرہ شاہ
کیا اللہ تعالیٰ نے رحم کو خطاب کر کے) یوچے
ملائے گا میں اسے ماؤں کا اور جو تجھے کاٹے گا
میں اسے کاٹوں گا۔“
تفہیم:-

رحمان اللہ جل شانہ کا شراہی پیارا نام ہے۔
شجنۃ من الرحمن کا مطلب لفظی اعتبار سے تو یہ یہ ہے کہ لفظ ”رحم“ رحمن ہی سے تکلیف ہے۔ نکلنے سے مراد بخوبی استفاقت نہیں۔ بخوبی قاعدے سے تو رحم خود ماذہ ہے مراد صرف یہ ہے کہ رحم رحمن جیسے پر ترمذ مقدس اسکم آئی کا جزو ہے۔ لہذا ہر ہم کو صدر حجی پر جیشہ توجہ رکھنی چاہئے۔ ایک مسلمان اگر صرف اس فخر پر میاکے

ہر بڑہ پھاڑوں پر سماتے ہے لے اسے سید الابرار ابجی الائی صفر
اپنے وجہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلامی کی سبب ہے تو جس
لفظ کو باری تعالیٰ کے مقدس ترین نام پاک سے سبب خاص
ہوا س کی عظمت و تقدیم کا کیا لٹھکانا۔
اور معنوی اعتبار سے شجنۃ من الرحمن کا مطلب
یہ ہے کہ کائنات میں اللہ رحیم و کریم کی رحمتی پر یا ان
کے جو بے شمار و ظاہر ہیں ان میں کا ایک بہت خاص ظہر
ترابی تعلقات کا وہ سلسلہ ہے جو انسانوں کے درمیان
ایک شاخ در شاخ ہٹھی کی اندپیدا کیا گیا ہے۔ یہ تجھے
ہٹھے رشتہ دیوند رحمت باری سے اسی طرح جڑے
ہٹھے ہیں جس طرح ایک شاخ سے ہٹھاں جڑی ہوئی ہوتی
ہیں۔ رشتہ دیوند کا جمال رکھتے داسے گوار حمت
باری سے رشتہ دیوند کو جڑے ہوتے ہیں۔ دو زندگی کے
ترابت داروں سے اچھا سلوک کرنا گویا رحمت خدا دی
کو اپنی طرف منتظر کرنا ہے۔

صلہ رحمی کا جو عظیم اجر آخرت میں لے کا اس کی
تو کوئی حد ہی نہیں دنیا میں بھی اس کا بہت بڑا فرع ہے
انہیں مالک روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال۔ مزاح
ان یُبَسْطَقُ فِي سَرْرَقَمْ دَانِ یُنْشَأَلَهُ فِي اثْرَه فِی مَسْلِ
سَرْجَمَهُ (بخاری۔ سلم۔ ابو داؤد)

ترجمہ:-

فرما یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شخص پر پس
کرنا ہے کہ اس کی بعذی میں اضافہ دبرکت ہوا وہ
اس کی سوت دیر سے اسے اسے چاہئے کہ صدر حجی اور
تفہیم:-

قرآن و حدیث نے زکوٰۃ کے بارے میں بھی توضیح فرمائی
ہے کہ اس سے مال میں برکت ہوتی ہے۔ اسی طرح ضرور تمند
ترابت داروں پر خرج کیا ہو اماں بھی بظاہر تو خرج ہوتا ہے
لیکن فی الحقيقة بالی ماندہ مال میں خبر و برکت کا موجب ہوتا
ہے۔ ناصاف ذہنوں میں یہ بات سکل سے ساتے گی، لیکن ج

میں بن سے ہیں۔ ہری ہوت ۵ صدی اس پر بھی ہوئے ہیں جسے معاورے میں اپنے بیان رکھا تو کہ مرنا ہے ہیں۔ ان آثار کی تقویت کے لئے حدیث ابو عیال الحجی ایک حدیث بھی موجود ہے جسے حضرت انسؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ یہ حضرت ابن جماس رضی اللہ عنہ سے ایسی حدیث ہے جسے معلوم ہوتا ہے کہ صدر رحمی کے نتیجے میں ماں اور عورت کے اضافے کی بشارت تو ریت میں بھی حرموم ہے۔

حکیم یہ کہ صدر رحمی (رسا در پروردی افریاد حسن بلوک) دین و دنیا کے منافع سے بھر پر پہنچے اور اسے ایک عبادت سمجھ کر اختیار کرنا چاہئے۔

صلدر حمی سے عمر میں اضافہ

عن ابن شهاب قال: این شہاب کی تھیں۔ ہمیں صحابی اخبری ان سے بن مالک نے خبر رسول اللہؐ اس سے تلا ثنا فی ذہنی کرتا تو ان سے رسول اللہؐ اصلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص یہ چاہئے کہ علیہ وسلم قال: من احتیت اس کی روزی میں اضافہ ہو گرت اس کی روزی میں اضافہ ہو گرت ہو اور اس کی موت میں تاخیر فلیصل مرحومہ۔ کی جائے تو اسے چاہئے کہ صدر رحمی دیواری کو علم۔ الادب المفرد۔ کرے۔
ابوداؤ۔ مسئلۃ) + + + +

تفھیم :-

ظاہر توبہ حدیث اتنی واضح اور سادہ ہے کہ کسی ہمیں کی ضرورت نہیں، لیکن بگڑتے ہوئے ماحول نے ذہنوں کا جو سماں کا بنادیا ہے اس میں اس طرح کی باتیں آج کلی ذرا مشکل ہی سے سماں ہیں۔ عقول و سیسم کا رخور آئینہ نظر۔ تھیج کر لاتی ہے کہ موت کا لو ایک دن ہیں۔ تقدیریں لکھی جا جکی ہیں پھر کسی بھی فعل عمل اور بچوں کو زیر کنیت سے وقت اجل اُنکے پچھے کیسے ہو سکتا ہے۔ اسی نظر کا لحاظ کر کے بعض بزرگوں نے تاخیر گئی طوف عربی کی مختلف نویں میں کسی نے کہا کہ موت میں تاخیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صدر رحمی کرنے

و سے بعد میں اور خوب جانتے ہیں کہ فلاج و خزان کے اساب کی تخلیق اللہ ہی کرتا ہے ان سے لئے یہ کھلی حقیقت ہے کہ لشکری خوشروی کے لئے خرج کیا ہوا مال دہ ختم بار آور ہے جو بطاطا ہر اگرچہ ہی میں دادا جاتا ہے لگر مال کار اس سے ہری بھری کھیتیاں اور چلدار باغ ٹھوڑی میں آتے ہیں۔

غم کا طریقہ اس احمد موت کا مخزیر ہے ناج کل شاید کسی کی سمجھیں نہ اسے الہ ابا شمار اللہ برے شکر موت کا وقت معین ہے، لیکن جن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہیں قرآن ملا، ہی بھی یہ بھی بشارت دیتے ہیں کہ صدر رحمی ہر میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ ان کی بشارت کے بعد کسی ریب و شکر اور کسی این و آن کی تھا اسکے ہرگز نہیں۔ رہیں اس نوع کی آئینیں جیسے تون شعائر اللہ نصیراً اذ أحجأهُ أَجْلَهُاد حب کسی ذہنی روح کی موت کا وقت آجاءے تو اللہ اس میں تاخیر نہیں کرتا، تو ان میں اور بشارت رسول میں کوئی تناقض نہیں۔ صدر رحمی کرنے والے کی عمر اگر دس سال ٹھہرائی گئی تو اسکے طرف سے اس کا وقت مرگ اس طبق ہوتی ہوئی مدت کے اختام یہی پر آئے گا۔ یہ نہیں کہ وقت مرگ تو اس اضافے سے قبل ہی آچکا اور پھر اسے صدر رحمی کی دمہ سے ٹلا دیا گیا۔ دیسے پرستہ باریک ہے کیونکہ اس کا چڑھتے تقدیر سے جالتا ہے لیکن اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دیدی اس پر ایمان مجمل ہمارا فرض ہے چلے ہے قصیر ہائے دامتہ اور اک شخور سے باہر ہو۔

اسی صنیعوں کی روایت ترمذی نے بھی بیان کی ہے اور بعض اور کتب حدیث سے بھی اس کی دوستی و تائید ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اثر بھی اس کی تصدیق ہیں۔ ملکہ ہیں۔ ایک اور بات بھی ان آثار سے معلوم ہوتی ہے کہ اضافہ رزق اور اضافہ عمر کے علاوہ "سری موت" سے تحفظ بھی صدر رحمی کے فائدوں میں شامل ہے۔ سری موت شکار مرگ تاگہاں ہی ہے جیسے آجھی ہار میں کہا و باعہ کہا ہے۔ یا جیسے ہواں جہازوں کے ہولناک حادثے آتے دن

والا مادر یہ نیک نام سے گا اور میرے کے بعد اسی لئے کار اولاد
اُن سکلے دعا اور الصالِ ثواب کا سلسلہ جاری رکھی۔
دوسرے یہ کہ اللہ اس کے اوقات میں برکت دے گا
ایں طور کے وہ خیر نافع اور فضول کاموں سے بچا ہے گا۔ نافع
ادم خیر کاموں سے تعلق رکھے گا۔ اس کی اولاد سعادت ہند
ہوگی جو اس کی خدمت کرے گی اور اپنے حسن عمل سے اسے
فائدہ پہنچائے گی۔

اس طرح کی توجیہیں کوئی شک نہیں کہ ایک زن طہی
ہیں اور ان پر مذکورہ منطق بھی حلماً اور نہیں ہوتی لیکن حاجز
کا خیال یہ ہے کہ اس طرح کے امور میں ہمیں تعلق سے بالآخر
روہ کہ صرف ایمان و تقویٰ سے رابطہ رکھنا چاہیے عقل و
استدراک کی تمام صلاحیتیں یقین کرنے میں ضرور صرف کری
چاہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ واقعی اللہ کے رسول نے
ایسا فرمایا تھا یا نہیں۔ اگر تحقیق کے تیجے میں اس کا صحیح ہونا
ثابت ہو جاتے تو منطقی بحثیں اٹھائے بغیر ہیں مان لینا چاہیے
کہ صدر رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور اسی معنی میں ہوتا ہے
جو معلم و موعوف ہیں۔ تقدیر کی گرد نکھلی عقل سے طلب ہے نہ
نکھلے گی۔ ایمان علی القدر کی رہا ایمان خالص اور سمعن
و قطعنا کی رہا ہے۔ آخر دیکھیے زید کو آپ منع کرتے ہیں فلاں
جل جادا خطرہ ہے۔ وہ نہیں مانتا۔ جانتا ہے اور قتل کر دیا
جاتا ہے۔ اب آپ تم شیدوں میں باں طور اخبار تأسی
کر رہے ہیں کہ زید اپنی خود کے تیجے میں قتل ہوا۔ ہم اسے منع
کر رہے تھے اگر دہ کہنا مان لتا تو مارنا جانا۔

ظاہر ہے آپ ہمیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ کوئی شخص
وقت تھیں سے قبل نہیں مر سکتا اور جو وقت تھیں تھی دیگا یا ہے
اسے ملایا نہیں جا سکتا۔ پھر ہمیں اس الہام راست اس سفیر آپ کو
بیعت دے اور سنکر تقدیر نہیں کیا گی کہ آپ جو کچھ کہہ
رہے ہیں اس کا تعلق اسابد ملل اور علم ظاہری سے ہے۔
علم ظاہری کی حد تک ہم کو تقدیر کا حلقة بگوش نہیں ملایا
اسے بعد جدد چدی قیسم دی گئی۔ اسے اسابد ملل پر نظر رکھنے
کا سبق پڑھایا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ جیسا کہ وہی ویسا بھروسہ

مقدر کیا ہے۔ اجماع لیا ہوتا ہے۔ یہ سب المثل کے ہم میں ہے جو
باری کی نسبت سے کوئی چیز غیر معین، غیر قریب نہیں۔ ہوہ، احمد
جو پیش آتا ہے انسان علم کے اعتبار سے جا ہے کتنا ہی الفاقی
اور خلاف وضع ہو۔ لیکن اللہ کے لئے ایک امر مسلم ہے۔ وہ
سب کچھ مقدر کر چکا ہے۔ اسے پہلے ہی علم تھا کہ زید فلاں جگہ
جا کر قتل ہو گا اور اسی علم کو نوشتہ تقدیر کی شکل دیا چکی
تھی لیکن خود زید کو یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ فلاں جگہ ضرور
ہوتے۔ اسے عقل و بصیرت دے کر خداوند یا گیا تھا کہ سچے
سمجھے اور ہلاکت سے بچا رہے۔ اسی طرح اس کے احباب اقرباء
کو بھی ہدایت دی گئی تھی کہ اسابد ملل پر خور کر کے ہنا سب
مشور ہیں۔ اخراج بھی ہو انسان کو تدبیر و تدبیر سے نہ چکن
چاہیے۔

اسی تفکر کی روشنی میں ہم اضافہ عمر کے معامل پر غور کریں تو
کسی تاویں کی ضرورت نہیں رہ جاتی بلکہ ہماری بات یا ہمار
کر آتی ہے کہ علم اپنی کی نسبت سے توبے شک کی کی ہر من کی
لوگوں کی چیزیں جو ہوئیں سکتا۔ تقدیر میں جو وقت لکھا جا چکا ہے
وہ اسی طرح اٹل پہنچ جس طرح زندگی ہم کے تمام افعال و اعمال ایسا دعا
و حادث۔ لیکن جس طرح ہمیں بریقی ہے کہ زیر پری یعنی موت
و اقع ہو جائے گی اور اٹل میں گریٹنے سے بدن جل جائے گا،
اسی طرح اسی لفظیں میں بھی کوئی چیز اپنی نہیں کہ جب اللہ کے
رسویں صدر رحمی کو اضافہ عمر کا ذریعہ بتاتے ہیں تو ضرور اضافہ
ہو گا۔ آخر بیماری میں ہم علاج کی طرف درستے ہیں تو کہ
اس کا پیطلب ہوتا ہے کہ تم تقدیر کے قائل نہیں۔ اگر منطق
ہی سب کچھ ہے تو یہ ہم کسی بیماری کا علاج نہیں کرنا جائے
کیونکہ موت کا وقت تو اٹل ہے۔ تکلیفیں اور راحیں جو کچھ
پیش آتی ہیں وہ بھی مقدر ہیں۔ کوئی ظالم کسی سے گناہ پر تواریخ
رہا ہو تو اس منطق کی رو سے ہم کوئی سزا اس کی نہیں پوچھ پہنچ
توبے گناہ کو بچانے کی بھی کرنی جاہے کیونکہ وقت سے پہلے وہ
مر سکتا ہیں اور وقت ہی آگیا ہے تو کسی کے بچانے کی وجہ سکتا
ہیں۔ پھر کوئی تم سبی لا جائیں کریں۔

مگر ایمان بالقدر کے باوجود امنطق کو ہم کبھی عملی زندگی

پر وہ یہ رہا ہے ہم ایسیں دیکھ دیجئے۔ بعض اوقات تھوڑے سے وقت میں اتنا کام ہو جاتا ہے کہ بعد میں خود کام کرنے والے کو توجہ ہوتا ہے یہ کیسے ہو گی؟ اُنہیں میں ایسے ہے بزرگ لگ رہے ہیں جن کے تصنیفی کارناموں کو ان کی عمر پر بھیلا جاتا ہے تو فل اسکے اتنی صفات پر ہے کہ اُسط نہتا ہے۔ درايجي پرسکے دلخیثیہ عام حالات میں کیا یہ مکمل ہے؟ تصنیف ترور کارائیں اسکیپ کے اتنی صفحے روز لوگانی قفل بھی کرنے دشوار تر ہیں۔ لیکن یہ خیر و برکت ہی تھی کہ کبی امراء شوار ارباب عزیت کے لئے آسان ہو گیا۔ کون جانتے وہ تھی صدر حجی کرتے تھے۔ دو رکا نہیں۔ اضافی قریب ہی کا واقعہ ہے کہ تینیں شہزادے عصر سے غرب تک پوتوں اُن حکم کر کے دکھلایا تھا۔ اس واقعے کے شاہد ایک دو نہیں سیکھ دیں ہیں۔ خود ہاجر بھی جو حدودِ حرمہ سیاہ کارونا بکار ہے کسی نہ کسی وارچے میں اس کا تحریر رکھتا ہے کہ وقت میں خیر و برکت ہونا ایک احتیفی ہے۔ اب اُرضِ کجھے ایک ٹھاٹی فی ھنڈتھیں میں میں حلیت ہے اور دوسری جالیں میں تو دو لوں الگ چپ سادی وقت تک ٹھیں مگر دوسری سال ہر ھنڈتھی میں دن میں زیادہ طے کر کے گئی۔ آدمی کی عمر یا پاس سال مقدمہ ہو، لیکن صدر حجی کے العاد میں اس کے اوقات کو برکت عطا کر دی جاتے تو یہی پچاس سال ساٹھ اور ستر سال کا کام دے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر فضول کاموں سے بچتے کی تو حق اسے مل جاتے تو اس سے دی یہ فائدہ پہنچ کا جو اضافہ عمر سے پہنچتا ہے۔

حال یہ تھا اضافہ عمر کو کسی بھی مصدقان میں بیٹھنے یہ بہر حال سطھے کہ صدر حجی اضافہ عمر کا دیسل ہے۔ اب رہی روزی میں اضافہ و برکت کی بات تو اس پر طبولی سخن کی ضرورت نہیں۔ جنہوں اللہ کی اس بشارت پر نہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ کی راہ میں بال خروج کرنا اضافہ عزیت ہے۔ مال نہیں، بلکہ مال میں اضافہ اور خیر و برکت کا موجود ہے۔ جھیلوچی صلح اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر بھی دل سو یقین رکھ کر صدر حجی کے طور پر خروج کیا ہوا مال صفائح نہیں ہوا ہے بلکہ قیال میں صدر حجی کے طور پر خروج کیا ہوا اسکے اجر میں اللہ۔

یعنی اضافہ میں یہ سے ادراہ مدد ہوں ملے بھی۔ اسی وجہ سے کام نہیں دیا بلکہ تقدیر پر صابر و شاکر پہنچے ہوئے سلسلہ حججہ تدبیر و تدبیر اور اقدام عمل بھی کی ہدایت فرمائی۔ فہرزاصل رجی اسی اضافہ عمر کے لئے ایسی ہی تداہیر کے زمرے میں ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ ادی طریقہ علاج سے دلماک امراض کا اچھا ہو جانا اور قریب بھاروں کا محت پا جانا جانے پہچانے اس باب معل کے دائیں کی چیز ہے اور صدر حجی کے ذریعہ عمر میں اضافہ ہو جانا تھی امور میں یہی خفیہ عمل دسائیں کے پہنچنے سے نہیں ناجا سکتا۔ ایمان بالغیب توہوم کا طور ایسا ہے۔ اسی ایکسے معاملہ میں کیوں اس ایمان سے گزیر پوچھ کر خبر دیتے دالے ہماسے صادق دمداد رق معصوم دھڑک جو پہنچانی صلحی اللہ علیہ وسلم میں۔

اس پھریم کا مشاہد یہ ہے کہ اکثر شاخصین حدیث نے جو اضافہ عمر کی تو یہیں کی ہیں اور حقیقتاً اضافے کو صرف احتمال کے درجے میں مانا ہے جا جز کے نزدیک یا انداز نظر اوقیانوس کے درجے میں مانا ہے جا جز کے نزدیک اضافے کو اضافے کو اضافے کے معروف و مرجح ہی عنوان میں لیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا تھا عمر! تم تقدیر ایسی سے بھاگ رہے ہو۔ حضرت عمر نے جواب دیا تھا اس بھاگ رہا ہوں لیکن تقدیر ایسی سے تقدیر ایسی کی طرف۔

ٹھیک ایسا ہی تقدیر ہے کہ صدر حجی ہے۔ وقت اصل بیشک تقدیر ایسی ہے، لیکن یہ بھی تقدیر ایسی ہی ہے کہ صدر حجی نہ کرنے کی صورت میں الگ ہماری عمر راستی سال کی ہوئی ہو تو صدر حجی کرنے کی صورت میں نہیں کی جو جائے۔ اللہ کو تو ہمارا علم ہو گا کہ یہم صدر حجی کرسی گئے یا نہیں اور اسی اعتبار سے ہمارا وقت مرگ بھی یعنی فریاد یا ہو گا لیکن دنیا کے اور دنام معاشرات میں الگ منافق و ثابت وسائل اختیار کرنے ہوئے ہم اللہ کے علم بسط پر نہیں بلکہ اپنے مخدود علم و مشاہدے پیغام رکھنے کے مکلف ہیں تو اسی معاملہ میں صدر حجی کو اضافہ عمر کا ایک دسیلہ مان لیتے ہیں کیوں ہم منطقی انجام پیدا کریں۔

لیکن یہی "اضافہ عمر" سے وقت میں خیر و برکت مراد ہے تو یہ

تجھی کی ڈاکٹر

اسلامی تحریرات ۹۔ از لور محمد خان

سوال ۱۔ ایک غیر مسلم ہماری کامیابی ہے کہ اسلام بہت اچھا نہیں بلکہ اس کے تعزیری قوانین سخت ہیں۔ جو اپنے زنا کی مزرا جنم دکونت اور جو روئی کی سزا قطع ہے۔ اس ترقی یا فتح کو دیں گے اس قابل قول نہیں، جب کہ سزادوں کو کہے کہ کیا جاہاں ہے اور تعلیم و فہم کو عاہد کیا جاہاں ہے۔

الجواب ہے:-

اس سوال کا جواب یہ ہے سے پہلے کچھ باقی تمہید اور عرض کریں گے کہ مذکور کچھ وضاحت ہے میں کتنے ہی ایسے سوالات موجود ہوئے ہیں جن میں کچھ اسی انداز میں باہمی جاتی ہے کہ دیسے تو اسلام اچھا نہیں بلکہ اس کا فلاں حرم و مقدمہ ناموزوں ہے۔ حوالہ تھی کسی غیر مسلم ہی کا دیا جاہاں ہے۔ گویا مسلمین چاہتے ہیں کہ جملی اُن مُجھنوں کو بھی دُور کرنا ہے جو اسلام کے مالکے میں غیر مسلمین کے داغوں میں پیدا ہوئی رہتی ہیں۔ یہ چاہتا ہے اسیں۔ بلکہ اسیں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جرمیات و فرماداں کی غیر مسلمین کا اطمینان ادا کرنا اور بستر اط بھی استدلال کے دریمہ نہیں کر سکتے جب تک کہ اصولی و مبادی نظریات پراتفاق نہ ہو جائے۔ اسلامی احکام وہدیات میں بے شمار دنیا و ہی صالح بھی ہیں بلکہ بیان و مسائی کی توضیح کے مطابق آپ صحیحی طور پر اسلام کو ایک اچھا نہیں سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اسلام کا خاص امام طالعہ کیا ہے۔ علم و مطالعہ کے بغیر غایہ ہے کسی دین کا اچھا اثر اپنے معلم نہیں ہو سکتا۔

لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ کا مطالعہ علمی ترتیب اور نئی نئی کے اعتبار سے اخاناً اقصیٰ اور سیّدی تھے ہے کہ اس طرح کا مطالعہ اسلام ہی میں نہیں کسی بھی علم و فن میں آدمی

پس سوال کا جواب یہ ہے سے پہلے کچھ باقی تمہید اور عرض کریں گے کہ مذکور کچھ وضاحت ہے میں کتنے ہی ایسے سوالات موجود ہوئے ہیں جن میں کچھ اسی انداز میں باہمی جاتی ہے کہ دیسے تو اسلام اچھا نہیں بلکہ اس کا فلاں حرم و مقدمہ ناموزوں ہے۔ حوالہ تھی کسی غیر مسلم ہی کا دیا جاہاں ہے۔ گویا مسلمین چاہتے ہیں کہ جملی اُن مُجھنوں کو بھی دُور کرنا ہے جو اسلام کے مالکے میں غیر مسلمین کے داغوں میں پیدا ہوئی رہتی ہیں۔ یہ چاہتا ہے اسیں۔ بلکہ اسیں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جرمیات و فرماداں کی غیر مسلمین کا اطمینان ادا کرنا اور بستر اط بھی استدلال کے دریمہ نہیں کر سکتے جب تک کہ اصولی و مبادی نظریات پراتفاق نہ ہو جائے۔ اسلامی احکام وہدیات میں بے شمار دنیا و ہی صالح بھی ہیں بلکہ بیان و مسائی کی توضیح کے مطابق آپ صحیحی طور پر اسلام کو ایک اچھا نہیں سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اسلام کا خاص امام طالعہ کیا ہے۔ علم و مطالعہ کے بغیر غایہ ہے کسی دین کا اچھا اثر اپنے معلم نہیں ہو سکتا۔

لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ کا مطالعہ علمی ترتیب اور نئی نئی کے اعتبار سے اخاناً اقصیٰ اور سیّدی تھے ہے کہ اس طرح کا مطالعہ اسلام ہی میں نہیں کسی بھی علم و فن میں آدمی

جس اور ہما جائے مگر ان پر سے ہر سدھہ و سوہم سے ہر زن
 میں قول کر دو قبول کا فیصلہ کرتے رہو یا یہ صورت حال
 زیادہ ہے۔ پوچھی کہ انھیں ایک ایسا سرمشیر، ایسا خزانہ ایسا
 مرکز منبع بنا دیا جائے جہاں سے حاصل ہوئے وابی کوئی نہ تھے
 ناقص و فاسد پیدا ہوئے نہ کے؟ غایب ربات ہے کہ کمی صورت
 دشوار طلب بھی ہے اور انتشار اپنی بھی ہر مراد کا طرز
 فکر مخصوص ہے۔ دو قبول کے بھانے جدا جدا اس مسئلہ
 طبیعت الگ ہیں علم و عقل بھی یہاں نہیں۔ رحمات،
 مفادات اور بصیرت و بصارت کے زاویوں میں بھی مسألات
 ہم آئیں ہیں۔ لوگ معمولی صوری معاملات میں بھی ایک
 دوسرے سے مختلف نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ اگر انہیں سچے ایک
 کو اختیار دیا جائے کہ ہر شکر کا فیصلہ تم اپنی پسند اور اپنے
 علم و نہم سے کرو تو نہ سبب تو بڑی چیز ہے دنیا کا کوئی خیر
 سے حقیر نہ تھا بھی ریزہ ہوئے بغیر ہم رہ سکتا۔ اس
 صاف و سادہ حقیقت کے پیش نظر مدد اشتمد کا بھی فیصلہ
 پیدا ہوا کہ اطمینان اور فلاح و فائیت کی راہ دوسری ہی ہے
 یعنی انسانوں کو کوئی ایسا سرمشیر معلوم ہو جائے جہاں سے حاصل
 ہوئے والی فیصلے اور احکام و بدایات کا صحیح و برج ہونا تو
 فیصلہ ہوا درکسی فیصلے پاہایت کی افادت کیا رکھ جو
 لوگ پنی کم علمی یا کوتاہ بھی یا بے بصیرتی کے باعث سمجھتے
 قاصر بھی ہوں تو انھیں بھی یہ اطمینان ہر حال حاصل رہے کہ
 فیصلہ و بدایت لامعاشر ہے کیونکہ اس صدر قمر کر
 سے حاصل ہوئی ہے جو نقص خطا سے بالاتر ہے۔ بھی وہ اطمینان
 ہے جو مسائل کو پارہ پارہ ہونے سے چاہا ہے ورنہ سوادی بھی
 دین کے اصولی عقائد پر فرق نہ ہو سکتے اور بخات کا اہم ترین
 معاملہ بچوں کا ہمیں ہو کر رہ جاتا۔

اس تو ضمیح کا طلب نہیں کہ اسلامی احکام کو عقل د
 منطق کی ترازوں میں تو نہیں سے ہم کرتا رہتے ہیں۔ نہیں۔ اسلامی
 احکام کی معقولیت پر تو ہمیں لورا اطمینان ہے اور شروع سے
 آج تک علمائے اسلام نے علم و عقل کے میدان میں ہر اعتراض
 اور شبهہ کا سامنا کیا ہے۔ خود ہم بھی سائل تھے پیش کردہ اشتباہ کا

وہ یہ فارم ایس سے جو صدای پیٹھے ہے وہ مدینہ بحر قدر مارتا
 رہے۔ آپ نوع ہے نوع میتوں کے مکن پر زدنی کا مشاہدہ و
 مطالعہ کرتے جائیں تو مائن کے جن بنیادی اصولوں پر حل کر
 ان کا یاد کیا گیا ہے ان پر عبور حاصل کئے بغیر آپ سائنسدار
 ہمیں میں نہیں ہے۔ ذیر مذکون ہو گا کہ ان کے میکنزم کے باعث
 میں آپ کے محسن طلی ارشادات کو بارگاہ سائنس ہیں کوئی مقام
 دیا جاتے۔ اسلام کا مطالعہ اگر آپ صحیح ترتیب کرتے تو پہلے
 ہی قدم پر آپ کو اس بنیادی عقیدے کی اطلاع ملنی کا اسلام
 کسی انسان یا مگرورہ کا دفعہ نہیں ہے بلکہ اس خالی د
 مالاک کا نازل کردہ جو فصور و خطا سے پاک، نقص و خامی سے
 مبترا، ہمودنیاں سے بالاتر، ظلم و حقر سے بلند اور پوری
 کائنات کا بناۓ والا ہے۔ یہی بھی اطلاع ہے جس پر اسلام
 کی پوری عمارت اٹھی ہے۔ یہی بھی اطلاع ہے جس کے رو اور
 قبول پر آج کے فتنوں کا رد اسے۔ گویا تم مسلموں کا معاملہ یہ نہیں
 ہے کہ تم نے اسلام کے ایک ایک حکم دہیات کو پہلے پہی عقل
 علم کی سوئی پر پرکھ کر کیجا پھر کھرا پایا تو دعویٰ کردیا کہ اسلام
 ہی واحد راہ و نجات ہے۔ اس کے پر عکس ہمارا معاملہ یہ ہے
 کہ ہم نے پہلے اصل و بنیاد کی طرف توجہ کی۔ یہ دیکھا کہ اسلام آیا
 کہاں سے اور کس ذریعے سے؟ جب علم و عقل نے ٹھوک بجا کر
 فیصلہ کر دیا کہ اسلام خدا کے برتر و تو انا کا دفعہ نہ سب
 ہے اور اس نے اسے ایک ایسے سفیر کے ذریعے انسانوں نیازی
 کیا ہے جس کا کردار ایک عمل جس کی حیثیت
 رد شن کا ایک ایک نانیہ اس کے صادق و امین ہونے پر
 گواہ ہے تو ہمارے لئے پوئے اطمینان بخش طور پر یقین کیتے
 کی را کھل جی کہ اسلام حق ہے۔ اسے بچوں و جراحتی
 کر لیتا ہے ایسے عقل سیم کا داحد فیصلہ ہے۔ اس کے احکام و ہدایات
 کا کوئی جزاگریاری حدد و درستے مایعقل میں نہ بھی ساختے
 تو اس سے اس کے حق ہونے پر کوئی اثر نہیں ٹھانکیں کر دے
 اس فائق دبر تہجی کا دفعہ نہ ہے جس سے قصور ممکن ہی
 نہیں۔ آپ خوفزدگیں۔ کیا یہ صورت حال انسانوں کے حق
 میں مفید ہو سکتی ہے کہ ان کے آگے ہزاروں سنتے رکھ دیتے

عقلی جواب ابھی پیش کریں گے لیکن یہ تہذیب سمجھنے سے اس لئے
فرض کی گئی نہ دوسرت کا فشار محسوس اخراج اپنے برائے اعتراض
نہیں بلکہ وہ اتنے ہی سمجھدے ہیں جتنا کوئی منصف مراجع اور
حق کا مستلزم انسان ہونا چاہیے تو انھیں صحیح و غلط کے فصلوں
تک پہنچنے کی ایک سان اور بے خوار اہم معلوم ہو جائے۔ اگر
ہم اس رواہ کی نشاندہی میں ابھی کامیاب نہیں ہوئے تو پھر
تمثیل اپنی بات بھملئے کی سعی کرتے ہیں۔

فرض کیجئے ایک بڑے ہال میں بہت بھی شیئیں رکھی ہوتی
ہیں جن کی ساخت اور بننک ترا لگا لگسے ہے مگر ان کے باقی
و عوامی کیا جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی مقدار کے لئے بنائی گئی ہیں
پھر لوگ کسی ایک شیئیں کے باقی میں کہتے ہیں کہ یہ سب سے بہتر ہے
پھر لوگ دوسری کے باقی میں بھی راست رکھتے ہیں۔ اسی طرح
فتنفتوں نے جدا گاہ میشینوں کی افادت اور عمارتی پر
بھروسہ اکر رکھا ہے۔ اب ایک شخص چاہتا ہے کہ صحیح طور پر معلوم
کرے واقعی کوئی شیئیں سمجھے بہتر اور پرانے مقدار، ایجاد کو پورا
کرنے والی ہے تو اس دریافت کے لئے دو ہی طریقے پرستیں ہیں
ایک یہ کہ وہ پہلے اس تمام سائنس کا علم حاصل کرے

جس کی روشنی میں بھی شیئیں بنائی گئی ہیں۔ پھر اس عمل طولیں سے
فارغ ہو تو ہر شیئیں کے ایک ایک بڑے کو جا پہنچ کر پہنچنے میں پری
کے اعتبار سے پانچار اور سانچھے اعتماد سے موزوں ہے یا
نہیں۔ پھر یہ دیکھ کر ہر بڑے شیئیں کے میکرزم میں فضیلیت ہے
یا نہیں۔ پھر یہ بھروسہ کر کے ہر شیئیں چل جانے کے بعد وہی مقدار
پورا کرتی ہے یا نہیں جس کے لئے وہ بنائی گئی ہے۔ ۹۹

دوسری یہ کہ اس طولانی عمل میں پڑنے کی وجہ سے وہ
یہ تپڑا کاٹتے کہ میشین اخیر بنائی کرن کا رخاؤں میں ہیں۔ اگر
شقین کے بعد پتہ چلے کہ ان میں صرف ایک شیئیں تو اس کا رخانے
کی بنائی ہوئی ہے جو رسانے بھروسہ ہے۔ جس کی صنعت و
سائنس کے لاجواب شاہ کارو دنیا بھروسی بھرے ہوئے ہیں۔
جس کی صنوعات ناواقف ہوئیں ہی نہیں اور جس کی انجینئرنگ
دنیا بھروسی ناقابل مقابله بھی گئی ہے۔ لیکن دوسری تمام
میشینیں یا تو ایسے کارخانوں کی بنائی ہوئی ہیں جن پر اعتماد

کے نئے معقول و چوہ موجود نہیں ہیں یا پھر ان کے بنانے والوں کا
ٹھیک ٹھیک پتہ ہی نہیں چل رہا ہے تو ایسی صورت میں وہ اسی
ایک شیئیں پر اعتماد کرتے۔

سمجھتے ہیں ہر ہوشن پہلے طریقے کو نامن العقل، دو راز کا
اور آفت انگریز قرار دیکا اور دوسرے ہی طریقے کو معقول نامنکا۔
آپ دیکھتے ہیں۔ اپنی خودروت کی صنوعات خریدنے میں بھی تم
اسی طریقے پر عمل کرتے ہیں۔ یہیں بھڑکی لئی ہر یار ٹیڈیو۔ سیونگ
مشین خریدنی ہر یار بھی کا سنا کھا۔ ایسا نہیں کہے اور نہ کہ سکتے ہیں
کہ پہلے پوری سائنس پر یہیں پھر تمام کارخانوں کی صنوعات کا
ایک ایک پر زدہ جا چکن پھر کہیں جاؤ ایک عدد بھڑکی لارڈ یونیورسی
اس کی بجائے ہم اور کہتے ہیں اپنانے والے کا رحلتے کاناً آجھے
ہیں۔ بلکہ بعض اشیاء میں تصرف اس ملک کا۔ اسیں اطمینان دلا
و تلبتے ہو جائیں یہ شہنشہ ہے۔ ہو سکتے ہے ایک شخص کی سمجھیں کئے
کو بھڑکی کی مشینی میں خلاف پر زدہ کٹاؤ دار اور فلاں پر زدہ پیڑھا
میڑھا کیوں بنائیں گی ایک ہے کروہ یہ ہرگز نہیں کہے جا کر دیسٹریکٹ
کپنی یا فیور یور یا دلوں سے فلٹی ہوتی ہے جو حصوں نے ایک کو
سی خوبصورت بھڑکی میں نکلایا اور اڑتے ترچھے پر زدے لگائیتے
ہیں بھڑکی تو اچھی ہے مگر یہ پر زدے غلط ہیں۔

اسی تسلیل پر مذکور کا قیام کیجئے صرف ایک ہی ہب
ایسا چہ جس کے باقی میں سمجھیا ہم دیکھیں یہ اعلیٰ صبلد دیتے ہیں کہ
وہ خدا کا وضع کر دے ہے۔ وہ خدا جو تصویہ نفس سے بالاتر ہے۔
جس کی صفت کے لاتitudinum ہر آنکھ والے کے آنکھ بھرے
ہوئے ہیں۔ اسی نے ہر شے کو پیدا کیا اور اسی کو حق ہے کہ انی مخلوق
کو فکر غرفت کے صحیح طریقے تباہے۔ یہ مذکور رو دہل کا بھی
شکار نہیں ہوا۔ اس کی احتمالی کتاب ایک خوف نہیں بلے بغیر جوں کی
توں موجود ہے۔ اس کے مختصر کی تعلیمات بھی بلا غیر حفوظ ہیں۔

باقی جملے مذاہب ہیں ان میں کچھ تو خود انسانوں کے وضع
کر دے ہیں۔ انسان کا خطاؤ نہیں اسی سے مرکب ہونا کہ نہیں۔
معلوم۔ پھر جو خدا آنکھوں سے نظر نہیں آتا اس کی مردمیات کا
علم ماحصل کرنے کا کوئی ذریعہ انسان کی خود و عقل و بصیرت
کے پاس نہیں ہے پھر وہ آپ کیسے جان سکتا ہے کہ

ایک سال کی بھی جل کی جاتے تو اسے آپ وحشیانہ نہیں لے لیتے
پھر جس منع قتل کیا ہے اسے محض ایک سال کی سزا دی جائے
تو اس پر اس پر ناک بھون جڑھائیں گے کہ یہ تکھی رعایت ہے
اور جس شخص نے کبھی ادمیوں کو مارڈا الا ہے اسے پھالنسی پر جڑھتے
دیکھ کر آپ کبھی نہیں کہیں گے کہ یہ تو وحشیانہ سزا ہے بلکہ
یہی فیصلہ دیں گے کہ قاتل وظالم لوگوں کو یہی سزا دینی
چاہیتے۔

گویا کسی بھی سزا کے بجا اور بجا شاشتہ اور غیر شاشتہ،
عادلانہ اور نظرالمازہ ہونے کا فیصلہ کرنے کے لئے اصل جرم اس
جرم کی جنتیت و نیجیت سے ہے جس پر سزا دی جائی ہے۔ آپ
اوہ ہم رب جانتے ہیں کہ اس "شاشتہ اور ترقی یافتہ" دوسرے
یہی بھی عرف اور چھانٹی یا جملی کی کرسی کی سزا ہیں عقاب نہیں
ہوگئی ہیں بلکہ وہ جوں کی توہی موجود ہیں۔ یہ فتنی یہ ہے کہ
جو اعمم کے باشے میں انداز ہائے نظر بڑی ہو گئے ہیں اور یہ
تبدیلی اُسی مغربی طرزِ سُنکر کی لائی ہے جو آج پوری دنیا پر سلط
ہے مغرب کی نظر میں زنا کوئی بلا جرم نہیں بلکہ ان الحیقت وہ
اب جرم ہی نہیں۔ قانون صرف ان صورتوں میں داخل رکھتا ہے
جب زنا بالجرم کیا ہو اور داخل بھی کچھ زیادہ نہیں۔ محض
ایسی ہموئی سزا پر انقاوم کرتا ہے جو انتہائی غیر اجم جرام پر زی
جائی ہے۔ میکن باہمی رضامندی کے ساتھ زنا کرنے والوں پر
وہ کوئی دار و گیر نہیں کرتا۔ کرنی بھی نہیں چاہیئے جس معنی
تہذیب کا پورا محل ہی تین آسانی، "العيش نفس پرستی اور خدا
بزراری کے سنگ بنیاد پر تمام ہواں کے نزدیک زنا میں کیا
خرابی پڑ سکتی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں زنا کی طرف کشان
کشاں لے جانے والے تمام وسائل و درائع تہذیب نوی کے
قابل فخر آداب میں داخل ہیں۔ آزاد انجمنی اختلاط کا ہر طبق
رستہ اس نئے نصروف کھول دیا ہے بلکہ اسے سمجھا جانا کر اندازِ غریب
بھی بنا دیا ہے کہ لوگ دوڑ دوڑ کر اس پر آئیں۔ اور اسی کا
نتیجہ ہے کہ زنا اس وقت پورپ، امر کر، "فاس، ہائیسٹ اور
تمام ہی" ہنر دیوبند و حشیانہ یافتہ" حمالک میں نصروف عام
ہو چکا ہے، بلکہ اسی طرح اور ڈھندا پھونا ہے، چکا ہے جس طرح

کون سی چیزیں خدا کو پسند ہیں اور کوئی ناپسند۔ کچھ مذاہب
و صلوٰۃ آسمانی ہیں مگر وہ تاریخ کے استئناریک ادوار سے
لگزستے آئے ہیں کہ ان کی حقیقت تم ہو چکی۔ ان کی روح پر
برٹے پڑتے ہیں۔ ان کی تعلیمات خراف و اصل نے کاشکار
نہیں۔ علاوہ اس کے یہ تمام دنیا کے نئے بھیجی ہی نہیں
چلتے تھے۔ یہ تو بعض قوموں اور بعض زمانوں کے لئے محدود
تھے۔ وہ قومیں اور وہ زمانے ختم ہوئے لہذا یہ مذاہب
بھی اُبھی کے ساتھ ختم ہو گئے۔ آب جو کوئی ان سے پیٹا
ہوا ہے اور ان کی تبدیل شدہ باقیات کو دین سمجھ کر یہی سے
لکھتے ہوئے ہے اس کی شاخ ان لوگوں کی بھی ہے جو پرانے حکماء
کا وہ قانون تیار نہیں ہیں جو حال میں بنایا ہے، لیکن ماہنی
کے اُس قانون کو گلے کا ہار بناتے ہوئے ہیں جو خصوصی معاشرات
کے تحت خصوصی لوگوں کے لئے زمانہ ماہنی میں نافذ کیا گیا تھا
اور یہ بھی ان کے پاس اپنی جملہ نکل میں موجود نہیں ہے!
ان حالات میں اسلام کے موافق نہ ہبہ رہ جاتی ہے
جس پر بھروسہ کیا جاسکے۔

اس تہذیب کے بعد ہم آپ کے سوال کا جواب عرض کرتے ہیں
کسی جرم کی کیا سزا ہوئی چاہئے۔ کوئی جرم کر کتنی تغیری
انہاد کا ہے جو اُدالہ کے لیے اس سزا کو وحشیانہ اور کشوشا شاشتہ
قرار دیا جاتے۔ اس تاریخ کے تمام سوالات کے جواب کا مارزو
عمل اس بات پر ہے کہ پہلے ہم جرم کی نویت اور قدر و تغیرت
معین کریں۔ درستے لفظوں میں یوں لکھتے ہیں کہ سزا کا شاشتہ
وحشیانہ ہونا ایک ایسا خلافی ہے۔ جرم الگ ہونا کے تو ہونکے
سزا بھی شاشتہ ہی قرار دیا گی اور الگ جرم بہت بہت بہت ہے
تو اس کی وہ سزا بھی وحشیانہ ہی کہلاتے گی جیسے بعض بڑے
بڑیوں کے مقابلہ میں ذرا بھی وحشیانہ نہیں مانا جاتا۔
ایک شخص ملواں کی دکان سے دو پوریاں چڑا کرتے یا کسی کی
جیسے دو شپے شکال لیتا ہے تو اسے جھماہ نید سخت کی سزا
دیتے ہیں بالیقین و حشیانہ ہے۔ لیکن جو شخص نقاب لگا کر ہزاروں
سلے اڑتا ہے اور حائل ہونے والوں کو زخمی بھی کر جاتا تو اسے

متاثر نہ ہوتے تو ایک اخلاقی مسئلہ کی بحث میں دور حاضر کو ترقی پاندھ کئے کی جائے کی انتہائی بحث ارشاد فرماتے۔ دور حاضر کی سب سے بڑی مکاری یہ ہے کہ اس خرچہ پر جرم و کناہ کو ظاہر فریب الفاظ اور نمائشی اصطلاحات کے برعکس میں نہ صرف چھپا لیتے بلکہ اسے میں نواب اور قابل فخر بادر کر دینے میں کمال حاصل کر لیا ہے۔ ترقی صرف مادی ہاتھ میں ہوئی تھی اور ہماری ہے میکن اصطلاحیں استعمال کی جانے لیں، تہذیب شاکل اور ارتقاء ترقی کی۔ گوایا اخلاق در و حائیت کوئی چیز نہیں۔ جنم اور مادی ہی سب کھجھے۔ ماڈی ترقی ہو گئی تو کھجھلو زمانہ ترقی یا فتنہ ہو گی۔ اب یہ زمانہ جو بھی زاویتے اور تصویرات دے رہی میں تھیں میں ان سے جو پر ٹکرائے دھخت دبر بریتیں اور قدم است و رجحت پیدا ہی ہے۔

میکن اسلام کی سب سے بڑی خوبی۔ اور عام اعتماد سے سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ وہ نہ تو درستی گوارا کرتا ہے نہ فریب مکر کے پردے لکھتا ہے۔ نہ مادی مقادرات کو اخلاقی روشنی مصالح پر غالب نہاتا ہے۔ اس نے جس فعل و عمل کو جرم قرار دیا ہے در حقیقت جنم کھجھا بھی اور پھر اس کی راہ لئنے اور جنمیوں کو سزادی میں ماڈی اغراض کو پائے ہمارتے سے مکاری دیا۔ آج زنا جرم نہیں ہے بلکہ اس پر وجاہ را قید کی سزا بھی دشیاں ہی معلوم ہوئی چاہئے، میکن اسلام کی نظریں وکیٹ بڑا جرم ہے جس کے نام وسائل و ذرائع کو سدد و کرنا ضروری ہے اور الگ چھپتی کوئی سرکب پر جائے تو اتنی عربناک سزادی لازم ہے کہ دوسروں کو جرم آت نہ ہو سکے۔

ایک اور نکتہ سمجھئی۔ آج کی تہذیب ہن عناصر سے عبارت ہے ان کی موجودگی میں تو زنا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ عورت مرد کا حلہ ایں جوں، سینا، کلب، نیم، عربیاں، بساں، صہلا میں ہائی دینے والے میک اپ اور دیگر لوگوں میں تہذیب کے آغاز میں زندگی گزارنے والوں کے شہوانی جذبات جتنے بھی مستقر ہوتے رہیں کم ہے۔ وہ الگ زنا کو گذرنے ہیں تو یہ بالکل آسان سی سارہ بھی بات ہے۔ ایک ایسا فعل ہے جس کے نئے کسی طویل سارش، کسی سفرا کا نا اسکیم، کسی خیر معمولی جرمات کی

مشراب اور سینا اور تماش وغیرہ۔ اخنی خالک کے تحقیقی اداروں اور کمیٹیوں کی جو روپیں آئے دن اخبارات میں آئیں رہتی ہیں مکا اکٹاف اس کے موافق ہے کہ زنا باب ان خالک میں ایک ناگزیر ہجوم ایک لیگل ایک ناقابل اختراض تفرویح ایک معصوم شغل اور ایک ایسا فیشن بن چکا ہے جس کے جرم ہونے کا سوال بھی پیاسی نہیں ہوتا۔ جب زنا جرم نہیں تو اس پر رجم اور سو کوڑوں کی سزا تو درکنار سال بھر کی قید یا وس بیس چانسٹ بھی وحیا نہ اور غیر وہیب ہی کہا جائیں گے۔

آپ کو معلوم ہے کہ مغربی طرز فکر ہی آج دنیل کے دل و دماغ پر سلطنت ہے۔ مغرب ہی کی آئیں ڈیالوگی ذہنوں اور روپوں کی ہر ایشیوں میں اتر جکی ہے خود آپ بھی اس سے بالا تر نہیں۔ چنانچہ آپ کا یہ کہنا گہ:۔

”اس ترقی یا فتنہ دور میں اقسام کی وحشیانہ سزا یعنی قابی قبول نہیں۔“

ھلکا ثبوت ہے اس بات کا کہ مغربی فکر کی عین لگانے کی ہی آپ زنا کی سزا کا مسئلہ طے کر رہے ہیں۔ مٹھنے کے دل سے سوچتے لگنکو سامنس اور نادی ترقی اور سینی ارتقاء کی نہیں ہو رہی، بلکہ امن صنی تعلق کی ہو رہی ہے جس کا جرم ہونا نہ ہو، اخلاقی دائرے کی چیز ہے۔ پھر یہ آپ سے دور حاضر کو ”ترقی یا فتو ور“ کہا۔ حالانکہ اخلاقی حس سکھنے والا کوئی بھی سلم الطبع انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ مادی وجسمانی اعتبار سے انہی ترقی یا فتنہ یہ دور اخلاقی و روحانی لحاظ سے پوری نرول و الحطا ط اور زنا قابل انداز پسیوں کی آجائگا ہے سامن انسان کے تابے توڑ کر لا رہی ہے، میکن اخلاقی تدریس مادیت کے آئندے پر دم توڑ رہی ہیں۔ روحانیت کا نام و نشان مشنا جاہر ہے۔ اخلاقی گروہ کی انہیا ہے کہ عیاشی و حیاشی کے جن طرقوں کو مغربی تہذیب، ترقی کا نام دیکر راج کیاں ہیں ہم مغربیہ مترقبی بھی عموماً تہذیب و ترقی ہی سیم کرنے ہیں اور پھر اسی ناسد فکر کیم پر سلطنت دالت لال کی عمارتیں اٹھاتے چلے جاتے ہیں۔

آپ اگر شعوری یا غیر شعوری طور پر مغربی انداز فکر سے

ہنسی ہمایے بزرگ بھی زنا کا ارتکاب کر لیں تو پہلی پانچ مادوں کی 'مجموعی سی' ناقابلِ القفالت سی بات ہو گی۔ اس سے نہ قانون مرد و بُر کوئی آج آئے گی نہ سماجی تصویرات کی دیوار میں کوئی رُخڑ مٹے گا۔ نہم ان زانیوں کو بھی انک اور دلیرم کا مجرم تصور کر سکیں گے۔

مگر اسلام کو جو معاشرہ مطلوب ہے، اور جس کا کامل نمونہ بھی دہ بارہ سو سال پہلے پیش کر جھکا ہے اس میں ارتکاب زنا کا مطلب ہو گا پوئے سماج کے خلاف بغاوت۔ یورے تمدن کے بالمقابل چار ہیت۔ و فیح قانون کی تصحیح و تحریر اور آس پاکیزہ فضائی کو کندر کرنے کی جارت جس میں تمام جمیور سماں لے رہے ہیں۔ آج جو شخص ملک کی مالیت کے خلاف قدم مٹھائے یا حکومت وقت سے بغاوت کرے اسے آپ جل میں ڈال دیتے ہیں اور کبھی پھانسی بھی جڑھادیتے ہیں تو کیا جو شخص ملک کی مالیت

پسند سماج کی مقدس خطا کو سیوں کرنے اور دستور کی ایک تین دفعہ توڑنے کا جرم ہو گا اس لائق نہیں ہے کہ اس پر کوئے بر سادیتے جائیں۔ سُن لیجئے کہ جرم ہزاری کی سزا نہیں ہے بلکہ شادی شدہ زانیوں کی ہے۔ اکنہ اسے اڑ کا لڑکی زنا کرنے کے تو سو سو کوڑے لے لائے جائیں مگر جسم نہیں کیا جائے گا۔ اس فرق میں بھی اسلام کی وہی حقیقت ہے کہ جملک رہی جس کا ہم اشارہ کر آتے ہیں۔ یعنی جن افراد کی شادی نہیں ہو سکی ہے وہ اگر جذبات سے غلوت ہو کر زنا کر گزدیں تو بہر حال ایک قاتل نہیں وہ جو موجود ہے جس کو وجہ سے ان کو پھر عایت دی جاسکے گی یعنی جن افراد کے پاس جنسی ضروریات پوری کرنے کے لئے زوج موجود ہے ان کا زنا تو صرف یعنی رکھتا ہے کہ ارتکاب گناہ انہوں نے کسی جلی بجوری کے تحت نہیں کیا، بلکہ ہون کے خیر معموقوں داعیے ان کے دل و دماغ میں پروردش یا نہ ہیں اور ان کا وجود پوئے معاشرے کی پاکیزگی کے لئے خطرہ مستقل ہے اپنامناسب یہی ہے کہ ان سے جیسے کافی تھیں لیا جائے اور اس طرح جیسیں لیا جائے کہ دیکھنے والے کا سپ اٹھیں۔ ہر شخص لرز جائے کہ اس کا بھی بھی انجام ہو سکتا ہے اگر

ضرورت نہیں۔ حرم کو آج پر آج پہنچ رہی ہے تو اس کا پلچلا بھی بھی باستہ ہے۔
لیکن اسلام جو معاشرہ پیدا کرتا ہے اس کا حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہ سڑاں علی اور طبرے کو منوع قرار دیتا ہے جو شہزادی جذبات بھرا کرنے کا موجب ہو۔ اس میں نہیں پرداز نادل افسانے، دراسے اور فوجیات جائیتے ہیں۔ وہ بھی اعتباً سے ہر جو کب زنا پر قدغن لگاتا ہے اور اس کی اعتبار سے ایسے مشتعل ایسے محولات ایسے طور طرز کی تعیین و تحریک دیتے ہے جو جلب فیض ہون کو تن آسانی نفس پرستی کی فضاؤں میں گزٹے کی بجائے یہی اخلاق حسن خوب آختر اور عطا و بندگی کی فضائیں فوجو رواز رکھیں۔ اگر ایسی پاکیزہ فضاء اور ماحل میں بھی کوئی شخص اسکیں اور کسیں لڑاکر زنا کر گزٹے ہے تو خود کوچ لیجئے کہ اس کا فعل کس قدر غیر معمولی ہو گا۔ اس کا مجرمانہ ذہن کتنا جاہد ہو گا کہ باوجود خارجی تحریک نہ ہونے کے بد کاری پر آمادہ رہا اور سخت ترین سزا کا خوف بھی اس کے آڑے نہ آیا جرم جبکہ ذہنی اعتبار سے اتنا بگڑا ہو اور جرم کی نوچیت بٹھے ہوئے ماحدل کی وجہ سے اتنی شدید ہو گئی ہو تو آخر کیا غلط ہے کہ اسے سزا بھی سخت دی جائے۔ بڑے بھروسی پر آج کا ہند قانون بھی بڑی بھی سزا کیں دیتا ہے پھر اسلام ہی کا قانون یکیوں اس جرم پر کڑی سزا ان دے جو اس کی نظر میں نہیں بھیانک ہے۔

وسرے الفاظ میں یوں سمجھی کہ آج زنا کرنے کو ایسا فعل نہیں جسے پورے معاشرے یا روح قانون کے خلاف بغاوت قرار دیا جائے بلکہ وہ قوانین کی تہذیب آج کے سماج اور آج کے قانون سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ وہ آج کے نظام ازدواج کا وہ قدرتی تیمحی ہے جس کی طرف تہذیب و تمدن کے تمام ارادت عناصر میں دھمکیں روئے ہیں۔ یعنی، آج زنگ، خلیطہ علیم، چشت اور نیم عربان بہاس اور فرانسی نادل، انگلی و سائل و غیرہ، ہمیں یہیم اگر ہے ہیں کہ زنا کرو۔ رومان لڑاؤ۔ دل کھوں کے دیبلکے مزے لوٹو۔ ایسی حالتوں میں اگر ہمارے پچھے اور پیچاں ہی

اگر اس سے ہوس سی رواہ میں باخسر پاؤں
نکالے۔

بھری رہتی ہیں دکاندار یو ہی دکانیں بھلی جھوڑ کر نکار کوچلے
جاتے ہیں۔ کیا جمال ہے ایک گھر تی، ایک ستم، ایک عصمری ایسی
چیز بھی کوئی خیر اے۔ کیا دھم ہے؟ یہی ناک ایک طرف تو
ان کے دامغوں رحاب آخرت کا خوف سلطات ہے۔ دوسری
طرف ہر شخص یہ بھی سمجھتا ہے کہ اگر اس نے چوری کی اور میتا
چل گیا تو نقد سزا بھی سلطے گی۔ ماں ہوں ہاتھ کاٹ دیا جائیگا
جس کے بعد وہ زندگی بھر کی کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہ رہے گا
فرماتے کیا تہذیب اور الصاف حقیقت میں یہ ہے کہ نہ زادوں
کو ملکا کر کے بھروسے کی ہوتے افرانی کی جائے اور جرائم ایسے
یعنی افرادوں ہوتے چلے جائیں جس طرح فی زمانہ ہوتے جائے ہیں
یا حقیقی تہذیب اور عدل یہ ہے کہ سزا بھی ایسی مقرر کی جائیں
جو حرام کا دردناک ہے یہی بن کر دیں اور انہی سرکش لوگ
اگر بھر بھی جرم کریں گے تو انھیں ایسی سزا ناک پادا ش
ہے کہ دیکھنے والے کاں پکڑ دیں۔

ایک طائفہ پہلو پر اور توجہ فرمائیے۔ آپ دیکھتے ہیں
کہ انسان کے احساس و دجدان کے ساتھے بنائے ہیں خارجی
حرکات کا بہت بڑا دخل ہے مثلاً شرم و حیا کا معاشر لیجیئے
ہمکے آپکے جن گھروں میں خورتیں پرده کرتی ہیں وہاں
ان خورتوں کے احساس جیسا کا یہ عالم ہے کہ اگر الفاق سے
کسی اجنبی کی نظر ان کے ہمراے پر ٹھجاتے تو ان کے تن بین
میں سنسنی دوڑ جاتی ہے۔ لیکن خورتیں پر شے کی عادی نہیں
ان کے اندر اجنبی نہ گاہیں کوئی سنسنی نہیں دوڑاتیں۔ پھر اسے
بڑھیتے۔ ہمارے وہاں کی الگزبے پر دہ خورتوں کا بھی ابھی
تک یہی عالم ہے کہ اپنے شگنے بازداور نگی پنڈ لیاں وہ کسی
کے ماننے نہیں لاسکتیں، لیکن وہ خورتیں جو تہذیب نوی کی
راہ میں کافی آگے بڑھ چکی ہیں یہ معاشرانوں تک ہاتھ
کھوئے پھرتی ہیں اور کسی طرح کا احساس نہ اہم اور ان کے اندر
نہیں ہوتا۔ پھر اور آگے بڑھتے تو آپ دیکھیں گے کہ مغربی
ملکوں ہیں خورت کا بوس لینا ایک ایسی سخونی یافت ہے جسے
شرم اگلیز محسوس کرنے والوں کو غیر وہب تقرار دیا جاتا ہے۔
لیکن یہی بوسہ ہمارے وہاں اب تک جنم دلناہ سے کم نہیں ہے

انہاں کے لئے خوف سے زیادہ شدید و قوی کوئی
حدبہ نہیں۔ خوف یہی وہ احساس ہے جو مرکشی کے اس پ
نا فر جام کے سمجھ میں لگائی دیتا ہے۔ اسلام کا موقف عرض
لھاظتی اور خوش کلامی نہیں وہ سچ مجھ جو جام کو خشم کرنا چاہتا
ہے۔ وہ جا ہوتا ہے کہ معاشرہ میں سلسلے میں دھل جلتے
جس میں تم سے کم بڑے بڑے جرام تو عملان اگر بھی ہو جائیں
اُن تھیں جو صاحل کرنے کے لئے وہ مثبت اور سفی ہر قسم
کے ذرائع استعمال کرتا ہے۔ ایک طرف وہ غیر مختصر اور
اُن تھیں کو داری کی تعلیم دیتا ہے دوسری طرف سماج کو
اُن تھیں حرکات سے پاک کرتا ہے جو جو مانند ہمیت کو غذا
ہمیا کرنے والے ہوں۔ حساب آخرت کو قلب درج کی
آخری تھوں تک جاگریں کرتا ہے اور پھر بد کر داریوں کی سزا
میں خوفناک دوزخ کی بشارت دیتا ہے۔ لیکن ان تھیں
پیش بندریوں اور تھقفات کے باوجود الگ جو کہنہ خصلت بولگ
جراحت پر آمادہ ہو ہی جائیں تو اسلام بے سی سے ہطراد کیھتا
نہیں رہ جاتا بلکہ اتنی شدت سے گردن بھی بکھرتا ہے کہ
دوسریوں کو عبرت ہوا اور میں یوں کیلئی کا اثر بھیلنے دیلاتے۔
ذر اسوچیتے۔ جہاں زندگی سزا سو کوڑے یا رجم ہو دہائی نا
کاری کے لئے لکھنے بڑے دل گردے کی ضرورت ہو گئی
جہاں چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے وہاں کہتے ہیں کہ
لال ہوں گے جو روپے کی خاطر زندگی بھر لئے بننے پہنچے اور
سماج میں ذلیل و تھیر سوہانے کا خطہ ہوں گے۔ سوچیتے
ہی نہیں بلکہ دیکھتے بھی۔ جہاں میں الگ چور اسلامی نظام
نا فرذ نہیں، لیکن تعزیرات اسلامی بہر حال را بچ جس
اس کا نتیجہ ہے کہ دس سال میں صرف ایک جوڑے کو رجم
کی سزا ملی۔ جواز کا نہیں تھا۔ اور چوری کا
حال یہ ہے کہ بچ کے موقع پر حسب دسیوں لاکھ اسی جم
ہوتا ہے اور سو داگروں کی دوکانیں ار بیوں روپے کے مال سے

سلچی میں ذہن نے ہیں جن کی نکاہ میں زنا کو جرم ہیں۔
جب عوامی ذہن یہ بن گیا ہو تو قدرتی بات ہے کہ میں اور آپ بھی اس سے متاثر ہو ستے بغیر نہ رہیں گے۔ آپ کا یہ حکم
کہ زنا کا دل اسلام کی تعمیرات و خشایا نہ ہیں لہذا جوں اسی کا نتیجہ
ہے کہ صحت مند اخلاقی حس کے نزد تک زنا اور جوری اور
قذف وغیرہ حس درجے کے حرام ہیں آج کی مرافق اور ماؤنٹ
اخلاقی حس اس کا اور اک ہیں کہ سکتی۔ کچھ مطلوب ہیں میں
کی ہوئی تیشیں کی طرح وہ اس جہد سے حصہ کی طرح پڑے ہے جسے الفت
کا غیظ و غصب اور اقدام سزا و حشیاد اور ضحاکہ خرچ حسوس
ہوتا ہے۔ اشیع پیغمبر عربیں بنا پڑتے والی عورت اور
مردوں سعوں کے ساتھ کلبیوں اور سینا ہاروں میں وقت گزارنے
والی ہندب نازین بھلا اُس پر دهار خفیہ کے گھوسات کا
کیا اور اک کہ سکتی ہے حس کے چھرے یا برہنہ بازو اور پیڈی
پر اچانک کسی اجنبی کی نظر پڑتی ہے۔

ہم اور آپ زمانے کے ساتھ بہہ گئے۔ ہم نے شرم
خیال کے میعاد بدل دیتے۔ ہم نے اپنی بیٹیوں کو اسارت اور اڑا
ماڑوں بنا کا رخیر قرار دے لیا۔ ہمارا ایسی کیسٹ، ہماری عزت
ہماری ساکھ، ہمارا ایسی شج سب کچھ تہذیب حاضر کا تائیں ہوں
بن گیا۔ ابھی ابتدائی ممزدیں ہیں۔ رفتار فتح ہم اور زادہ
تہذیب ہو جائیں گے پھر یہ بات اور بھی عورت من جائے جی کہ
اسلام زنا کی مسرا اتنی سخت کیوں دیتا ہے۔ لیکن اسلام زمانے
کے ساتھ بہت نہیں آیا بلکہ زمانے کو پہنچ ساتھ بہا اس کا جو پر
چلاتا ہے۔ وہ اپنی قدریں نہیں بدلتے گا۔ وہ قیامت تک
زن کو انتہائی بھیانک جرم قرار دیتا ہے کا کہ اس پر بھی انک
مزاییں دی جائیں۔ وہ جس خدا کا دفعہ کردہ ہے وہ انسان کی
طرح متوں زیاج نہیں ہے کہ کل تک جو افعال بتیریں جرم و
گناہ تھے وہی آج اس لئے عین تواب قرار دے ڈالے کر ان پر
تہذیب احتلازوں کا پروہہ ڈال دیا گیا ہے۔

آپ نے "قذف" را تھا زنا کا ذکر بھی کیا ہے۔ اس پر
ہم نے بحث اس سے نہیں کہ اس کا تھا مرتعلق زنا ہی ہے۔
جو تلب زنا کی قیاحت عظیمہ کو حسوس کرے گا اجنبی یہ بھی دراک

اب وہ سمجھے الفت کا ہرانا ایک تعریف، خوس لدا
اور نکونا ہاگھر اسی ہے۔ اس کی عوامی پرده کرتی ہیں اور تہذیب
نوی کی نوش کاریوں سے بہت دور ہیں۔ اچانک امک دن
الفت کی جوان بھی بر قرع ایک طرف ڈال، سول سلھار کر کسی فوج
کے ساتھ نہیں یا پانچ بیال ردم حلی جاتی ہے۔ اب الفت کو
پاچلنا ہے تو اندازہ کھجے اس پر کا ذرے گی۔ اسکے احساسات
کیا ہیں گے۔ وہ بھی کے سبق میں کوئی تباہی جاہالت ایمیز لکھا ہوا
کتنا شرم انک تصویر کر سکتا ہے۔ اس کا سیزہ جذبات غصہ سے بھر
جائے گا۔ اس کا دماغ سنسنائے لگے گا۔ وہ بھی پر بھر لے گا۔
اسے مزادرے گا اور سو سکتا ہے کہ یہ مزرا کافی سخت ہی ہو۔
لیکن یہی بات الکم کی ایسے "تہذیب" سمجھنے کے علم میں
اسے بھی جس کے یہاں تہذیب تو پر طرح اٹھ جائے ہوئے
ہو تو وہ تہذیب کرے چکا کہ آخر بھی کا فصور کیا ہے جس پر الفت بگو
رہا ہے۔ وہ ہے کاک الفت دیا زان ہو گیا ہے۔ اسے ذرہ بھر
احساس نہیں چوکا کر سکی اسی جرکت نے الفت کے احساسات
پر کم اقتامت گزار دی ہے۔ وہ اس سلسے کی پر سزا اور سرزنش
کو بعضاً وحشیانہی قرار دے سکتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک تو کسی لڑکی
کا سچ بن کر ایک دوست کی ساتھ نہیں جانا کوئی معیوب ہے بلکہ ہی
نہیں، پھر مزرا اور غصیں و غصب چھپنی دارہ۔

ایسا ہی معاشر اسلام اور غیر اسلام کے درمیان پہنچ آرہا
ہے۔ قوری اور یا جس آج جس مادی تہذیب کا غلبہ و سلطنت ہے اسکی
رسیت بڑی نہ صحت و حققت ہی کے تضییرات پر پڑی ہے شرم د
جیا کی تقدیریں بدل گئی ہیں۔ عربی، رومان، مروذن کا اختلاف
میں تہذیب ہیں گیا ہے اور وہ مقدماتی زنا جن پر ماحدی کا انس
کا اپ کا نسب جایا کرتا تھا، آج تمدن کی جان اور تہذیب کی لازم
تصویر کے جاتے ہیں۔ باپ اور بیٹی، بھائی اور بہن پاس پاس
بیٹی کو فیکن دیکھتے ہیں۔ ایسی فیکن جس میں عشق، رومان، رفتابت،
زم عربی، ہبومات، جذبات اگیزہ کا لئے، جس اس زیاج کا نہ بھی
کچھ ہوتا ہے، لیکن دونوں بھی سے کسی کو احساس شک نہیں ہوتا
کہ یہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ان کی اخلاقی حس عقلاً و حیلے کے معاشر
میں ماؤنٹ ہو چکی ہے۔ ان کے محروم اس تہذیب کے

اپ اس بات کو تھیں کے سیاق میں بیان فرائی ہے ہیں کہ فی زمانہ مزراوں کو کم اور تعلیم و تفہیم کو فاماً کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ اس پیروز کو جماہی بھجتے ہیں جسے آج کے مغلکوں اختیار کریں۔ آپ کی نگاہ میں حق و ماطل کا مدار آج کا زمانہ ہے اور جس زادیہ نظر کو بھی آج قبول حاصل ہو گیا وہی آپ کے نزدیک وہ تہذیب و ترقی کا مظہر ہے۔

یہ الیسی فاسدہ پیشیت سے کہ اس کی موجودگی میں کسی مسئلہ کی تہذیب پہنچا ہی نہیں جا سکتا۔ مزراوں کم کرنے اور جنی باتی رہ گئی ہیں اخھیں بھی مزرا کی بحث است۔ ”عطای“ کا راستہ پیش کئے شیخ میں جرم جس قدر بڑھ کئے ہیں اس کا علم کئے ہیں آپ اسلام کو ان لوگوں کے بھیار سے تھا پیش ہیں کا حال یہ ہے کہ جرم ان کی نگاہ میں جرم ہی نہیں رہ گیا۔ دوسرے عامل کے دباؤ اور پرانی قدوں کے تھوڑے بہت لحاظ میں وہ جرم کو زبان سے تو بھی بھار میوم ہی قرار دیتے ہیں، لیکن قلبی طور پر جرم سے کہ است و نفرت کا کوئی جاندار احساس ان کے اندر رہاتی نہیں رہ گیا ہے۔ یہ کس طرح۔ تمام اُن چیزوں کو تو انہیں نے دا خل تہذیب پھر لیا ہے جو جرم کے لئے رحم اور کادر جسہ رکھتی ہیں۔ حصولِ ذات کو تو انہوں نے حملِ زندگی قرار دے لیا ہے۔ ہوس و شہوت اور بغلی رجحانات پھٹکنے کرنے والے مظاہرِ ذات کے بہان فیشن اور سماجی آداب بن گئے ہیں ظاہر ہے جو آدمی چھوٹا کے رگڑتے کو جامزوں و حسن کچھ گھاٹا سے ان چھکاروں سے ہرگز منفرت نہیں ہو سکتی جو رگڑتے کے شیخ ہیں قدر تا پیدا ہوتی ہیں۔ اسے معلوم ہے کہ آگ اور پیروں کے قرب کرنے سے شعلہ بھر گا اُسے کا بھر بھی اگر وہ اس قرب کو محروم و حسن کیم کرتا ہے تو اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ شعلہ بھر کرنا اس کے نزدیک معیم نہیں یعنیوب تو کیا اس کی وجہ ہے؟ یہ یہ ہے کہ شعلہ بھر کر رہیں۔

آپ کہیں گے تم نے ایک ذرا سے سوال پری بحث کا طور پر اندھر دیا۔ واثقی بات یہی ضرور ہو گئی ہے مگر بات ہم نے تھہا آپ کو سامنے رکھ کر نہیں کی ہے، بلکہ مام دہن ہم کے سامنے ہے اور وہ کسی خطوط قصی ہم کے سامنے ہیں

کو سکتا ہے کہی شخص پر زنا کا اتهام لگانا کس درجہ رکیک بات ہے اور جو شخص اس کی جرمات کرتا ہے وہ خوب صحیح سمجھ لے کہ الگ وہ الزام ثابت نہ کر سکتا تو وہ بھی نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ افتخار پردازی کی سخت مزرا بھجتے گا۔ یہ بہت صاف سی بات ہے کہ جرم عظیم کی مزرا اسلام نے سو کوڑے یا جنم مقرر کی ہے اس کا جھوٹا الزام لگانا بھی ایک جرم عظیم ہی ہو۔ بھلا رہ باتوں کو اُس دنیا کے لوگ کیا بھیں طے جس دنیا میں سزا نا سرسے سے کوئی جرم ہی نہ رہا ہو۔

آخری بات یہ ہے کہ زنا کس درجہ کا جرم ہے اس کا اور اس خالی عقل و مطہن سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اخلاقی تصویر اور روحانی اقدار کو دو ماں سے نکال دیجئے پھر قیامت نک شامت نہیں کیا جاسکے تھا کہ زنا جرم تو جرم کو کی معمولی سی برائی بھی ہے۔ آخر مادہ پرستاذ زادیہ نظر سے عقل و مطہن اس میں کیا تباہت شامت کر سکتے ہیں کہ مزد اور عورتیں دین کی اور لذت توں کی طرح جنسی لذات بھی بالخلافِ حلال کرتے رہیں۔ لیاس پہنچا اور شکے پھرنا عقلی اعتبار سے لیسان ہی ہے۔ عورتیں اور مرد مادر زادہ ہنہ بھر اکریں تو عقل و مطہن اس کی تردید کے عوض اس کی تائید میں دلیل لاسکتے ہیں کہ یہ تو عین فطری حالت ہے۔ انسان نیکا ہی پیدا ہوتا ہے بھر کیا حرج ہے اگر کوئوں میں نیکا بھر اکرے۔ یہ دلیل اہل مغرب کے بعض خوش نکل لائے بھی ہیں چنانچہ اس کی نیاد پر شکوں کے کلاتِ نام کئے گئے ہیں نہ کہے ابھی ایشیا میں عفت و حیا کی حس اس درجہ پر نہیں ہوتی۔ اسی لئے آپ کو اسلامی قوانین کی صرف شدت کا لگلہ ہوا یہ لگلہ نہیں ہوا کہ اسلام زنا اور قذف دغیروں پر نیکا ہی کیوں دیتا ہے۔ لیکن مادہ پرستی کچھ اور غلبہ حلال کر لے گی تو آپ کو جرم قرار دتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ اسلام زنا اور قذف کو جرم قرار دتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ عوام کی آزادی پر قیدیں لگانا اور ایک جلی جسمیت کی سیرابی کو نگاہ ٹھیرانا تو پرستی غیر مذکوب، غیر جمہوری اور غیر شناختی بات ہے۔ اس وقت ہم عقل و مطہن کے دریے آپ تو یہ بھی باور نہ کر اسکیں گے کہ زنا جرم عظیم تو درکار معمولی ساجرم بھی ہے

اس بات کو پیش نظر رکھ کر برآہ ہربانی مشرک کی جامع اور مکمل کی تعریف ہے و صاحت بیجے ہے اسلام رب سے بڑا اور ناقابل خوبیش گناہ قرار دیتا ہے؟
دعا یعنی یہ ہیں :-

”بِارْجَاهٍ جَوْبَلِ اللَّهِ قُدُسِ السَّرَّاءِ العَزِيزِينَ“

”هم سائل ہیں! احوال کرنا! مانگنا حاجت روائی کے لئے آہ و زاری کرنا! چینا چلانا! ہمارا کام ہے۔ ہم سائل ہیں! نیرے پاس کیا ہے اور کیا تھیں ہے اس سے چیز کوئی دامتہ نہیں۔ آئے ہیں! نیرے درپے دے! میرے داتا تھے! اچھے بھی دے! نہ اس نہ کریں۔۔۔۔۔ نیرے درپے فقیر، تھے سے والبستہ! تیری نظر کرم کے محتاج، تھبھی سے اپنی دنیا اور عرضی کی آس لگائیں! تھے! ہیں۔ دے! میرے داتا ہماری بساط کے نہیں اپنی شان کے موافق ہیں! تیرے ہو کر ہم کہاں اور کس سے مانگنے جائیں ہمارا سب کچھ تیرا ہی! ہے! ہم بھی تیرے! ۔۔۔۔۔ دے! میرے ”خواہ“ اپنی چھوپت کا صدر، اپنی قطبیت کا امام! دے! ۔۔۔۔۔ مانگنا ہمارا کام! ہے اور دینا! تیری شان! ۔۔۔۔۔ میاں ہم آپ کے محبوب حضرت عبد القدر صدقی کا دام سلطہ دے کر مانگتے ہیں کہ آج اپنے کرم اور ان کے طفیل ہماری محبوبی بھروسے! ۔۔۔۔۔ تم ہی سے دنیا! د آخرت کی آس لگاتے بیٹھے ہیں! ۔۔۔۔۔ دے! میرے داتا دے! ہم ہم لامیں وہ بھی دے اور نہ مانگیں وہ بھی دے!“ (القدر بخواجہ نبیر)

نظم ہے:-

کون حمای ہیو غرموں کا اگر آپ نہ ہوں
کون بگڑی ہوئی تقدیر یہ سنوائے خواجہ
مشال، آسمان سر پر مریدوں کے تراپیجہ
تو ہر اک بات پر قادر ہے یا محبوب سمجھا
میں لاڑیں کہاں آپ سادہ جہسان میں
سدگار د مشکل کشا غوث اعظم
برآہ ہربانی اس کا جو افضل اور مظلوم جواب جیسا کہ
آپ کے اکثر جواب ہو اکرتے ہیں! دیں تو باعث احرظیم ہو گا۔
الحق بنت:-
الظرفہ دنیا دار الاسباب بنائی ہے۔ یہاں لفظ خود اڑکر

جن ہیں اسلام کے بعض احکام پر اسی انداز میں اعتراض اور کیا گیا ہے کہ کویا جو چیز اچھی کی دنیا میں پسندیدہ مقبول اور داخل تہذیب و تحدیث ہے ہے اس کا فائدہ و برقرار ہونا اسلامات میں سکھے اور اسی کو معیار بنانے کا درستی چیزوں کے حسن و فتح کو جانچا جائے گا۔ یہ انداز نظر بالکل بوجس ہے۔ آج کی دنیا یہ ہے اور تصریح کی ترقی میں چاہیے مالتوں آسمان پر تفتح ہوئیں! اخلاقی اعتبار سے وہ دلوالیہ ہو جکی ہے۔ جھصو جھاصی سطح پر تو اس کا پبلنی جیوانی سطح سے ذرا بھی بلند نہیں۔ اس سے اوقیانوسی میں بھی متاثر ہونے والے لوگوں کی سمجھیں! بات قیامت تک نہیں آسکے گی کہ اسلام کی تعزیرات سخت کیوں ہیں۔ ہم ان تمام غیر مسلم جانوروں کو جو خلوص و ممتاز کیسا تھے دین حق کا شرع لگانا چاہتے ہیں! شورہ دیتے ہیں کہ وہ اسلام کا مطالعہ اُس ترتیب اور سلسلہ کے ساتھ کریں جس کے بغیر کسی بھی علم و فن میں ہمارت ہٹا لیں ہیں کی جا سکتی۔ زنداقانہ کی معاملہ ہیو یا چوری اور شراب خوری کا۔ زکوٰۃ کا مستلزم ہو بالذی غلبوں کا۔ اسے اسلام کے پرانے نظام سے کاٹ کر نہیں سمجھا جاسکتا۔

شرک فر زندقة

سولال:- از شرکت علی۔ حیدر آباد

مدد جو ذیل شعرونظم میں جو دعا مرحوم بزرگوں سے کی گئی ہے اس کے باشے مدد جو ذیل دعا فی ایسیں یہیں (۱) ایک مرحوم بزرگ ہماری دعا اور پیکار ساختہ ہیں (۲) اگر ساختہ ہیں تو کیا اب بھی وہ عالم اسباب میں کار فراہیں۔ جیسے کہ (۳) اپنی زندگیوں تک یا ہم زندوں کو اس پر کچھ قدرت حاصل ہے (۴) (۵) وہ کارو عالی و اسطو اور اسباب علی ہیں جس سے ایک مرحوم بزرگ ہماری دعا یعنی، (التحمیش شفیعہ اور اس کا جواب بطور حاجت روائی اور مشکل کشانی کے دیتے ہیں، (۶) اگر مرحوم بزرگوں کو برآہ راست مدد اور حاجت روائی کے لئے پیکار نا اُن سے دھائیں! انگلہ مشرک کیسے تو زندوں کے پاس حاجت اُنی کے لئے جانا! اخیں طلب اور اد کے لئے پیکار امشکر کیوں نہیں؟

شکر ہے۔ وہ نو خداوند من شود س الفنسا۔

مکیون نرم کے سچھکنٹ سے

سوال: از شہاب الدین۔ جمشید پور
ایک شخص فیروز الدین متصور نامی "عوامی دور" جلد ۲
شماره ۳۶ صفحہ ۲ کامل ۲ یر مولانا مسعود وردی کے میان کی تدویہ
کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی لاشش کی ہے کہ کارل مارکس
اسلام سے بہت ہی متاثر تھا اور اس بات کی تقویت کے
لئے سلطنت فیروز الدین متصور نے کارل مارکس کے بہت ہی
جملے بھی پیر دلخشم کئے ہیں "مسلمانوں نے سائے ایشیاء میں
زمیں کو سچی ملکیت مرتبا نے کے اصول کو وسیع پیمانے پر علی
حاجمہ پہنایا تھا" کارل مارکس یا ان کے پیرہ کیا حقیقتیں
اسلام سے بہت زیادہ متاثر ہیں؟

الجواب:

ماجرہ کارل مارکس کے افکار و نظریات سے پورے
طور پر واپس نہیں۔ جو کچھ مطاعع ہے بالا سطر سے اور وہ
بھی گمراہ نہیں۔ لیکن مکیون نرم کو سچم دینے والے مفکر کی فکر و
نظر نے حس نظام زندگی کو ایسٹ اور پھر کی دنایت سچم
دیا ہے اس سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہے کہ مکیون نرم ایک
خدا بزر اور اخلاق و تہذیں از میں ہے جس میں اگر کوئی حزا اسلام
سے ہم آہنگ ہو سچی تو اس کی مثال الی ہی ہے جسیے جانوروں
کے بہت سے اعضا اور افعال انسان سے مشابہ ہوتے ہیں۔
فیروز الدین متصور صاحب حب کون ہیں اور انہوں نے
کیا لکھا ہے جو تو آپ ہی جانیں میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں
کہ جو شخص زمین کی سچی ملکیت سے دست برداری کے اصول
کو اسلامی اصول کہتا ہے وہ مکیون نرم کا چاہے کتنا ہی بڑا
عالم ہو، لیکن اسلام کا اسے کوئی علم نہیں اور اگر اس کی
تحریر ہوں ہیں اسلام سے واقعیت کی سچی پچھلکیاں ظہرا آتی
ہیں تو سچھ لجھے کریں واقعیت غلط رہا ہوں پر جل کر فاسد
سرخیوں سے حاصل کی ہوئی ہے۔
کارل مارکس اسلام سے متاثر تھا یا نہیں تھا اور زمین کی

آپ سچھ بھی ہیں جاما بلکہ با تھا ہا نا پڑتے ہیں۔ پھر سچھ سے ملک
مکیون نرم کے لئے جیلوں کو حرکت دینی ہوتی ہے۔ یہی دہ
قانوں نظرت ہے جس کے تحت ایک انسان دوسرا انسان
کی مدد کرنا ہے۔ اللہ نے خود جدوجہد کی قیمت دی ہے جنہوں
صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سائل و ذرائع اختیار کئے ہیں۔
اس کا تعقل مشرک کے کیا ہو سکتا ہے۔ مشرک یہ ہے کہ جو تو تیر
اللہ کے انسان کی نظرت ہیں نہیں رُکھیں بلکہ وہ اللہ ہی سے
محض وہیں اپنی کسی غیر اللہ میں بے دلیل فرض کر کے اس سے
مد طلب کی جائے۔ عالم الغیب صرف اللہ نے جیسا کہ قرآن
میں اب بار آتا ہے۔ حاضرہ ناظر بھی وہی ہے کیونکہ حاضر
ناظر بھا غیب داں بھی ہو گا۔ کوئی ہستی غیب داں نہیں تو
حاضرہ ناظر بھی نہیں۔

جونظم و مژرا اپنے نقل کی وجہ مشرک میں ہے۔ اسی نزار
کی دعا و التحاکرنے والوں میں اور ان لوگوں میں کوئی نسق

نہیں جو کے باسے میں اللہ نے فرمایا ہے۔
وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالْأَعْذَالِ وَالْأَوْلَىٰ اور جو لوگوں نے اللہ کے سواد کر لی
دُدِنِہ اور لیا عَمَالِیَّہ کو اس خیال سے حاضر و مادرگار
هُمُّ الْأَرْضِ لِيُقْرَأُوا مَا كہم تاں کی بندگی صرف
إِنَّ اللَّهَ لَمَّا شَفِعَ فِي الْأَرْضِ اسکا
قرابت دلادیں۔

الروح صح اسلامی نظام قائم ہو تو اس طرح کی دعائیں کرنے
والوں کو توبہ پر آمادہ کیا جائے گا اور نہیں آمادہ ہوں گے تو
سخت مسراۓ گی۔ ان شرکیات پر حرم جلی میں بہت کچھ لکھ
چکے ہیں۔ آپ کو اگر زیادہ تفصیل دیکھنی ہوتی "بدعت کیا ہے"
تامی کتاب پڑھئے۔ حضرت سعید شہید کی تقویۃ الایمان "پڑھئے۔ این تعریف کی "الوسلہ" پڑھئے۔ این عبد الوہاب
کی "التوجیہ" پڑھئے۔ محلی کا ناس نہیں سے مل جائے تو اسے
بھی پڑھئے۔ ہم اسے نہیں دیکھ سکتے۔ اتنا بڑا فتنہ ہے کہ اسکی
بیخ کی سکھ رکھی اسلام کو سر بلندی فصیب نہیں ہو سکتی۔ خوب
اور قطب تو کس شمارہ میں ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے انسان فداہ
ای وابی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس انداز میں طلب کرنا

ویکھستہ اکیو نرم کے حلقوں میں نے یا ان خلاف ہیں اور
روں کی مذہبی گنجی کا جائزہ کیا ہے۔

"اسلام" خود کو تمامہ مرضیات اسلام کے پیر و کرشنے
کا نام ہے جس سلسلہ میں سرے سے خدا ہی موجود ہو اسکے
پیروں کے متعلق یہ سوال اٹھانا انتہائی چال ہے کہ وہ اسلام
سے متاثر ہیں یا نہیں۔ کسی سلسلہ میں اگر الفاق سے ان کو وہی
فیصلہ ہر ترمیع ہو جو اسلام کا بھی فیصلہ ہے تو اسے اسلام
سے متاثر ہونا نہیں کہیں گے۔ یہ مطابقت ایسی ہی ہو گئی
جیسے کوئی پوٹ کے بن رکھنے یا اندر پھنس کے لئے جھکے تو حالت
وکوع سے مشابہ ہو جائے۔ اب آپ اس شخص کو نہ سمجھو، ہی
کہیں جسے جوں کہیے کہ یہ تخفیف اسلام کی نماز سے بہت متاثر
ہے۔ یک نکار ایسی طرح جھکا ہے جیسے نماز کو کوئی میں جھکتے ہو
در حصل یہ بھی اکیو نرم کے تھکنڈوں میں سے ایک ہٹکنڈہ
ہے کہ مذہبی لوگوں کو مذہبی نوع کا چارہ ڈال کر پھساو۔
جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ آدمی یک وقت یکیو نرم اور
اسلمان دونوں ہو سکتا ہے وہ کو یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ
آدمی انداھا بھی ہے اور سونھا بھی۔ کوئا بھی رہتے اور
کالا بھی۔ یا کل بھی ہے اور عقل مند بھی۔ دنیا کے اور ماڈی
ازموں میں تو خواستے یہ تعلقی صرف منفی اندازی ہے، لیکن
یکیو نرم میں خدا گنجی ایک استقلال ذات ثابت قدر ہے اور اسی
لئے دنیا میں کسی دُوزیزوں کو دو میان اس سے ٹھوک کر تھساو کا
پایا جانا ممکن نہیں ہے جتنا اسلام اور یکیو نرم میں ہے۔

اقدامات

مسئلہ۔۔۔ احمد عثمان۔ ضلع چارون (دہار)
میری بھتی میں جماعت اسلامی کے نہماں کے تحت
ایک مدرسہ ہے۔ اس میں جماعت اسلامی کے ایک کن
ہی صدر مدرس ہیں۔ وہ جماعت اسلامی کا پرچار جاری رکھتے ہیں۔ لوگ ان کی تقریر میں کافی متاثر ہوئے ہیں
اور جماعت کی طرف بہت تیزی سے لوگوں کا جھککا تو ہو
رہا ہے۔ مدد و دعے چند ان کے خلاف بھی ہیں۔ وہ جمعہ

محی ملکیت بنانا چاہئے ایہیں ہے یہ تراں کو الات ہیں
دیکھنا یہ ہے کہ اس طرح کی لغو باقیوں کا حامل کیا ہے۔ پل بھر کو
مانے لیتے ہیں کہ کارل مارکس بعض ایسے نظریات کا بھی حامل
تھا جو فی الواقعی توفیقی و یکسانیت کی کوئی قدر و قیمت
نہیں۔ اسلام کی ابجد حماں سے متروع ہوتی ہے وہ یہ
اساسی نکتہ ہے کہ دنیا اُخترت کے تابع ہے۔ شریعت ہر
قانون پر مقدم ہے۔ جن امور کو اللہ اور رسول نے نافع
قرار دیا وہ نافع ہیں اور مضر فرار دیا وہ مضر ہیں بھیجتا ہے
بادی النظر میں تمہارے نام کے نفع و ضرر کا ادارک نہ کر سکیں
اس کے برخلاف کارل مارکس کے فلسفة کی ابجد ٹھیک
مادہ پرستی سے شروع ہوتی ہے جہاں نہ کوئی بالاترستی ہے
نفاوتی و برتر قانون۔ صرف ہماری حقیقی ہماری پیشہ ہماری
صواب بیدبھی سبب پڑھے ہے۔ ہم کارگر گھیات میں عمل طور پر
ازاد اور جو چاہے کر گز دنے کے مختار ہیں۔

اس غیادی فرق کے بعد ظاہر ہے دنوں کی سخت
سفر مختلف ہو جاتی ہے۔ ایک شریعت کو چلتا ہے تو دوسرا
مشرق کر۔ کیا حاصل اکیو مفر کے بعض حراصل میں دنوں کے
لابیں کوئی میکانیت ظہور پا جاتے۔ جنہیں کسانیت تو
بعض درختوں کے تئے اور انسانوں کی ران میں بھی ہوتی ہے
یعنی تھستے اور جامن کارنگ کیسان ہوتا ہے۔ کمی سیال
زہر خوش رنگ شربت سے مشاہدہ رکھتے ہیں تو کیا جزوی
مشاہدہ ہیں اور کیا نیتیں کسی مرض کا علاج ہیں؟

خوب سمجھ لیجئے۔ کارل مارکس یا کسی بھی مفسر کا
کوئی ایک ادھ نظریہ تو کیا اکثر و بیشتر نظریے بھی اگر اسلام سے
ہم آئنگ ہوں تو اسلام کی بارگاہ میں اس ہم آئنگ کی دلی
برابریت نہیں جب تک کہ اس کی تہہ میں خدا اور رسول
پر ایمان کا جذبہ صادق ہو جو دنیا ہو۔

آپ کے اس سوال پرہیزی اُنی ہے کہ کیا کارل مارکس یا
ان کے پروحقیقت میں اسلام سے بہت زیادہ متاثر ہیں؟
آپ بھی اسی دنیا میں ہیں جس میں ہوں۔ کیا آپ ہیں

سی بستہ جی ساری سدی کو اور جو اسیں لوئی سر ہیں ہیں۔
اقداد یت بھذ الدا مانگ کے الفاظ اس کا لازمی جنم نہیں ہیں۔
اگرے الفاظ تکہ جاتیں جب بھی شریک جماعت ہونا ہی اس
اعتراف کا عملی مظہر ہے کہ میں اس امام کی اقتداء کر رہا ہوں۔

تمہاری الفاظ ہینا بھی یہ لازم نہیں کہ تو اگر جو کہ اس کے
مقتدی ڈھرتائیں ورنہ اقتداء مقص نہ ہے گی۔ آپ دیکھتے ہیں امام
سورہ فاتحہ اور دیگر آیات قرآن کرتا ہے لیکن مقتدی خاتمه شیش
کھڑے ہیں جسی کہ جھررات امام کے پیچے فاتحہ پڑھنے کا
ہیں وہ بھی دیگر آیات پڑھنے کے قابل نہیں ہیں بلکہ سب کا اس پر
اتفاق ہے کہ الحمد کے بعد جب امام قرآن پڑھتے تو مسکت صامت
رہو۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ اقتداء امام کا مطلب
ہر انسان میں امام کا ساقطہ دینا نہیں ہے جو اس سے صادرو ہے۔
امام قرآن کرتا ہے مقتدی چپ رہتے ہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ کہہ
سکتا ہے کہ امام و مقتدی کے افعال کا یہ فرق اقتداء امام کے
خلاف ہوا۔ تو امام کا بہ آواز آسمیں کہنا اور مقتدیوں کا چپ
رہ جانا کیوں خلاف اقتداء ہو گا۔

اقتدی یت بھذ الدا مانگ کا ترجیح آپ نے ہر کیطیں غلط
دیا ہے۔ اس کا ترجیح ہے ”میں اس امام کی اقتداء کرتا ہوں۔“
ان الفاظ کا عربی یا اردو میں ڈھرتا مصروفی نہیں ہے۔

ندھر اسے جاتیں تب بھی شریک جماعت ہونے کا مطلب اسکے
سوچنے کی آدمی بیہودہ و حواس ایک امام کی اقتداء کر رہا
ہے۔ امام اپنے مسلک کی رو سے آمین بالجھر کہتا ہے تو کوئی مضا
نہیں۔ مقتدیوں کا اپنے مسلک کی رو سے خاموش رہنا اسی
طرح اقتداء میں مستقیم ہیں ڈالنا جس طرح قرآن امام کے وقت انکا
سکوت۔ ہمارا نک کہ امام جب رکوع و سجود کے لئے تکبری
کہے تو مقتدیوں کا اس کے مあとخرا کو عد و کود میں چلا جانا ہی
اقتداء کی نکمل کردیتی ہے چاہے وہ تکبیر کو دھرتا ہیں یا نہ ڈھرتا ہیں۔
اصل یہ ہے کہ چاروں مناسب تغیر کا برحق ہونا اب
صرف زبانوں اور لسانوں نک کردہ گیا ہے ورنہ منافت اور
پست خیالیوں نے گروہ بندیوں میں ایسا تعصب اور عناصر پیدا
کر دیا ہے کہ احتفاظ کا دل کسی شاخصی کو آمین بالجھر اور فتح یہ میں کو

میں اماں بھی جانتے جائے ہیں اور وہ سلسلہ اہل حدیث (دوایہ)
بھی ہیں۔ جب تماں کے اندر انھوں نے آمین بالجھر کیا تو غاز
ختم ہوئے پر ایک مولانا صاحب نے اعلان کیا کہ نہ کاریو!
تمہاری نماز نہیں ہوئی اور دلیل میں انھوں نے کہا جب
مقتدی کہتا ہے کہ اقتدائیت بھذ الدا مانگ (مقتدی پر
امام کی اقتداء مصروفی ہے) جب امام بلند آواز سے آمین کہتا
ہے تو متفق ہے کہ بھی ایسا کہنا چاہتے ہیں ورنہ نماز درست نہیں
ہو گی پہنچنے نے یہ بھی کہا کہ مسئلہ بلند آواز سے آمین کا کہتا
بھی درست ہے لیکن صرف اقتداء میں فرق واقع ہو رہا ہے
اس نے انھوں نے لوگوں کو کہا کہ نماز دھر لیجئے۔

دریافت طلب ہے کہ جماعت اسلامی کے مولانے سے
بہتر کوئی دوسرا نماز پڑھانے والا بھی نہیں ہے اور مفتادی
سب کے سب منہج والجماعت ہیں صرف مولانا دہلی ہیں جس
لوگ مذہب ہیں کہ ان کے پیچے نماز درست ہوتی ہے یا نہیں
قرآن و حدیث کی روشنی میں مذہب دیجئے۔

یوں تو آپ (دہلی محلہ) کے متعلق بھی لوگوں کا خسار
ہے کہ دہلی ہیں۔ اس نے اپنے مسلک کے متعلق بھی دھناد
کریں۔

الجواب علیک :-

جانشیک عاجز کو علم ہے امام کا صرف دینی فعل عمل
مقتدی کی نمازوں کا سرکار کرتا ہے جو مقتدی کے مسلک کی رو سے
مضبوط صلیۃ ہو۔ یہ تو معرض کو بھی تسلیم ہے کہ آمین بالجھر درست
اوہ حقیقت بھی یہی ہے کہ آمین بالجھر بادلی کراہیت درست
ہے۔ بلکہ جو لوگ آمین بالجھر والے مسلک کے پیرو ہوں انہیں لالجھر
اس پر عمل بھی کرنا چاہئے۔ تو امام کی آمین سے مقتدیوں کی نمازوں
کیا خلل واقع ہو گا۔ یہ استدلال صحیح نہیں کہ اقتداء امام کے تحت
مقتدی پر بھی آمین بالجھر لازم ہو گی۔ اول تو بھی کہنا غلط ہے کہ ہر
مقتدی اقتدائیت بھذ الدا مانگ کہتا ہے۔ شریک جماں ہوتے
ہوئے لفظاً نیت کرنا ہی شرعاً مصروفی نہیں قلبی نیت کافی ہے
چنانچہ کتب حدیث میں کہیں آپ کو نہیں ملے گا کہ مقتدیوں کو
لفظاً نیت کرنے کی تسلیم دی گئی ہو۔ بعد میں تفہیما نے اوزراہ احتیاط

سے صاف سعماں رہا صریح دریا جوانی سرکار نہ حرکات
مکینہ اشغال لواردا ہی عقا نہ پر تکیر کرتے تھے چنانچہ آپ
کسی بھی برلوی خیال کے آدمی سے پوچھ دیجئے وہ اپنی پیش
کو نہیں دیں بلکہ علارکو بھی "وہابی" ہی بتاتے گا۔ بلکہ
ذرا سے تکلفی پر اُتمانو" وہبیا" کہہ کر آپ کی ساعت پر
شہزادے کا دے گا۔

"وہابیت" کیا ہے یہ خود ان لوگوں کو بھی اور اک
نہیں جو برمل اس بھی کو دوسروں پر کئے دیتے ہیں۔ اُن
لباب اسی حصتی کا یہ رہ گیا ہے کہ حب کوئی شخصیل پے کسی
تعلیٰ وعید سے کو قرآن و سنت کی رو سے غلط نہ بنا کر نہ
لگے اور آسے معقول جواب بنائے تو خواہ آئے "وہابی"
قرادے ڈالتے۔ یہ ستاسنخ آپ کی چالات و حاشیات
کے لئے بڑا کارگر نقاب ثابت ہو گا اور آپ کے ہم خیال
حضرات اس شخص کی "وہابیت" کے اکٹاف پر اپنے داعی
کے سوراخ اس طرح بن کر لیں گے کہ اب قرآن کی کوئی آیت،
حدیث کا کوئی پیغام، علم و تفہیم کی کوئی رذشی اس کے اندر
کی قیمت پر داخل نہ ہو سکے گی۔

"وہابی" اگر شریعت قبوری کا رد کرنے والے نکو کہتے
ہیں تو علی الاعلان سن لیجئے کہ بنده وہ وہابی ہے، موبارہ وہابی ہے
اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ اسے اللہ اسی وہابیت پر مرا خاتم
کیجئے گا۔ "وہابی" اگر اسے کہتے ہیں جو چاروں مذاہب فرق کو
صرف زبان سے ہی نہیں دل سے بھی برق کھجئے اور الحدیث
حضرات کی نکری خطاؤں کو گمراہی کا نام نہ لے تو عاجز ہزار
بار اعلان کرتا ہے کہ ہاں میں وہابی ہوں۔ وہابی اگر اس شخص
کا نام سے جو حقیقی ہوتے ہوئے بھی شیانع اور حنبل و خیر لار کے
پیش ہے اطمینان نہ اڑ پھر لے اور اس کے قلب میں ذرا بھی
بھنجا وٹ نہ ہو تو نور طے کر لیجئے کہ عالم غماني ٹکاوائی ہے۔
وہابی اگر اس آدمی کا نام ہے جو امام ابوحنیفہ کا علام ہونے
کے باوجود ان کی رائے کو معیار جن نہ مانتے اور قرآن و سنت
ہی کو اصل الاصول بھٹکا سے ہے تو بھلی کا ایڈٹریٹر ایڈٹر ایڈٹر ایڈٹر
وہابی ہے۔

حاصل جواب یہ ہے کہ پیش فرمودہ صورت ہیں خاکہ دہرائے
کافی صدر دینا یکسر غلط ہے اور اس طرح کے بغیر ہیں فیصلہ سوائے
افتراق و کشمکش کے اور پوچھ نہیں دے سکتے۔ حاجز بالکلیہ حقیقی ہے
نقیض احادیث ہی کی بیرونی کرتا ہے میکن بالکلی شانخی ضمی اور
اہل حدیث حضرات کو صرف زبانی نہیں دل و روح کی بوری طبا
کے ساتھ راہ نجات ہی کا رہ رجھتا ہے۔ یقیناً میری ٹکاہ میں
ان کے مذاہب نہ ہے حقیقی کے مقابلہ میں عقلی علیم طرح پر مکروہ ہیں
استدلال کی قوت افظع کی طرف ہے مگر نجات و مفرت اور
فلایح آخرت کا دیدار جذب القیاد اور حیادت و اطاعت پر
ہے تک خالی طلبی و قیامتی برتری پر۔ ایک حقیقی عالم ہی نہیں ہے الگ وہ حصہ
و طیف ان میں عرق ہے اور ایک شافعی اہل حدیث، صلبی عالم
انشاء اللہ تعالیٰ جنتی ہے اگر اقیاد و اطاعت کا جذبہ فسروں
لئے اپنے رب کی چھکٹ پر سرٹکے ہوتے ہے۔

اہل حدیث کے آگے آپ پر کیکٹ میں "وہابی" کا لفظ
لکھا ہے۔ پھر خود حاجز کی وہابیت پر بھی استھنام فرمایا ہے۔
وہنچ یہ ہے کہ جس طرح آج سیاسی دینا میں حمہوریت، سو شلزم،
بقار بامیں اور جاریت وغیرہ ایک اصطلاح جس کھلوبنا میں جی ہیں
اسی طرح نہ ہب کی دینا میں وہابیت اور اہل سنت و اصحاب
وغیرہ ایک اصطلاح ہیں اب تماشے کر نہیں ہیں۔ اصل وہابی
ہونا کوئی عیب نہیں تھا نہ ہے، لیکن قبوری شریعت کے
متوالوں نے اسے ایک احتلاجی گامی کا رنگ دیکر آن لوگوں

لیکن اگر وہ بانی کسی اور مخلوق کسی اور جنس کا نام ہے تو
عاجز کو اس کی تفصیل بتائی جاتے۔ مدرسے میں تو کسی کتاب
میں پڑھا نہیں کرو بانی کس چیز کا نام ہے۔ بعد کامطالعہ بھی
زبان سکا کو وہ ابتدی کا جغرا فیر کیا ہے۔ میں اتنا ماحصلہ ہے کہ
ایک مصلح اپنے عبد الہاب بخوبی لے رکھے ہیں اخھوں نے خرک دے
بدعت کے خلاف شدید حجج کی تھی۔ وہ قبرستی کا صفا یا
کردینا چاہتے تھے اور چاہتے تھے کہ تو یہ کافی بالا ہے۔ انھی
بزرگ کی طرف منصب کرتے ہوئے یہ کافی ایجاد کر لی گئی ہے۔
ہوشکن ہے موصوف کے بعض عقائد ایسے بھی ہوں جیسے محسین یا
آپ نادرنست خال کرتے ہوں تو یہ کوئی تشویشناک بابت
نہیں۔ میں اگر کوئی ایسا عقیدہ ان کے باعثے میں ثابت کر دیا
حل کے جو ضلال میں اور کفر و زندگی کے نمرے میں آتا ہو تب
بینک تشویش لاحق ہو سکتی ہے۔

فَاعْبُدُ اللَّهَ مِمْمَّا هُنَّ مُحْلِصَاتُ
پس پرستش کرو اللہ کی اسی کے
سلسلے میں دین کو۔
السَّرِيْنَ۔

اور ایسے یہی مگر اب ہوں کے باعثے میں جھوٹوں نے زیلی خدا
گھر لئے تھے، بزرگوں کو حرم عبادت میں بھالیا تھا فرایا:-
وَمَا أَمْرَرُوا إِلَّا لِيُعَذِّبُوا وَمَا تَرَكُوا
محملہ میں لہ لئے دین ہنچھاء
بھی کی بندگی کریں اسی کیلئے اعلیٰ
کو خالص کو کے ابرار ہم حسیف کی
کی راہ چلتے ہوئے۔

اور ہم تو ”دہبیت“ کی بھتی کئے والوں کو وہی جواب
دین گئے جو باری تعالیٰ عز اسلام نے اپنے شرک کو پیار کر سول
سے دلو ایا تھا:-

فَلَمَّا أَعْبُدُنَا مُحْلِصًا
کہہتے میں اپنے دین کو آئینہ ہے
لَهُ دِينُنِي فَأَعْبُدُ دُوَامًا
پاک لکھتے ہوئے اللہ کی بندگی
نشتمانِ من دُونِہا۔
کرنا ہر ہو تم اللہ کے سر جسکی چاہے
بندگی کرتے رہو۔

اللَّهُ ذَلِكَ هُنُّوا اَخْسَرُ اَنَّ الْمُمْلِكَيْنَ۔

بیماری جماعت اسلامی

مسئلہ :- از عبد اللہ بن اے بنگلور
یہاں ۱۲ ارتاہم امری جماعت اسلامی بھکرور سکل کے
سالانہ اجتماعات کا سلسائی شروع ہوا تھا جس کو ناکام بنانے
کی بعض اجبا نے کو ششیں میں ان میں سے ایک کو شش مولانا
عید الجیلی صاحب باقی ساقی مدیر رکشنا نے بھی کی ہے۔
یعنی ایک لشما رجو جماعت کے اجتماع کے اشتہارات کے
ترتیب ہی ہر جگہ چیکا دیا گیا ہے۔ آنحضرت کی خدمت میں کل
ہے آپ ہی سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ آپ کا بے لائگ
نکم ہی اس سمعت کی عقدہ کشانی کر سکے گا۔ میں ابھی چندی

لیکن اگر وہ بانی کسی اور مخلوق کسی اور جنس کا نام ہے تو
عاجز کو اس کی تفصیل بتائی جاتے۔ مدرسے میں تو کسی کتاب
میں پڑھا نہیں کرو بانی کس چیز کا نام ہے۔ بعد کامطالعہ بھی
زبان سکا کو وہ ابتدی کا جغرا فیر کیا ہے۔ میں اتنا ماحصلہ ہے کہ
ایک مصلح اپنے عبد الہاب بخوبی لے رکھے ہیں اخھوں نے خرک دے
بدعت کے خلاف شدید حجج کی تھی۔ وہ قبرستی کا صفا یا
کردینا چاہتے تھے اور چاہتے تھے کہ تو یہ کافی بالا ہے۔ انھی
بزرگ کی طرف منصب کرتے ہوئے یہ کافی ایجاد کر لی گئی ہے۔
ہوشکن ہے موصوف کے بعض عقائد ایسے بھی ہوں جیسے محسین یا
آپ نادرنست خال کرتے ہوں تو یہ کوئی تشویشناک بابت
نہیں۔ میں اگر کوئی ایسا عقیدہ ان کے باعثے میں ثابت کر دیا
حل کے جو ضلال میں اور کفر و زندگی کے نمرے میں آتا ہو تب
بینک تشویش لاحق ہو سکتی ہے۔

پھر یہ ہے کہ بندر سمنہ تو اصطلاح کے چکر میں پڑنا
ہی چھوڑ دیا گئے۔ دین کی راہ صاف و سادہ ہے۔ اصطلاح میں
فتنوں اور مگر ایسیوں کو جنم دیتے لیکن تو انھیں طلاق ہی دینا
اچھا پہلے ایں سنت و الجماعت کی اصطلاح بڑے عدد مفہوم
میں استعمال ہے تو یہی اور اس کا مقابل رفق و شیع اور خرچ و
اعتزاز سے تھا، لیکن اب وہ عبرت اک تانہ آیا کہ جو لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر اور عالم الخیب
قرار دیکر اللہ کو مخدھ جڑائیں دفعہ بالدر من ذلک) جو
لوگ مردہ بزرگوں کو غوث دشمن گرانیں، جن کی تو یہ
شرک و بدعت کے آثار پر چھٹے ٹیک چکی ہو وہ تو اپنی
سدت و الجماعت۔ خالص حقیقی۔ اصلی خوش عقیدہ۔ اور جو
لوگ قرآن کمایا یہ واضح تنبیہ دہرائیں کہ **اللَّهُ ذَلِكُ الدِّينُ**
الْخَالِصُ دِرَهْمَانِي۔ بد عقیدہ۔ مگر اے۔ دراد بخھے تو اللہ
نے کیا کہا ہے:-

رَأَلِيْدِيْنَ اتَّحَدُوا وَإِنْ
اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا
دُؤْنِيْهِ أَوْلَادِيْأَعْمَالِيْنِ
و دسروں کو داس خالی سے
إِلَّا لِيُقْرَأَ قُرْآنَ الْمَكْرُونَ
حامتی بار بھاہے کہ ہم تو پھر
أَسْلَمْنَا وَرَجَّلَنَا
سر لئی۔ ایں اللہ میں کردہ تہمیں اللہ

ناظرین تحلیل کے کام وہ مدن پر قہر ڈھانے سے کیا فائدہ۔

ہماری نظریں تو اس نوع کے اشتہاروں کی جیشیت "ظرافت" سے زیادہ کچھ نہیں۔ ظرافت بھی وہ چیزوں سے ہنسیں اور بردبار و نیکیں۔ ہمارے لفڑیوں ملکہ عیرت کی خاطر اس کا ایک سوال نقل ہے۔ ادارہ روشی پوچھتا ہے۔ "جماعت اسلامی ہند کے باقی سیدابوالاعلیٰ مودودی

حتماً امیر جماعت اسلامی پاکستان سے جماعت اسلامی ہند کس قسم کا وبط و علن رکھتی ہے؟"

تیور اور اب دل ہجھ دیکھتے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی ہند بھروسے کے کھپرے میں کھڑی ہے اور کوئی سرکاری وکیل یا مکملے دل تھا نہ داریا۔ پسندیدہ کا کوئی عضو بنال آفیسر آنکھیں نکال کر سوال کر رہا ہے۔ ادارہ روشی سے کوئی پوچھے کہ بازاری نوع کے پستروں میں اس طرح کے سوالات اٹھانا سختے پن کے علاوہ کیا ہے ایسا سختہ پن جس میں دجل و غناہ شامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سوال کا جواب ذمہ دار ان جماعت کی طرف سے فرمایا اور قدر پر اُنکی باریا جا چکائے ہے، لیکن انگریز بھی دیا جا چکا ہوتا تو ہر ہفتین آدمی سمجھ مسلمان ہے کہ اس سوال اُس حکومت کے کرنے کا تھا جو جن سنکھ اور سیک سنکھ میں جانتوں کے تو پر وہ وھی بنتی ہے لیکن جماعت اسلامی کے ہم سماں سے بدکتنی ہے اور اس کے سی آئی ڈی اس کی ان سادہ و معصوم اشتوں کو بھی ایسی خطرات سے لبریز قرار دیتے ہیں جن میں قرآن حدیث کے درس اور معاد و آخرت کے نکر و ذکر کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مسلمان ادارہ ہی یہ سوال ٹھیک اقسام کے پستروں میں اٹھاتا ہے تو اس کے سوا کیا سمجھا جائے کہ وہ یہ سرے کا لیندہ تو زہے اور جماعت اسلامی سے اس کا اختلاف فکری و علمی نہیں بلکہ جذیباتی ہے جسکے تحت وہ اسے دار پر لٹکا ہوادیکھنا چاہتا ہے۔

اس پوستر کے تقریباً تمام ہی مندرجات پہت قسم کی مخالفت اور فتنہ مردازی کے مظہر ہیں۔ سب سے پہلا ہی سوال اخلاقی علم و فہم اور فقادیں بصیرت کا بھی انک مزور

دن ہوتے جماعت کے لشکر وغیرہ سے جماعت کا تعارف حاصل کر سکا ہیوں۔ چند ہی دنوں کے مطابق لشکر اور قفارہ جماعت کے ساتھ رکھتے ہیں جسے اپنی ایک ایک خرابی پر نظر ثانی کرنے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ اور اب میں اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی پاتا ہوں جو تدریجیاً مجھے کسی اچھے انجام کی طریقے سے جانشیدی ہے۔ غرض من بندرہ شرمسار مورحم کن ریجا۔" دلالات مالی ہے جس کی وجہ سے میری نظریں جماعت اسلامی اور اس کے رفقاء کی بہت ہی اہمیت اور احترام پے ایسکی اس اشتہار کو دیکھ کر کچھ مترد سا ہوں۔ بہاؤ کم آپ میرے دیوب ترکوں اس شہماں کے جوابات مرمت فراہم کر دو فرایں۔ معلم میری طرح اور سختے لوگ ہوں گے جو اس قسم کی اشتہار باریوں سے ریب و شک میں بدل ہو کر جماعت اسلامی سے دُور اغلط فہمیوں کے شکار ہوں گے اور اسلام سے قریب ہونے کی بجائے پھر اپنے سابق اعمال میں زندگی کی طرف لوٹ جائیں گے امید کر آپ میری اس لذ ارش کو قابل اعتناء بھی کر ضرور اپر مدل خاتم فرمائی فرمائیں گے۔ میں ابھی چند ہی ماہ سے ہمارے ایک بھیٹ سے رسالہ تحریک اخیر دار بنا ہوں یہ حد پسند آیا۔ خرک و بیکھرات و خرافات پر اپنے واقعی قلمی محسان جنگ قائم کر رکھا ہے اور مدافعت کا پورا حق ادا فرمائیے خدا آپ کو احراق حق اور الباطل باطل شی مزید وقت عطا فرمائے اور لوگوں کے سمع و قلوب کو حق کے سُفے اور باطل سے بچنے کی پوری توفیق عطا فرمائے آمین۔

الحق والبیت:-

جماعت اسلامی کی مخالفت کا زور اب تو ہلکا پڑ گیا ہے ماضی قریب میں جس شدید اور کوئی قدر کے ساتھی مخالفت ہے باقی گالباً اس کا آپ کو کا حق، علم نہیں ورنہ اس طرح کا ایک آدھ پوستر آپ کی نظریں کوئی اہمیت درکھتا، اس پوستر کی جیشیت تو اس پس خورشے کی سی ہے جو ھماری بچتے کے بعد بڑھوں ہیں بچ جاتا ہے۔ مکروہ اور حشر۔ اگر اس پیچھے بھی شیاں ہوتا تو ہم ضرور اس پر یہ کو quel کر کے اپنی رخیاں کرتے لیکن بار بار سے چھاتے ہوئے لفمون اور چھوڑی ہوئی ہڈیوں سے

مُھکم ایسے ہی تلاہاری دو سماں ہیں پیدا کر دی ہیں۔
اُس شخص یا کروہ سے بڑا حجت ہے بصیرت اور بوقوف
کون ہو گا جو بحالات میں موجودہ سوال کرنے کے اسلام کو
سرینش غالب دیکھنے کی آزو کرنے والی جماعت کی
ضرورت کیوں پیش آئی۔

اقبال نے غلط نہیں کہا تھا:-
لاؤ جو ہے ہندیں سمجھے کی اجازت
نادان سمجھا ہے کہ اسلام ہے آزاد
ہیں ڈرست کہ الگ ہم حقوق کی جنت میں رہنے کی
اسی ذہنیت میں لفڑا رہے جادا رہ رہ شی کے پوشرہ نظاہر
ہے تو یہ سمجھے کی اجازت بھی آجے کو مشکل ہی سے باقی رہ
سکے گی۔ وڈا لفڑا جو اعظم الظالمین۔

اس پوشرہ ایک اوسوال کیا گیا ہے:-

”جماعتِ اسلامی تھاں و سو درجے عین نعمات
پردارِ العالمِ دین و مذہب اور مظاہرِ العلومِ سہارِ پور،
درستہ باقیاتِ صاحبات و پیغمبرِ مدینۃ الحسلوم
عربی کائج پلٹک اور کیر لندندہ الجیاہدین کالی کٹ
وغیرہ کے مفتیان نے خوتقیدیں کرنے کے حق کو ثابت
کیا ہے اسی میں جماعتِ اسلامی ہنگی پورشیں
کیا ہے؟“

اس سے وہ لیگ فضورِ گمراہ ہو جائیں گے جنہیں علم
ہنگی کہ دستور کی کوئی دفعہ پر کیا کیا اعتراضات کئے گئے
تھے اور ان کے کیا کیا خواہات دیتے گئے۔ لیکن جو لوگ
یا منی سے کہ اس قلمی ہنگامے سے باخبر ہیں اور ان کی نظر سے
تجھی سچھی کا خاص نمبر بھی گزارا ہے وہ گمراہ ہنگی کیا کے
إن لوگوں کی دیدہ دلیری اور بے حیاتی پر عرض کر دیں گے
”اللہ اور رسول کے سوا کوئی معیارِ حق نہیں۔“ یہ بھی وہ
دفعہ جن چیز را تھیا کیا تھا۔ یہ دفعہ جماعتِ اسلامی کے
پیشے ہوئے تازہ دستور میں بھی موجود ہے اور ہر کوئی یہی چاہیے
اس حقیقت پر اجماعِ اکات ہے۔ سو اسے شیعوں کے کوئی موسوس
یہ نہیں مانتا کہ انہیاء میں اسلام کے علاوہ بھی کوئی معصوم ہے۔

ہے سستے سوال پوچھتا ہے:-

”جماعتِ اسلامی کی ضرورت کیوں پیش آئی
جب کہ خیر و نصر میں کے ذریعے مساجدا اور اس
وغیرہ میں اصولی خوارجی ہیں؟“

کوئے کے میڈاک بھی شاید اس سے زیادہ وسیع
نظر رکھتے ہوں جس کا مظاہرہ اس سوال میں ہو رہا ہے۔
ذرا سخور کیجئے اسلام آج تمام دنیا میں کس طرح مغلوب و
مظلوم ہے۔ کافر میں اقتدار کی مندوں سے اسے
بدت ہوئی مصطفیٰ کرد گیا ہے۔ کوئی ایک بھی لکھنیں
جہاں اسے مکمل طور پر حکمِ اسلام کیا جاتا ہے۔ لپٹے ہوتاں
ہی میں اسلام اور مسلمانوں پر جو بیتِ رہ ہی ہے اسے اٹھھے
ٹک دیکھ سکتے ہیں۔ اسلام کی سرافرازی و سلطنت تو کب
ہمارا تو یہی خونخوار سوال اپنے بھیانک جبڑے کھوئے
کھڑا ہے کہ جو بھائیوں اور ابھلہ اسلام باقی رہ گیا ہے وہ بھی
دس سال بعد کیوں نظر آئے گا یا نہیں۔ اسلام اور مسلمانوں
پر بر طرف سے لیغوار ہے۔ شرک و زندقة کے ریلے اپنیں یورسی
وقت سے انہیں سے مجھوں نہ کر کر لیتے رہے تھے اسی لیغوار
کے پاس بحثیتِ مجھوں نہ کر کر لیتے رہے تھے اخلاقی سراسری۔ نہ
پانکار اخلاقی ہے نروعم و مکمل۔ دو دنیی، سیاسی، معاشری
معاشی پر لحاظ سے اس ناندہ، مقور و خلوب، خوار و نہ بوس
ہیں۔ ان کی پوچھتہ چلکی ہے۔ انکامی شیرازہ بھکر جکا ہے
مسجد و مدارس کی جن اصولی خدمات کا ذکر سوال میں کیا
گیکے ان کا عالم یہ ہے کہ کسی مدرسے کے پڑاک طالبوں
میں دس طالب علم بھی ایسے نہیں ملتے جن میں اعلاء و کلمۃ الحق
کا سچا جذبہ، الصریح اسلام کی حقیقت تڑپ، ایثار و قربانی کا
دولوں، حالات کو سمجھنے اور ان سے عزیزہ برآ ہوئی صلاحیت
خدا کی راہ میں رہنگی امنگ اور دین دنیا میں تو از قائم
کرنے کی استعداد ہو۔ جن ملاؤں کے باشے میں اقبال نے
کہا تھا:-

”قوم کی چیز ہے قمود کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ سچا رے دو رکعتے امام“

بہنگ کر کے تو مقابل آر او میں انتخاب ہو ہی نہیں ملتا۔
اگر جماعت اسلامی پر کئے گئے اعتراضات کی نوجہت
حیثیت کا نظارہ کرنا ہے تو ان جواہات کے علاوہ جماعت
کے ذمہ داروں کی طرف سے وقتوں قرائیتی جانشی ہے
ہیں جیکی کا خاص بخشش بھی ضروری ہے۔ ٹری مژرم اور بھی
کی باش ہے کہ بعض کوتاه اندیش آج بھی جماعت اسلامی سے
لڑنے بھٹکنے پر آمادہ ہیں جب کہ شرک درندقہ کا غیرت پری
ہندوستانی امیت مسلم کو تکل جانشی کے لئے اپناؤں آر جھوٹے
حکڑے اور بچاری جماعت اسلامی بھی سردارگر باری ہے کہ کی
کرے اور کیا نہ کرے۔ اب ایسے بالفضولوں کی سرکوشیوں پر
وجہ نہیں اور بہت غیرت ٹھیکیں کرنی تو جماعت اسلامی ہے جس
سے رشتہ جوڑ کر ہون کو اپنا جائزہ لینے اور اصلاح کر سکا راجہ
لصیب ہو جاتا ہے۔

شرک نہیں

سوال ۱۰۔ از محمد عثمان انماری
ہائے ہیاں ہبت زمانہ قبل ایک بزرگ (دامتا حیثیت)
گذے ہیں اُن کا عالی شان ہزار ہے اور عید الاضحیٰ کے موقع
پر مردوغور مسلم وغیر مسلم کافی تعداد میں غرفاظ پڑھاتے ہیں۔
اور ان کو کہا جاتا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہو انکو سب کو ہیاں سے
مراد نہیں۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو ہیاں میں پارزیات
کرے جا ایکسر صحیح کا قواب ہو گا۔ مزار بر ایک صاحب ہیں
جو عجیت پڑھائے ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کو رازِ حق اور جعل
رکھاتے ہوئے ہیں وہ صوفی اور سعی کے نام سے پکارے
جاتے ہیں۔

و اقتہب ہے کہ بدروہ کے میلان اصحابِ بیان دوسرا تھیوں
کے ہمراہ مزار پر تشریف لے گئے۔ چوری کے خوف سے
چوتا ہے میں لے لیا۔ ان لوگوں پر صوفی صاحب نے غصہ ہوتے
ہوتے کہا کہ آپ ایک بزرگوں کی عزت نہیں کرتے ہیں۔
جب مولانا نے کہا کہ یہ جگہ کعبہ سے بھی بڑھی ہوئی ہے جیاں

نہیں اور جو معيارِ حق نہیں وہ تقدیم کی زد سے باہر نہیں میجاہد
نک کے اقبال و آزاد میں نقد و نظر سے کام لیکر ایک تو روشن
پر ترجیح دی گئی ہے تو صحابہؓ سے پڑھ کر امانت میں کس کا
درجہ ہو گا۔ سلف و خلف میں کوئی ایک بھی سنت عالم ایسا
نہیں ہوا ہے جس نے اس تقدیم سے اخراج کیا ہے۔ تمام
فقہ، تمام دین کی عمارت ہی اسی بنیادی عقیدے پر اٹھی ہے
کہ اللہ اور رسول معيارِ حق ہیں۔ ان کے سوانح کی تصور
ہے دمعیارِ حق۔ دارالعلوم مظاہر العلوم اور دیگر جن مدارس
کے نام لکھ کر پڑھ باز دن نے عوام کو یہ تشریف بنا جائے ہے کہ
جماعت اسلامی کا کوئی عقیدہ بہت علماء اور فقیہوں کی
راسے کے خلاف ہے ان کے افاضل داکا بر بھی باریب و
شک دہی عقیدہ رکھتے ہیں جس پر یہ چاند ماری کی جا رہی
ہے۔ بس بات اتنی سی ہے کہ خیطان کی دسیسہ کاری ذایک
بے حقیقت زراع لفظی کو سورکہ کی ٹکلی دیکری اور عناد تعصب
کی دہ آندھی جلی کا چھپے اساطین و انہیں کی عقیلیں
غماد آکر دیگریں۔ خالی ہوسے لڑنے کی شاندار مثال تکھنی پر
تو اس جگہ کو دیکھتے جو دستورِ جماعت کی ذکورہ دفعہ ہے
لڑائی گئی ہے۔ زوال آمادہ قوموں کی تصور صحتی ہی یہ ہے
کہ شیطانی تفتی اس میں جگل کی الگ کی طرح پھیلتے ہیں۔ پھرہ
بھی آپ جانتے ہی ہیں کہ کیرس کے لیں کا ذرا سازاویں
دیکھے پھرنا مکن ہے کہ کوئی تصویر صحیح آجائے قصور تصویر
کا ہمیں لیں کا تھا۔ خرابی ذکورہ دنوں میں نہیں تھی اُس
زادیہ تکروں تھی جس سے اس کا جائزہ لیا جا رہا تھا۔
وہ نہیں جھیقت تو کل بھی اٹل تھی اور آج بھی اٹل ہے اور زیادت
نک اٹل رہے گی کہ اللہ اور رسول کے سوا کوئی معيارِ حق نہیں
کوئی تقدیم سے بالآخر نہیں۔ کسی کی اطاعت مطلقاً مومن پر
فرض نہیں۔ حضرت عالیہ صدیقہ اور حضرت عمر فراز ردن فضیل
عزم ہے امام حرام اکابر بھی اگرایہ کوئی راستے پیش فرائیے ہوں
تو عین مکن ہے کہ ایک امام نجتہد ان کے مقابلہ میں اسی سودا
اور این عجاس رضی اللہ عنہم کی راستے قبول کرے۔ یہ قبول

بہترین نتیجیں ہے۔ جسے شیطان کا نصرہ کر سکتے تو
حکمئی الشیطان اُن اُذیت ان لله انسان اس نے انسان سے کہا کفر لکھر
الْفَرِّقَةِ لَمَّا كَفَرَ فَقَاتَ حب انسان کفر کر گزرا ایشیا
إِنَّمَا بَرَّى مِنْكَ إِنَّمَّا بولاں یہ تجویز ہے بری چیزوں میں
أَحَادُثُ الدِّنَارِ بِالْعَلَمِيَّةِ تو اور دشمنوں کے علمین سے ڈالتا ہے
نِكَانَ عَاقِلَتَهُمْ سَأَسْمَى بس اسکا کیا تجویز ہے یہاں پر کہ دلوں
أَهْمَمَا فِي الْتَّارِيخِ لَدُنْ ہے اسی میں ہیں رہے جائیں گے
فِيَهَا وَذَلِكَ بِخَرَاعِ الظَّمَرِ اسی میں اور یہی سزا ہے ظالمون کی
خوبی چھوڑو۔ جو اُن شرکاء اُن رُّزَاءِ چوری ہر گناہ کی معافی ہے
مگر شرک کی نہیں۔ اللہ نے قرآن میں ایک جگہ نہیں تعدد جگہ
اعلان کیا ہے کہ شرک کیجی معاف نہیں کیا جائے گا۔ یہ تبریزی
پیرودہ انسانوں سے مدد چاہنا یہ غیر الشد کے لئے نہ رہیں از
شرک نہیں ہیں۔ ان سے بیکھر طرح سانپ اور کچوے سے بچتے ہو

چوتا پہنچ کر لوک طوفات کرتے ہیں۔ اس پر صوفی صاحب ہے کہ
کہاں ہے خیال میں کعبہ سے اس کا درجہ بڑا ہے۔ اسکے
متعلق بھی تحریر فرمادیں۔

الجواب علیت :-

اس نے متعلقات کیا تحریر کرو۔ الْجَهْرَتْ عَرَضَ ہوتے
تو ایسے خوش منکروں پر اگلی صفحہ کا سورج ہرگز طبع نہ ہوتا۔
ایسے صوفیاء بالحقین شرک کا تصویرات کے حامل ہیں اور اگر
یہ بھی شرک نہیں تو بکھر دینا میں شرک کا وجہ نہ کبھی ہوا ہے
نہ بوجھا۔ خدا کی مرد باری اور حمل و افعی ہر گناہ کے ورد
جو لوگ خاتم کعبہ پر کسی ناچیز بندسے کی قبر کو وقیت دیں انھیں
خدائی کی دنیا میں ایک مرض بھی صاف نہیں کاہی نہیں ہے۔
انھیں تو اسی قبر میں دفن ہو جانا چاہیے جسے انھوں نے قبرت
بنانکر کھو جھوڑا ہے۔ پناہ بارب تیری بناہ۔ ایسے صوفیاء
اور ان کے جاہل و بے شور پیرودوں کے لئے قرآن کی برائی

ب) مکمل اقتدار تفسیر معاجم المتنزل المردو (معجم حوشی اضافات) جملہ تقاضی کا تجویز ترجمہ میں اور عام فہم مع مفید تشرییفات

میں اشتمام بیوی حسین بیوی صرفی کی پیغمبر امام افاق تفسیر صدیوں سے تمام علمائے کرام کے تذکرہ میں قیمتی اور مستند تفسیر کی جاتی ہے۔ پاپیوں
مددی ہجری سے اچھک کی کوئی تغیر قرآن اس تفسیر کے جوابے سے غافل نہیں۔ حضرت مولانا حافظ از عمل صاحب ناظم جعیۃ عطا، ہند۔ مولانا
سعید حداد کبرہ بادی صدر شعبہ اسلامیات مسلم پر نیویورکی علی گٹھ۔ اور مولانا مفتی طیق الرحمن صاحب عثمانی اور دیگر علماء کرام نے اس اہم تفسیر کو
اردو زبان میں شائع کریے پر اخلاقی اسرت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ترجیح بناہیں کے لئے تجویز بناہیں سیسی اور خلائق ہے۔

ہر یا ایک پارہ (ستونھی) سائز ٹبلٹ۔ کاغذ تھایت تفصیل چکنا۔ کتابت و طباعت عمدہ۔

طریقہ اشاعت

قیمت فی بیز دارو سی (عملاءہ مصروف ڈاک)

ب) حضرات ایک روپیہ فیں لمبڑی ارسال فرمادیں گے ان کو پہنچانی تدبیر طرز ایک روپیہ چار آنے فی ہزار کے حساب سے
فیس مہپری دی جائے گی (مخصوص علاوہ)۔ اس طرح لمبڑی کی خدمت میں ہر ماہ سی محصولاً ڈاک دھرو پی کی دی۔ پی کی جائے گی۔ اگر
پانچ دوست ایک جگہ پارچے پارچے مرنگائیں گے تو ان کو منع محصولاً ڈاک بجائے دس روپیے کے صرف اٹھوڑا دیہی کی رہائی دی۔ یہ
ارسال ہوگی۔ رائج ہی مہربنے دمیریا میں (غیر مالک) کے اصحاب خط و کتابت سے تفصیلات طلب فرمائیں۔

ترسل نہ دو۔ منجھ کلنتیہ ندوہ الف قفار تران دیوبند
خط و کتابت کا پتہ۔ میہر بکٹیہ ندوہ الف قفار تران دیوبند

اسلامی قانونیں پر اتفاقیں پر ملانا احمد ددی
اجراج ۱۹۷۰ء۔

حدید و نوں رخون اس سلسلہ کا سیر مکمل جائز ہے
بیان نہیں۔ اعلیٰ درست کے مطابق مقالات کا
بیش قیمت تھیں۔ دو یخ جلد ہیں مکمل۔ آٹھ روپے

پرداز اپنے سے نو میج پر ملانا احمد ددی
حدید و نوں رخون اس سلسلہ کا سیر مکمل جائز ہے
گیا ہے۔ قیمت جلد مارٹھیت ہے تین روپے۔

مناسک حج

حج اور مناسک حج کے موسم پر امام ابن تیمیہ
ادارش صحیح مسلمان ہی دو عربی لغتوں کا لیس توجہ
تھے۔
جلد ہیں روپے

حدیث اور قرآن

حدیث اور قرآن کے تعلق
اطاعت رسول کی حیثیت اور
حدیث کے تعلق جذراً هم
سوالات کجا ب پرشام ملنا
ان کی حیثیت و قیمت نہیں داعی ہوتی ہے۔ یہ نامہ
بھی اپنے ضمودت عبارت چین مطابق ہے۔
قیمت ڈھانی روپے

چراغ راہ کا سالانہ

چراغ راہ کے فربایک شالی حیثیت رکھتے ہیں۔
ان کی حیثیت و قیمت نہیں داعی ہوتی ہے۔ یہ نامہ
بھی اپنے ضمودت عبارت چین مطابق ہے۔
قیمت ڈھانی روپے

تحلی کا خلافتی نمبر

اس نمبر کا بھنڈلہ تعالیٰ کافی مقبولیت حاصل ہوئی
اس کی داعی افادت ہی کے پیش ظرا سے زائد
چھوپا یا گیا تھا۔ اب بھی کچھ قدر انہوں نے جلد
طلب فرمائیں۔ قیمت
ایک روپیہ

اپنی کہانی

ہندوستان کے صدر
جانب راحیڈ سرپرشار
کی خود نوشت کہانی
عده سفر کاغذی
فیض سے چھپی ہری مقوالت
سماڑ سے بارہ روپے

تاریخ عالم

حضرت امام سے لیکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاحدہ
مع تاریخ پیدائش ووفات اور مکمل تاریخ اسلام کا
دیگر اقوام عالم کی تاریخ کے علاوہ دنیا کے مشہور
مالک اور یاستوں کی تاریخ اور ان کے
جنرا فیاضی حالات جلد سماڑ پر اپنے

تحلی کا خاص نمبر

ایمان عمل کے طلبی و دینی مسئلہ بر سر کر
آزاد بحث۔ بدھات کا مقصود
رواد روسری مفید و
دھپ پیزیں۔
قیمت
ڈھنڈھروپے

تعزیز یہ
اسلام اور علماء کی نظر سے میں۔
قیمت
صرف چھ آنے

قدمة انکار حدیث

انکار حدیث کے تعارف اور
منکرون حدیث کے مدلل رد
میں ایک سی محاذ فتحیم
کتاب تین حصوں میں ملی۔
قیمت
سماڑ سے تیرہ روپے

ام ابوحنیفہ کی [مولانا مناظر احسن گیلانی]
کی بیوٹا تایف ہو معلومات
سیاسی زندگی [کثیرہ کا خزانہ ہے۔ قیمت
مجلد چار روپے (آخر مجلد سوا تین روپے)]

دعوت حق [آغاز عالم سے آج تک حق کا قافلہ
کن کن مرحلوں سے لگڑا ہے اسکی
رواد اد شعر کے پرہیں میں۔
مجلد چار روپے (آخر مجلد سوا تین روپے)]

حقیقت عبودیت: عبادت کے موضوع پر امام ابن تیمیہ کے اضافات عالیہ سوارویہ [مکتبہ تحلی لیوبنڈ (لیوپل)]

کیا احمد مسلمان ہیں؟

شمس توپید عثمانی

"پیدائشی عقیدہ نہ تھا جو ما تھی پروں اور آنکھ ناک کی طرح رحم
مادر سے حفظ ہی مل گیا ہو۔ نہیں! خدا کی قسم ان لوگوں نے
تو بوش و حواس کے عالم میں آن دیکھے خدا کی یہ آواز سنی تھی کہ
”کون ہے جو ایک نادیدہ جنت کے لئے ایمان کی قرآنگاہ
پر نقدول و جان پیش کرے؟“
اور ان لوگوں نے کامل بوش و حواس کے عالم میں کہا
”لے ہاتے موجود ہم اے۔ ہم تیار ہیں۔“
اور پھر تاریخ کا غیر جائب دار تھیمیر گواہ ہے کہ یہ لوگ
پچھے خرید اڑنا بت ہوئے۔

اور۔ جیاں! ہم بھی ”مسلمان“ ہیں! - مگر ہمارا
حال کیا ہے؟ - کہنے دیجئے کہ ہمارا حال تجھے یہ ہے کہ ہم
خدا کی اسی جنت کی مفت بھی لینا نہیں چاہتے مگر دفعہ کو ہر
تمیت پر مولیں لینے کے لئے تیار ہیں۔ عمل تیار ہیں۔ خدا کے
حضور پائیج وقت مفت میں سر جھک کا دینا ہمارے لئے شان ہے
مگر دنیا کے حقیر ترین شخصیتیں کے لئے ہم جو بیش کھٹے ہڑے سے
بڑے پھر اٹھاتے اور پاٹ پیٹنے کے لئے کمر استہر ہیں! —
انسان کے ساتھ مفت کی اخلاقی چادر دی بھی ہمارے بیس
کاروگ نہیں، ہبی گرفنس اور شیطان جیسے دشمن جان کے
اشداروں پر تمدن کا چین اور راست کی میمھی نیند تھی ڈالنے
میں کسی سے پچھے ہیں۔ وس دس بیس بیس روپے خیز کمر کے
جلے اور سگرٹ حصی زہری لتوں کو جاری رکھنا ہمارے
لئے کچھ مشکل نہیں، لیکن راہ مولائیں ایک کھوٹا سکہ دیتے ہوئے

آگ۔ شرخ آگ پر ایک جیتے جانے والے انسانی جسم
کا جلدنا کیا معنی رکھتا ہے؟
اس کو کچھ خدا کے دہنی معموم بندے جانتے تھے جن کو
آج سے تقریباً ڈھڑھڑا رہا۔ پہلے ریگستان عرب میں سچے
شعلوں کی چادر پر تھیسا اور اسکا روں کے فرش پر لایا گیا۔
سوچئے! اس سے زیادہ ”معصوم“ کون ہو گا جس کا جرم
اور صرف یہ ہو گردہ اپنے خدا کا ہو گیا ہے! اور جو اس قت
بھی دن کے گیت گاٹا ہے جب تھوڑتھوڑے اور شرکی بے رحم
سفراکیاں آگ کی شرخ پیٹ بن کر اس سے یہ سوال کریں اور اسکے
جواب کا انتظار کئے بغیر اس کے گورنٹ میں پورست ہو جائیں
— یہ تھی زمین کی وہ انسانی نسل جو ہتھی تھی کہ ”ہم مسلمان ہیں“
شعلوں کی باڑھ میں سر سے پیر تک جھلسن جھلس کر۔ منگی
تلواروں کے ساتھ میں۔ تیز بر جھوٹوں کی انبوش پر تھوڑے
ادر تیروں کی پوچھار میں اور کوڑوں کی نزد پر جو ہمارے بھی
کہتی رہی:-

”ہاں کہم مسلمان ہیں! مسلمان ہیں!“
اویں عمار بن یاشر تھے۔ خباب بن ارت تھے۔
ان میں بلالؑ جبھی تھے اور ان میں بوڑھی سیڑھی تھیں۔ اور
ان جیسے نہ جانے کتنے مژدوں اور عورتوں کا وہ سرزوش جھریٹ
تھا جو تاریخ کے صفحات پر اپنے چھالوں کی نیلوں پانی اور خون
کے شرخ تازہ قطروں سے اس دین ہنگامی عظمی قیمت تھر کر رہا
تھا جو ہمیں پڑا پڑا مفت مل گیا ہے! اسلام ان کے لئے کوئی

چھوٹے سبین جن کا نام لیتے ہوئے دل روپ کر ہوتے تو پیر آتا ہے۔ چھوٹے عربی جن کو بیکھ کر ساری کائنات جھوک جاتی تھی اور انسان کو اپنا خدا سے واحد یاد آنا تھا نے پیر نے میتلد ویکھا اور اس کا سارا خرگش انتقام آنسوؤں کی شکل میں آنکھوں ہے رواں ہو گیا۔ ایک بیجی صرفت کی شریعت پر جوں ہی کی طرح روپ اتھا۔

اک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عظیم ترین شفقت اور حیرت کے ساتھ اس کو سینے سے لگانے کے لئے آگے بڑھے۔
”لے زیر! — یہ کیا!

”جی؟“ دوسری طرف سے آنسوؤں میں بھی ہوتی آدا رہا۔

”میں نے سُنا تھا کہ خدا نخواستہ آپ کو گرفتار کر دیا گیا ہے۔۔۔ آپ کو۔۔۔“ زیر ڈن جانے کیا کہنا تھا تھے جس کی صرفت کی آنکھوں نے کہا الفاظ نہ ہیں!۔۔۔ مگر خدا کے رسول نے رب تھے سمجھ دیا۔ آپ کی خوشی کا کوئی مغلکا نہ تھا۔ ہاتھا ہوتا نفس اب بھی بتارہا تھا کہ ابھی ابھی اس مخصوص بچے کے سینے پر کتنا طراطوف ان غیرت گز رکھائے نہیں تو ارباب بھی کہہ رہی تھی کہ نکلنے والا اس ارادہ سے نکلا تھا۔ لیکن تھافت آنکھوں سے جھکلتے ہوتے ہوئی اس حقیقت کا اعلان کر رہے تھے کہ ایک بچہ ہے۔۔۔ محض ایک مخصوص دکڑو بچہ! آپ کے ہاتھے ساختہ دعا کے لئے بھیں گے۔۔۔ پیغمبر کا دل خدا جانے اپنے خدا سے اس بچے کے لئے لگا کھانگ کر رہا تھا جس کے ہاتھوں اسلام کے نام پر بچے پہلی تلوار بے نیام ہوتی۔۔۔

اسلام! — جس کے لئے سببے پہلے ایک بڑھی سریع تھے جان دی!

اسلام! — جس کیلئے سببے پہلے ایک مخصوص زیر نے توار اٹھائی!

یہی بچہ جب تکچ جوان ہوا تو فرنٹ سے اس کے نقش قدم پر چلے امداد کے بدر میں جب اسلام کا یہ سپاہی زر دنگ کا عالم باندھے دو لئے شہادت سے ترقی پتا ہوا نکلا تو امین

ہماری جان پر بن جائی ہے! اسی پرے جبود الیاہم اسی ناریک میزل میں آپھیں ہیں جہاں تجھے جھولنے والے تیرے دربار پر جنت میں بخلا دستے جاتے ہیں! کوئی ٹھنڈے دل سے الصاف کرے کہ اگر صحابہؓ حقیقی مسلمان تھے تو ہم کیا ہیں؟ کیا ”اسلام!“ رٹنے والی زبان کا کوئی بھی نعلق اس دل سے باقی رہ گیا ہے جو گلہٹ تھے تو صارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ مسند اسے تو زندگی سور جاتی ہے؟ رواسے چشم عبرت اگر تریجی آنکھوں میں کوئی آنکھ باقی رہ گیا ہے۔۔۔ مگر کہاں! عبرت کی آنکھ تو مدت ہوئی بے نور ہو چکی ہے۔۔۔

غیرت حق بھی کیا چیز ہے جو ایک مخصوص بچے کے سینے میں بھی جو ای کی اگ بھروسی ہے؟ زیرِ عنالہ عوام اس وقت محض ایک کسن لڑکے کی ہی تھے جب مگر میں یہ لذہ خیز اداہ اڑھی کہ مشرکوں نے تاج تو خدا کے رسول کو گرفتار کر لیا ہے!۔۔۔ یہ خبر سب سے نئی ہے بھی شنی۔۔۔ بڑھوں نے بھی اس اداہ کو صناناً، مگر غیرت حق کے آتش کردہ سے جس نجھی بھی چنگاری نے سب سے پہلے ٹھوڑا نہیاں سے پڑھت کی وہ خدا کی قسم ایک بچے تھا۔۔۔ ایک طفلک سادہ مخصوص!۔۔۔ زیرِ عنالہ عوام کا بیٹا زمیشش!

رگوں میں ٹکوٹا ہوا خون بیناب تھا لہ رگ رگ سے ٹک پڑتے۔۔۔ ہاتھوں میں سوتھی ہوتی تھی تلواریں سمل کی طرح بے چین تھیں کہ جن ناپاک ہاتھوں نے دامن رسائی کو چھوٹنے کی گت اخاذ جارت کی ہے ان کو جسم سے جدا کر دے۔۔۔ اسی حال میں یہ سچی ایک طریاں ایک فیصلے کے ساتھ ملک کی گلی کو جوں سے آندھی کی طرح گزرا اور آستانہ رسالت پر تحقیق حال کے لئے آواز بلند کی۔۔۔ دہان اس نے نجائز کس حال میں یہ دیکھا کہ چھوٹی اس کے سامنے ہیرا محمد عربی جن کے سویز دروں نے عرب اور عجم کے ناپیدا کنار فاصلوں پر بھرپڑی ہوتی انسانیت کو لٹکے ملا دیا!

۴۶۰۸ دیوبند مسجد
”زبیرؑ کو دیکھو! آج ٹھیک اسی بس میں فرشتہ
کے شکر ہیں۔“

یہی وہ محاذ جنگ و جہاد تھا جہاں لو ہے کی تلوار
ٹھک کر خم کھا لگتی، مگر جو ہدایت خم شہادت کی رصان میں کسی
طح نہ تھکتا تھا۔ آخر اس کی پوشش قرآن ووری ہوتی
— اس نے ایک ایسا بھی کاری زخم لکھایا جس کا خشک
گھرا گھاؤ اس کے کفون میں اس کے ساتھ گیا۔ عروہ بن
زبیر کا بیان ہے کہ یہ گھاؤ کا نشان تمام عمر ان کے باپ کے
جسم پر ایک عظیم یادگار کی طرح قائم رہا۔

عمر بھر تقدیر آن پر ہن لٹاثی رہی مگر عمر بھرا ان کی
زندگی میں فیروں کی سی ماردگی قائم رہی۔ ان کے ایک بڑا
غلام جب دن بھر کی محنت کا حامل ایک بھاری بھرم رقم تی
شکل میں ان کے سامنے لاکرڈھیر کر دیتے تو معایہ خیال
آپ کی روح کو جھنجور ڈالتا کہ:-

”پرب لوگ اپنے خون پسینے کی گاڑھی کسی
میرے سامنے لاکرڈھیر کر دینے ہیں۔ صرف اس سلسلے کے یہ میرے
غلام ہیں۔ جب فلاحی کا تلاعہ ہنا یہ ہے تو پھر خود بیت کی آنکی
ہے۔ اس غلام کو کیا کرنا ہوگا جو خدا کا غلام بھی ہے اور
اس کی خلائق ہی ہی۔“

ان خیالات کے ساتھ آپ کی نظر اس چکتے دیکھنے دھیر
سے پہنچ جاتی اور آپ دلوں ہاتھوں سے اس کی پائی بائی
اپنے معود کی رواہ میں لٹاثا میتے۔

اس اتفاق کی کیفیت کا اندازہ دنیا کو اس وقت ہوا
جب جنگ جل پر جاتے ہوئے آپ کے اپنے صاحبزادے
عبد الدّمہ میتے کہا:-

”لخت جگ! مجھے رب سے زیادہ فکر اپنے قرض کلے ہے
ایسیں لاکھ کی یہ امتیں جو بطور قرض لی گئیں اور بطور قرض
خراج ہوئیں میری املاک خود خلت کر کے ادا کردی جائیں۔
اس میں سے ایک تباہی خاص تھا یہ بچوں کے لئے وہیت
کرتا ہوں۔ اگر مال پھر بھی ناکافی ثابت ہو تو پھر میرے مولا
کہیں سے کوئی چیز بھی نہیں ملتا۔“

”مولا؟“ صاحبزادے نے پوچھا۔
”آپ کا مولا کون ہے ابھی؟“
جذب و شوق سے کپکپاتی ہوئی آواز آئی۔
”میرا مولا۔ میرا خدا اے۔ میرا خدا جس نے ہمارے
وقت میں میری مدفنہ مانی۔“

بیرونی طبقے مسلمانوں کے ساتھ عبور تکمیل کا ارشکاب
کیا تو تھیں حال کے لئے ایک ایسے اطمیحی کی ضرورت درپیش
تھی جو اپنی جان تھیصلی پر رکھ کر تن تھا ان عہدیکنوں کے دریان
جانے کے لئے تیار ہو سکے۔ یہ کوئی جہاد نہ تھا جہاں جو ہر کے
ساتھ مجاہدوں کا لٹکر جاتا تھا۔ یہ ایک خطرناک سفارت کا
نازک مرحلہ تھا جس کی پڑھतرہ اس میں ایک انسان کو یہ کہ و
تھا ایک فوج کا کام انجام دینا اور موت کی لالکار قبول کرنا
تھا۔ رسولؐ خدا نے آواز دی:-

”کون ہے جو اس کام کے لئے اپنی خدمات پیش کرے؟“
اور میں باریہ آواز دی گئی۔ ہر بار جو شخص پہلی کرتا تھا، زبیرؑ
بن عوام تھے:-

”میں اے۔ لے رسول خدا! میں اے۔“
اسلام کے لئے اس جان مشاری کا وہ الجان جذبہ دیکھ کر
آپ پھر آٹھے:-

”لے زبیر! میرے مان اور اپ تھپر شار اے۔“
جمیعتی کے حصہ اس کے چاہئے والے انتہائی شوق کے
عالم میں بھی الفاظ استعمال کرتے تھے آج اسی بلند و برتستی
کی زبان میں اس کے زبیرؑ کے لئے ”فداک ابی وابی“ کے والہ
الغاظ تھے۔ اللہ اکبر ازبیر بن عوام کے جنت بلند کی سعادتیں!
اور اب وہ زبیرؑ میلے کے نتیجے فراستہ دو ایمان و عمل کی رہا
میں زخم پر زخم کا رکھنے کیلئے مکون کی زین سوچتے ہیں۔ وہ
زخموں کی کلک بھیش کیلئے ختم ہوتی اور اب اسکا ابڑی العام
انپر جنت کا اتحادی سلائے کئے ہوتے ہے۔ لیکن یہ۔ یہ جو مسلمان ہیں
ہمارا کما انجام ہوگا۔ یہ سوال صدیوں نہایتیں گوئی رہتے ہیں۔

طاقت کے مقوی اعاظم

مقوی اعاظم نہ صرف ذمہ دار اور احصاب کی تقویت کے لئے جائز ہے، بلکہ عام جسمانی کمزوری کو فتح کر سکتے ہیں ایک ہماری ٹائپ کشاورت ہوا ہے۔ چند ہی خود رکھیں اپنا خاندان اثر بخرا کیا ہے۔ میں تو میں کی قیمت آنکھوں پر۔ محسوس ٹاک درد پرے ایک خدا کا پھر ما شہ۔

قومی دو اخانہ رفت اڑ دلیوند

مایوسوں کیلئے بنشاٹ

مفسد، مجرم، قاتل احمد علیخ۔ بخوبی بہادر صداقت کی گواہی دے گا۔ اگر آپ مدتوں ملنے معاجمیکے بعد مایوسی و انتشار کی (ندی) گزاری ہے ہیں۔ وقت کے تقلیض یا غیر ممتاز زندگی کے باعث جسم کی طاقتیں سُست اور نہ صالح ہو گئی ہیں پھر ایکسا رخداد کے بخوبی و سر پر ہمت کم کے سطوف پوچھ جویں رہا۔ تمہارے امر اخون کا خاص طور سے ملک ہوتا ہے ملکوہ رازیں حکیمیۃ الوسیعین علیہ السلام رکھے ہاتے ہیں۔ اسلام ننگر، ذات نہ دبجتہ۔ تشریف دلیوند

جندرہ روزہ گلداری "لکھنو"

ایسی پانچ بیس نزول کے شاندار افتتاح کے موقع پر ایک خاص تحریر جبوری ملکہ کو شائع کر رہا ہے جس میں جندرہ پاک اور عالم اسلام کے شاندار اہل استبل صفات کی بنند پا یا نگارشات مخفوظ قوام کی زینت ہوں گی۔

زور عظیم سالانہ محین روپے

تنے خربہ دوں کوہہ صرف یہ شاندار تحریر ہی مفت دیا جائے گا بلکہ عالم اسلام کے بنند پا یہ فکر ملامہ سید شیخ ارسلان مصری کی بنرد پا یہ تصنیف اسماہیہ والیہ ت

یعنی مفت پیش کی جائے گی۔

(اللهم اپنا سالانہ چندہ بیرونی میں یعنی اردو ار سال انسریوں میں چار مبتدا رکارڈ روزہ گلداری "سعادت گنجے لکھنو"

روزنگن اکسیر دماغ

روزنگن اکسیر دماغ کوئی معولی استہواری تبلیغ ہیں، میستی جڑی بلوٹوں اور مفسدہ اجزاء کا مرکب ہے جو درماغی قوت اور بیانوں کے لئے ٹائک کی جیشیت رکھتا ہے۔ رانی نزلہ کو دور کرتا ہے۔ بے خوابی درج کر کے میٹھی نیند لاتا ہے۔ درماغی محنت کرنے والا لوں کے لئے خاص تخفیف ہے۔

قیمت فی شیشی ایک روپیہ، ۸ پیسے۔

ڈاک خرچ ڈنر ہر دو پیسے۔

ہلال فارسی دلیوند

جبلام کار فرمائھا

(۴) اسی طرح حضرت عثمانؓ غنیٰ و حضرت عویشی بھی بلاطلب سلمانوں کی مجلس شوریٰ اور حجاجی انتخاب کے زریعہ عمرہ خلافت پر نامزد ہوتے ہیں۔ استیعاب فی معرفۃ الاصحیہ۔
یغیرہ من اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

(م) اسی طرح عمر بن عبد العزیز کا بھی انتخاب ہوا ہے۔
چنانچہ ایک فوج عام میں جس میں نبی امیر کے شاہی خاندان کے
نظام افراد موجود تھے اور علماء کرام امام شہاب الدین نزہری
امام سکوون وغیرہ بھی تشریف فراہم تھے۔ امام نزہری نے لوگوں
سے پوچھا کہ امیر المؤمنین علیا بن عبد الملک نے اپنی دعیت
میں ہر شخص کو خلافت کے لئے تامد کیا ہے اس پر آپ لوگ
راضی ہیں یا نہیں؟ سب سے اپنی رضا مندرجی ظاہر کی تو دعیت
نامندرج ہاگیا تو اس میں حضرت عمر بن عبد العزیز کا نام تھا۔

خلفاء راشدین عہدوں کے طالب تھے [ا] رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وَاللَّهُمَّ مَا كُنْتُ حِلَّا لِعِلْمِ الْحَمَارَةِ يُوْمَ الْوَلِيدَةِ
دَلَّ سَأْلَهَا اللَّهُ فِي سَعْيِهِ لِعِلْمِيَّةِ - (البداية والنهاية)
جلد سادس ص ٢٣٦) خدا کی نامہ امارت و خلافت کی بھجے ذرہ
برابر حرص و طمع نہ تھی اور رات یادوں کی کسی ساعت
میں بھجے اس کالا بچ نہیں آیا تھا اور نہیں نے اسکی آرزو
میں بھی کوئی دعا خدا سے کی خلوت و جلوت تین بھی بھی میں نے
خلافت کے لئے کوئی تھا سبھی نہیں کیا۔

حضرت ابو بکر رضی بیعت آن افانانہ بیوی کی کوئی سوچی
بھی ایکم پہلے سے تیار نہ تھی۔ حضرت ابو بکر نے اس نے
لئے کوئی فہما بنائی تھی۔ ایک ایں تین شخص سے جب حضرت
 عمر بن محبث کے سبقت کے ساتھ پہلے بیعت کر لی تو مرد حضرات
 نے بلا بکر بیعت کر لی تمام ہنچ کارہ مورا ختم بر گئا۔

(۲۵) اسی طرح جب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عزؑ کو خلیفہ
نامزد کیا تو حضرت عزؑ نے فرمایا الاجاجتی بھائی
خلافت کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا۔
ولیکن بھائیاں جاجت کی خلافت کی حاجت نہ ہے تو
نہ ہے، مگر خلافت کو تمہاری حاجت ہے اور فرمایا میں نے تم کو
خلافت نہیں دی، بلکہ خلافت کو تحسیں دیا ہے۔ تکمیل خلافت
سے زینت نہیں ملتے لیکن تم سے خلافت کو زینت ہوتی ہوگی۔
(اللہ بالامت دلائلیست جلد اول دسیرت عرصہ)

"عادل اداراتہ زمین میں اللہ کا سایہ ہے اور العادۃ پسند حاکم کو ساختہ جادوت لگز اور صدقیت کے اعمال کا ثواب ہے جائیداً" (منتخب کنز العمل جلد ۳)
مسئلہ اسلامیہ الشوریہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ

"سایہ" ہم جس لوگی عقیوم میں بولتے ہیں ظاہر ہے کہ اس کا تو سوال ہی اللہ جل شانہ کے معاملے میں پیدا ہیں ہوتا۔ خلیل اللہ (الشکا سایہ) ایک استعارہ ہے جس کا مطلب ہے رحمت و شفقت اور امن و عافیت۔ اللہ تعالیٰ کے رحم و رافت کی کوئی انہیا نہیں۔ جو بادشاہ عدل کرے وہ گواہیا کے لئے اللہ کے رحم و کرم کا ایک سٹھار اور آئینہ رحمت ہے۔ جو کوئی حکمرانوں کے بگاڑا اور سہماوپر پورے معاشرے کی اصلاح و فضاد کا بہت کچھ مدار ہے اور ان کے امور و کردار کا اثر دوڑ دوڑ تک پھیلتا ہے اسی لئے ان کے افعال خیر کا ثواب بھی زیادہ ہے اور اطوار فتح کا عذاب بھی زیادہ۔ ظالم و خائن حکمرانوں کے لئے سخت وحی بھی ہیں۔

حضرت علیؑ نے کیا خوب فرمایا:-

اَنِ الْعَمَالِ مُوَدَّاتُ الرَّأْيِ سکاری افسوس کی طور طرف کامرا
الَّذِي مُبِرِّهُ مَا دَى الْأَمْبَرِ تو ایک طرز عمل پر ہے۔ امیر الاصداق
إِلَى اللَّهِ مَعْزُورٌ جَلِّ فَادْعُوا کاروں کا افسوس بے کاروں
رَاهُ الْمَيْرُورَ تَعُوا۔ وہ میکے اور اگر امیر حسنے میکنے لگے
رَكْبُ الْأَمْوَالِ صَدَقَ کا افسوس بھی اس کی بھروسی کرنے
غناہی ہے کہ تجھت اور اپر بیٹھنے والا بادشاہ یا کوئی گروہ
جس طرز کے اصولہ و کردا کا حال ہوتا ہے ویسا ہی اثر اس کے
تجھت کا کرنسے والے عین حکام پر بیٹھتا ہے۔ مکون نہیں کو تھنڈے
گروہ تو صاحب کردا ہے اور مالزین مکومت کیسریہ کردا کوئے
روہ جائیں یا اس کے بر عکس سی قوم ملکیں بدل دغا، بخوبی
خوبی، بخاست، برکاری و خبر و علم ہے تو تجھ لو کر اس کا لامک اعلیٰ
یا اردو مقتند حسین زینتے خودم اور کرد ارسے عاری ہے۔
شیخ سعدی نے بجا زیماں:-

نیم بیضوں سلطان تہزاد ارادہ زندگانی شہزاد سیخ

امم گوں نے پکارا این سے میر بن عبد العزیز نہیں ہیں؟
آپ نے اپنا نام منستہ ہی دو تین بار انا لفظ و انا لفظ راجعون
پڑھا آپ کا نام پکارا گیا آپ نہیں استھنہ آپ کے باخدا و
بانوں ہیں اپنے باخدا کی محترمک لے گئے۔ باعچ زینہ کا
خبر عالمگر آپ تو اضداد و مسرے ہی زینہ پر بیٹھ گئے۔ (موقع الزہب)

یہ خلافت کا عہدہ جلیل پر انا لفظ انج پڑھ کر اپنے
روح و علم کا اپناؤ کرتا یہ میر تک خود رجما بلکہ لے جایا جانا اور
میر کے اوپنے زینتے پر زینتھا بچے ہی کے زینتے پر بیٹھ جانا
تلبا ہے کہ آپ خلافت سے کس درجہ بحال ہے تھے۔

جب سربر آراء خلافت ہوتے تو آپے جو خطبہ
ارشاد فرمایا اس کے الفاظ آج کے طالبین عہدہ کی صحیح
پذیری دو گھنٹت کیلئے کافی ہیں۔ "یہ امارت و خلافت
میر سے لئے سخت آزادی مرحلہ ہے۔ میں اس میں اب جتنا
کر دیا گیا ہوں اس کے لئے نہ میری راستے لی گئی نہ جھٹے
کچھ مشورہ دیا گیا۔ نہ میرے دل میں اس کے لئے کوئی ٹلبے
آرزو ہے۔" اس کے بعد فرمایا۔ اگرچہ میری گردن میں
امارت و خلافت کا قلاودہ ڈال دیا گیا ہے، لیکن میں اسے
اماروں ہوں۔ تم جسے چاہو خلافت کا عہدہ اسکے سپرد
گردد۔" تمام سماں میک زبان پکار اسٹھنے تک خود رجما
لو غفتا و رضینا حکلنا بلکث۔ یعنی آپ کو امیر المؤمنین
ہم سب چون رہے ہیں اور ہم سب کے سب آپ کے رضا
ہیں (البدایۃ والنهایۃ جلد تاسع ص ۲۷۷)

خلافت میں آپ نے وہ شاندار دوست قائم کی
کہ آپ کے متعلق جو لوگ کہنے لگے من کان قبلکم
کافیت الخلافۃ لضم زین دامت زین الخلافۃ
پہلے لوگوں کے لئے خلافت وحی زینت تھی اور آپ
خود خلافت کے لئے زینت ہیں۔ (البدایۃ والنهایۃ جلد سمع
روشنے سخن اُن خلفاء و ملوك کی درافت نہما جو خلافتے
یا ارشدین کے بعد ہوئے تھے۔

نظم سلطنت کا مدار عدل اماشت ہے۔
آنحضرت علی اکابر علیہ وسلم نے فرمایا:-

البراد شاہ حضرت ایک اندھم کی راہ سے حاصل کر لائے تو سمجھ لو کہ اس کے لشکری ہزار سو صاف کر جاتیں گے۔ ایک مرتب حضرت علیہ السلام فرمایا۔

”اسی آدمی کی شہرت اور شوکت بہترت جادہ۔“

چیز اس کی امانت، دیانت ہے اور دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ وہ کس حد تک دوسروں کے ناموس ٹھیک نہ ہے اور مقام و ممتاز کا پاس کرتا ہے۔ الگ و صفت کسی بھی ہو تو یہ شکر ہے قابل قدر آدمی ہے۔ داصلہ تباہ سہ اور مراحت وغیرہ طالک خارس کی تخفیخ کے بعد جب حضرت عمر بن کسری کی مرمعن تواریخ اس کا سنبھل کر بنت اور زبر جد عیرہ قمی تھمہ علیہ السلام کے نے تو حضرت عمر نے اپنے لشکر کی امانت داری پر خوش ہڈ کر فرمایا کہ جس قوم نے ایسی چیزوں کو ادا کر دیا وہ مسکر طور پر طہری امانت دی۔ حضرت علیہ السلام فرمایا۔ اُنکے عذبت فعquet الرَّعِيَةَ۔ اپنے کادا من اپنے وصاف ہے تو آپ کے عمل و رعایا بھی پاک دامون ہیں۔ (منتخب کنز العمال جلد چہارم ص ۲۹) و سیرت عمر لابن الحوزی ص ۲۹)

حضرت سالم بن عبد الرحمن عرضت نعمت علیہ بن عبد العزیز سے کہا داشاہنشل بازار کے ہے جس مال کی قدر ہوتی ہے وہی نال بازار میں آتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ جس صفت (مشعل امانت و دیانت حدل والفضافت) کی تدریک سے گھاؤ رعایا میں بھی وہی چیز عام ہوگی۔ (السیاست الشریعیہ ص ۳۷) واشہر مشاہیر الاسلام جلد اول)

امانت و دیانت کی چند مشاہیں

(۱) حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم خدا کو خود اپنے نفس پر بیت المال سے جو نظریہ لیکر آپ نے خرچ فرمایا تھا اس کی ایک ایک پانی اپنے حضن الموت میں حضرت عائشہؓ کو داں کرنے کی وصیت فرمائی۔ مذاہلہ امانت و السیاستہ خلد اول ص ۱۹ و اشہر مشاہیر الاسلام جلد اول ص ۲۱) نیزیہ و صیت زمانی تھی کہ میرے پاس علمائوں کے بیت المال میں سے ایک لونڈی اور دو اونٹوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ میرے مرنسے کے ساتھ

ہی یہ چیزیں عنصر کے پاس بھی ری جائیں۔ اور دیکھنا الگ کوئی اور چیز بھی نکلے تو اس کو بھی عنصر کے پاس بھیج دینا۔ حضرت کا جائزہ لیا گیا تو کوئی اور چیز آپ کے گھر سے برآمد نہ ہو سکی (طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۱۳۹) حضرت ابو بکر صلت

حضرت عائشہؓ سے ہر یہ صرف احتجاجی کہم نہیں المان

سے ہو جھوٹا غلطے کر دھایا اور موٹے جھوٹے کھڑے لے کر

پہنچے۔ اب یہ سے پاس بیت المال کی کوئی بیز باتی نہیں ہے

یہ غلام یہ اونٹ بیت المال بھیج دیتا اور ہاں یہ جادو بھی اپس

کر دیتا جو بھروسے استعمال میں ہے۔ (سیرت مغرب خطاب

لابن حوزی ص ۲۷) واشہر مشاہیر الاسلام جلد اول ص ۲۹)

حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت کا ایک بھی واقعہ لاحظہ ہے۔

دنات سے پہلے حضرت ابو بکر صلت اپنی صاحبزادی عائشہؓ

سے فرمایا تھا کہ میری نواس زمین سے فصل کاٹ کر جیس و منی

غل حاصل کریں۔ جب آپ کی دنات کا زمانہ ترقیب ہوا تو فرمایا

لے کے عائشہؓ نے تم کو جو عطیہ دیا تھا الگ تم نے زمین سے غلم

کاٹ کر اپنی تحریل میں لے لیا ہے تو وہ تمہاری طیکت ہے

لیکن اگر تم نے اب تک وہ غل حاصل نہ کیا ہو تو اب وہ مال ب

و ذرا کا ہے۔ (موطاہ موسویہ جلد اول ص ۲۴) اس

واقعہ سے واضح ہے کہ یہ حضرات اپنے معاملات میں لگنے

خدا ترس اور کیسے دیانت پسند و مسرا پایا امانت تھے۔

فتوحات عراق میں ایک قیمتی چادر حاصل ہوئی۔ حضرت

خالدؑ نے اپنے لشکر کے مشورے سے اس چادر کو حضرت ابو بکر ص

لے کے پام بطور حکمی بھیج اور لکھا کہ اسے آپ کے لئے روانہ کیا

جاء رہا ہے۔ لیکن حضرت ابو بکر صلت اسے اپنے لئے گواہیں

فرمایا۔ چنانچہ نتو خدا استعمال فرمائی تھا اپنے اپنے دعیال میں

کسی کے حوالہ فرمائی اور نہ اپنے رشتہ داروں کو دی بلکہ اپنی

مشورہ سے مشورہ کر کے اسے حضرت عصیان کو مر جنم فرمایا۔

(صہیون، اکبر ص ۲۹) مولفہ مولانا سید احمد اکبر یادی۔ بحول الفتح الباری

(۲) حضرت عمر بن علیؓ اپنے ایک تحسیلدار کی آمد پر بیت المال کے

غل سے ان کے کھانے کے لئے کچھ بخور دیتھیں۔ میرے ساتھ

نے کھانا شروع کیا اور کہا امیر المؤمنین آپ بھی کھا تھے۔

اپنے انکار فرمادیا تو اخھوں سے اہم امور میں مال میجاوڑہ کا دو حصہ پہنچتے ہیں کسی سواری پر تے ہر کسی کا گوش تھکانے ہیں۔ فریبا میں تھکانے مانند نہیں ہوں۔ تم لوگ خوبی صدقہ خانہ میں محنت کرتے ہو، ان جائز دل کی قدم کے ساتھ رہتے ہو۔ تم ان کے دودھ سواری وغیرہ سے فائدہ اٹھاد تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن میں مشجع تھکانے کیا تھی رکھنا ہوں نکلے ص ۲۸ تذکرہ الاسماہ جلد ثانی ص ۱

اس تذکرے سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر خراشانت دیانت کے نہایت بلند مقام پر رکھے ورنہ بیت المال کی فرمومت سے وہ بھی کم سے کم اتنی تو صبر و رسالت جو اپنیں ایک توسط درجہ کی آسودہ حال زندگی سے بہرہ دو رہتے تھے۔

اپنے انکار فرمادیا تو اخھوں سے نہایتِ بہتِ المال ملے جاؤ رہے
کا دوڑھ پیتے ہیں کسی پرسا و پرچتے ہیں کسی کا گورنمنٹ کھاتے
ہیں۔ فریلائیں تھے اسے مانند نہیں ہوں۔ تم لوگوں میں مولیٰ صفتیاں
میں محنت کرتے ہوئے ان جانوروں کی گوم کے ساتھ رہتے ہوئے
تم ان کے دودھ، سواری وغیرہ سے فائدہ اٹھاؤ تو کوئی
حرج نہیں ہے، لیکن میں بیٹھے بھلاتے کیا حق رکھتا ہوں
سبجان التخلاف فرست راشد کے حاملین کیسے امانت را
کیسے قدسی صفات لے گئے۔ حضرت عمرؓ کی دیانت دامت
پراس پہلو سے بھی غور کیجیے کہ وہ معمولی کپڑے کے ڈوچٹے
عام مسلمانوں کی طرح بیتِ المال سے یقین تھا جب بھٹک
جائتے تو اس پر موندوں کا تسلی جاتے۔ خطبۃ تجدید

چند تخفیف جو روز رو زنہیں ملتے

ریاض الصالحین	(از امام نوی شارح حملہ اور دو مع عربی دو مجلدات میں مکمل جملہ
حجۃ اللہ البالغہ	(از مشاہد ولی اللہ) اور دو مع عربی دو مجلدات میں مکمل جملہ
تبلیغ اپنیں	(از امام غزالی) صرف اور دو ترجمہ ایک جلد میں مکمل جملہ
تاریخ اسلام	(از اکبر شاہ تجیب آبادی) تین حصے جلدات میں مکمل جملہ
امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	(از مولانا مناظر احسن گلستانی) مجلہ
البرامکم	خلیفہ اور دو ارشید کے نام و نزد انجی خفیل و حضرت بریکی کی مفصل سوانح عمری جملہ
صحابیات	صحابی خود توں کے ایمان اور وہ حالات مجلہ
سفہنتر الاولیاء	(از دارالشکوہ) سلیمان اور دو ترجمہ اولیاء اللہ کے حالات مجلہ
نظام الملک طوی	اسلامی بیان کے مذہب خواجہ حسن نظام الملک طوی کے حالات مجلہ
شاہ بھائیں کے ایام اسیری اور عہد اور نگ ریب	محلہ
مخطوطات امام مالک	جنایا ب ہو گیا تھا اور دو مع عربی مجلہ
سرپرست سید احمد شہزادہ	(از غلام رسول تہر) مجلہ
سرکرد شہرت حجا ہدین	سیرت سید احمد شہزادہ ہی کا لکھ سبق بالذات حصہ مجلہ
سرپرست ابن مہشام	عربی کی تکمیل ترین تاریخ اور دو کے مبارزین موقوفہ صحر کے نام ارسال اللہ کے مکتب بگروی کا ذمہ بھی ملکہ بھی جلد و متن قبیلے خالد سیف اللہ
مولانا شبیلی کی شہود کتاب	راہب ایڈیشنل کی مستند کتاب اور دو بساں ہیں۔ - - - - -
المامون	ڈھانی روپے
ملکت شہہر جعلی دیلو بہش (لیو پی)	سواد و رہبہ

اسلام ایک منصف مزاج ہندو مفکر کی نظریں

زیادہ عرصہ نہیں گزر اگر لندن کی اسلامیک سوسائٹی کے اجلاس میں ایک ہندو کیل مشرار لے ہے تو نئے "اسلام" اور اجتماعی ترقیاتی "سوسائٹی" کے موضوع پر ایک مقاومتی کیا تھا۔ اس مقاومت کے بعض اقتباسات مقتدر ارشیمہ ایڈ جو نے "نوائی وفت" کے واسطے سے پیش کئے ہیں۔ ہم ان دونوں جو دیدوں کے شکریہ کے ساتھ انہیں بھلی میں بعت کرتے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء کے تھلی میں اذرقیر کے ایک فائل میں صاحب کے دو مذاہمین آپ مولا حظڑا چکے ہیں۔ فوجیا، کو اپر ملٹیو سوسائٹیوں اور تحریری اقٹھوں وغیرہ کے باشے میں جس قرع کی طرح خوش فہیمان انہوں نے ظاہر ذرا بھی تھیں وہ فی زمانہ بہت عالمی ہیں اور لکھتے ہیں مسلمان بھی اپنی سب سے صیرتی اور بے چبری کے تخت ہی خالی کرتے ہیں کہ معنوی شرح صود پر قرض دینے والے اداۓ غرباء کے لئے غیر مفتر قبیلے کم نہیں، بلکہ حقیقت اس کے بالکل بر عکس۔ ہے۔ اٹھادا و پیر سود پر قرض لیکر مکان میا لینا اور بخراہ بناہ جھوٹی طشیوں میں اسے ادا کرنا انظر یا ای اعذار سے حسین ہی گمراحتی دنیا میں اسکے عوایق و مانع عموماً بڑے تباخ، مکروہ اور اللہ مسلمان طریقی کرتے ہیں۔ حال حال صورتوں میں اگر بعض غرباء کو فائدہ پہنچ بھی جاتے تو اس کا ان آفتوں اور جیسا حتوں کے مقابلہ میں کوئی بھی درجن نہیں جس سے بیشمار مغربوں کو دچار ہونا پڑتا ہے۔ عامر عثمان

تفصیل کروں گا:-

(۱) کار دباری اخلاق (۲) عام اخلاق (۳) صدقی علما میں ہر عنوان میں اختصار برتوں گا۔ البتہ ساتھ ہی ساتھ مجھے اپنے بیانات کی تو۔ جو مثالیں بھی دینی ہیں تو مجھے چنیں کے پیش کے تجویات میں ملی ہیں۔ میں یہ بات صاف صاف کہنا چاہتا ہوں کہ میرا موضوع تقدیر اخلاق کا وہ اصلی مدعیار ہے جس کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم المرتبت سنتی نے بنا دالی تبلیغ کی اور جس پر انہوں نے اور ان کے سچے پیروؤں نے عمل فرمایا۔ پہ معيار اتنا اعلیٰ ہے کہ جو دعا مفتر کا ہر وہ مرد یا عورت تو جو مادرت کے سلاب میں غرق ہے اس کے مطابق زندگی

تین اسی سب ہیں جن کی بناء پر ایک ہندو اس سب میں پر تقریر کر رہا ہے۔ سب سے پہلا سبب یہ ہے کہ میں اگرچہ ہندو پیدا ہوا میکن کیون سے ہمیشہ مسلمان ہم سایر اور دوستوں میں رہا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندو مسلمان الگ الگ ہیں رہتے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ ہندو مذہب پر یا سردوں کو یہ نہیں سمجھتا اک وہ دوسرے نہایہ بکھر کر فراہیں یا لطف خوارت سے دیکھیں۔ رواداری اور غیر صرور سائی ہندو دھرم کے اساسی اصول ہیں۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ میں نے مذہب اسلام کا امطالعہ کیا ہے اور پندرہ سال سے اسلامی قانون کی پرکشیں کر رہا ہوں۔

تیس اپنے موضوع کو حسب ذیل تین عوامات میں

کاروباری اخلاق

سب پہلے کاروباری اخلاق کو بخوبی۔ بخوبی جانتا ہے کہ روئے زین پر اسلام ہی دہ اکمل ذہن ہے ہے جو صود کو حرام قرار دیتا ہے اگر آپ اس مفید ترین اور اعلیٰ اصول کا تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ مجده اقتضادی نظام انسانی کا داروغہ صود پر ہے، سماں سر غلط ہے۔ روپیہ ایک جاندار چیز نہیں، وہ دو گناہ گناہ نہیں ہوتا۔ ایک پونڈ خود وہ جانداری کا ہو یا سوئے کا جہاں کہیں اور جس زمانہ میں بھی پوچھا کسی طرح میں دو پونڈ میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک ہی پونڈ ہے کاڑا، وہ کسی بادشاہ کے ہاتھ میں پریا کا شست کا رسم کے ہاتھ میں پر، قوجی جنزوں کے ہاتھ میں پر، ڈاکو کے ہاتھ میں۔ یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام نے اپنے متعین کو صود لینے اور دینے سے منع فرمایا۔

خرص کی ایجاد کر دیجزوں میں صود تیزور عالیان پر بے رحمی کی بدترین شکل ہے۔ جس کا ارتکاب بادیتے سے مغلوب اور وحشیت سے۔ بے بہرہ جلوق احتمان پرندے اور کے ساتھ کرتی رہتی ہے۔ صود کے لین دین کے نتائج بہت دوڑ رس اور معاشرہ کے ذہنی سکون کو بُری طرح تردید بالا کرنے والے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ حاضر کے قریب میں کی رو سے ۲۸ فیصد کا نک سود لینا رہا ہے۔ شاید آپ حضرات میں سطحیں س باشکے دل قفت ہوں گے انگلستان میں ایک صود خوار ۸۳ فی صد تک پسند کا پسند فاؤنڈیشن مکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک شخص آج تو پونڈ قرض لیتا ہے تو سال بھر میں اس سے ۲۸ پونڈ دینے ہوں گے اور دو سال کذرا جانے پر زیر اصل سے نظر بیاد کنی رقم دینی پڑے گی۔

اس بہانے سود کی بدولت خامعین لئے خاندان تباہ ہو چکے ہیں۔ میں نے خود ایسے داعیات دیکھے ہیں جن میں ان صود خواروں کی وجہ سے تباہی آئی۔ جب کوئی شخص ان صود خواروں کے چنگل میں گرفتار ہو جائے تو شرح صود کی زیادتی کی بدو لست

تاد و مادر بھی ایسا ہو لے گا کہ حصہ جویں سا ہو کارے پچھے سمجھ دسالم تکلیف کے موجودہ زمانے کے ماہرین اتفاقیات میں کے کاروبار کی تعریف میں درطب اللسان ہیں، آخر کیوں؟ حصہ اس لئے کہ صود کے اصول کی وجہ سے ان کے ہاتھوں نہ ایک رقم لگ جاتی۔ سچان کی نہیں ہوتی۔ یہ صود کاروبار بھت ہی چیز بیان اور جاری ہے۔ جس کا تینجی ہے کہ حصہ اور خود غرضی اپنی انتہائی خود اشکل میں بھی ہوئی ہے اور اقسام علم ایک قدر عظیم کے لئے اگلی ہیں اور ہر وقت اپنے اٹھوں پیدا کی جوئی تباہی ہیں جو اگر تھے کہ لئے تھے ہیں۔

صود ایکس کا...!

تعمیری انجینیئر ایک اور ہمیکنیئر اس طبق ابتدا سے ضبط معلوم ہونے کے باعث بہت بھی سفید اور ضروری ادا اور سمجھی جاتی ہیں۔ اب میں آپ کے ساتھ ایک ایسی شال پیش کرو گا جو عمر پر حصہ بنتے والوں کو اپنے پیشہ کے مسلم میں اکثر مشہور ہے۔ ایک شخص نے ایک مکان بارہ صوں ٹھنڈیں خرید اور پیر سط پایا کہ وہ ماہ بہاء آن ٹھنڈی کی قیمتیں ادا کرے گا ان آن ٹھنڈوں میں حصہ سے زیادہ رعنہ بدل دس سالی کے صود کی رقم ہے۔ وہ شخص سات سال تک یہ قیمتیں کسی نہ کسی طرح ادا کرتا رہا۔ آن ٹھوپیں سال وہ بیمار پڑا اور ساتھ ہی اسے اپنے کاروبار میں خارہ ہوا اور وہ تین ماہ تک قیمتیں ادا نہ کر کا تعمیری انجین چو صود خوار ہی کی ایک شیطانی شکل ہے، ہر ماں پر تادوں خانہ کر کتی رہی، میں اس غرب مگر یا نذر خریدار کا قانونی مشیر تھا وہ بیچارہ شخص ہی ادا کرنے سے قاصر تھا۔ تادوں کا بارہ ہیں سے ادا کرنا مگر قوانین تادوں لگانے والے صود خوار حق بجانب تھے۔ انجام کارا انجین نے اپنے شپریں تادوں کو اس خریدار پر مقدمہ دار کرنے کی بنا بیت کی۔ میں نے ان کے پاس جاگر بنت اسند عالی اور اس ایماندار خریدار کی قیمتی صورت حال بیان کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ ”ہمیں افسوس ہے لیکن کیا کیا جائے قاعدہ کی پابندی لازمی ہے اور ڈاٹ کرکٹران جگز اس کے اور کچھ نہیں

حرستے نہ رہا بیب الادا سسونی دسسوں ۵ سسے سب رہ رکھیں۔ اس کے بعد انہوں نے مقدمہ دائرہ کیا اور بالآخر اس مکان کا تینصیل کر کے اس تھنی کو مع منہ سکھروں کے اس مکان میں جسیں میں ان کے سات پر مس گزدے تھے نکال باہر کیا۔

پھر ساری کارروائی اور وسٹ قانون جائز تھی اور بعض لوگ یہیں سمجھ کر ممکن کیا انسانیت اسی کا نام ہے، اگر سید کا اصول دہوتا تو تھنی زیر دھنیل آسانی ادا کر جو کہا ہوتا اور کہنی اتنی ہے جو اسے کام نہ لے سکتی۔ کیونکہ ایسی صورت میں کہنی کو سن کرنی ضرورت حسوس ہوتی اور مطبع دستیکر پڑتی نہ ہے، سخن اندک کو پریقد مر ملا کر کان پر تھہر کریں اور اس مکان کو پھر کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے بچ دیں جو یا قاعدہ اصل دسودا داکتا رہے۔ اسلام کے قانون کے مطابق یہیں تاجری پئے ہم مشین تا جریدہ و سرت کو روپیہ قرض دیتا ہے اور مقرض اس رقم کو تھنچ شکر برادر حسنی کو کے ساتھ واپس کرتا ہے۔ تیراں تو پھر اپنے اصول انسانیت کے اعلیٰ درجے پر ملے ہوئے اور سرور نبی کے اعلیٰ درجے پر ملے ہوئے اور اصول ہیں کہنی خالص ہمدردی اور تھہر ہیں اسی کو کوئی سخن بھی اپنے روپیے گو سودہر جو چل کر اپنی حوصلہ میں اخذ نہیں کرے یہ نظام ہر ہے کہ حبیب اکابری معاملات میں انسانیت برقرار ہے اس لئے حضرت محمدؐ کی خطیم المرتبت سنتی نے اعلیٰ اخلاق کے تحفظ کا اعلیٰ ترین اصول (خلوت صبحوں کی صورت میں) میان فرمادیا۔ اسلامی قانون میں خلوت صبحوں کے معنی یہ ہیں کہ اگر اکابر اور عورت جو ایک دوسرے کے بغیر حرم ہیں کسی جگہ اکٹھے اس حال میں پائے گئے کہ وہ تمہاریں اور اپنیں دیاں کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ تو قانون کے ظاہری اعتبار سے گویا وہ مردیک جرم ہوتے ہیں کہ مختار ہوں کہ میں نے کوئی قانونی القا اس تعامل کئے ہیں لیکن سلطاب کی خاصی وضاحت ہو گئی ہے۔ اب میں اسی برقراری کا مثال کو پھر بیان کرتا ہوں۔ جو لوگ علم برقرار کے اصول سے واثق ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ہر قی روشہت اور

انسانی ارزی بھی طور سے ایک تکمیل اخلاق ہے۔ آپ

یہ کہا وہ سختی ہو گئی۔ ”برادر دستی میں کمی تو کچھ بھی نہ گی۔ اگر شذرینی میں ای تو کچھ حلا کیا اور اخلاق حلا کیا تو سب کچھ جلا کیا۔“ ایک انسان غیر اعلیٰ اخلاق کے ایک درجہ سے برقرار رہیک رہا اپنے سے زیادہ تقاضاں پہنچانے والا ہوتا ہے تاہم اس لئے حضرت محمدؐ کی خطیم المرتبت سنتی نے اعلیٰ اخلاق کے تحفظ کا اعلیٰ ترین اصول (خلوت صبحوں کی صورت میں) میان فرمادیا۔ اسلامی قانون میں خلوت صبحوں کے معنی یہ ہیں کہ اگر اکابر اور عورت جو ایک دوسرے کے بغیر حرم ہیں کسی جگہ اکٹھے اس حال میں پائے گئے کہ وہ تمہاریں اور اپنیں دیاں کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ تو قانون کے ظاہری اعتبار سے گویا وہ مردیک جرم ہوتے ہیں کہ مختار ہوں کہ میں نے کوئی قانونی القا اس تعامل کئے ہیں لیکن سلطاب کی خاصی وضاحت ہو گئی ہے۔ اب میں اسی برقراری کا مثال کو پھر بیان کرتا ہوں۔ جو لوگ علم برقرار کے اصول سے واثق ہیں اپنے بعض نے شاہ ہو گا کہ،

بیں چہدھار کے سودا خواروں کی شفاقت اور خارج از انسانیت کا رروادیوں کی شفاقت اور سکتا ہوں۔ اسلام کے حقیقت ہوتے ہیں لوگ مجہب عجیب طریقے رکھتے ہیں اور یہ ہے کہ ایسے ہیں جو اسلام کی اس اصل اور بے اگل کل کامطا العکر کرتے ہیں۔ جو اس کے ضعیفہ باعث داسے اور بعض زبانی پروردی کی اُمیزش سے پاک ہے۔ کارروائی اخلاقی کے بعد ہم ”صنفی اخلاق“ کے موضوع کو لیتے ہیں۔ آپ میں سے بعض نے شاہ ہو گا کہ،

موجودہ زمانہ کا رد ارجح ہے کہ فوجان مرد و عورت سکھتے بن دوں پھر تر رہتے ہیں اور جب چاہیں بلا کسی پاری کے باہم ملتے ہیں۔ یہ رواج دنیا کی موجودہ غیر اپلٹین ان بخش حالت کا ذمہ دار ہے صرف گھٹ رہی ہے اور یہ صیغہ بڑھ رہی ہے۔ میں نے الگستان میں اپنی توہ سالہ پر لیٹس کے دوران میں بہت سے ازدواجی مقدموں میں پیر دی کی ہے جوں میں فرقیں زیادہ تر انکر رہتے۔ اس لئے میں بیان کر سکتا ہوں کہ ان زوجین کی زندگی جو اخلاق کے اقلی معیار پر عمل پیرا نہیں ہوتے کتنی تاخوشگار ہوتی ہے یعنی مسلمانوں نے بھی اپنے نہ ہبہ اور اس کے اعلیٰ معیار کو بھلا کر لیتے ہیں صحت مولی ہے۔ افراد کی اور ان کے توسط سے اقਰام اور دنیا کی صحت اور صرفت کا دار و دمدار اخلاق اور اس کے اچھے اور عدمہ معیار پر ہے جو کاروباری زندگی اور خانگی زندگی دلوں میں برداشتے، اسلام اس معیار کو یہم پہنچا لیتے۔ یہی تناہی کہ ہر مسلمان پیچا مسلمان ہو جائے کیونکہ اس وقت اسلام زیادہ پھیلے گا اور دوسرے نہ ہبہ سے پسیع تراس کی اشاعت ہوگی۔

علم اخلاق

اب میں چند باتیں علم اخلاق سے متعلق کہوں گا اسلام ہی وہ نہ ہبہ ہے جو ہر ٹسم کی لشأ اور چزوں، شراب دفروں کو منوع قرار دیتا ہے۔ موجودہ زمانہ کی دنیا خصوصاً انتی پر نیا جان چکی ہے کہ روزمرہ کی زندگی کی بہتری اسی میں ہے کہ شراب صیغہ بُری چیز سے احتراز کیا جائے۔ اسلام اپنے نئے دلے کو کسی حال میں اور کسی رسم کے موقع پر شراب پینے کی اجازت نہیں دیتا۔ شراب کی خرابیاں یکجیت چیزیں اتنی زیادہ معلوم و معروف ہیں کہ ان کی تفصیل کی حاجت نہیں۔ ہر سال اس کی بدولت سکنے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔ سکنے سمجھیے اور ہر ہمارا شما صورت شروع ہی میں اپنے مفہوم کا زمانہ لئے

یہ دو ممی ہیوی ہے۔ یہ دلوں میں باہم ملے یہ سلسلہ ہمہ وقت تیار اور بے تاب وہی ہیں۔ جب تک ان دلوں کے مابین خاصاً ناصلہ رہتا ہے یادوں کو علیحدہ رکھنے والی کوئی چیز موجود ہوتی ہے۔ اس وقت تک یہ دلوں اپنے اپنے خل میں دوڑتی رہتی ہیں لیکن جوں ہی علیحدہ رکھنے والی چیز مشاہدی جاتی ہے یا اسی ناصلہ ایک خاص حد تک تکم کر دیا جاتا ہے فوراً دلوں ایک دوسرے کی طرف لپکتی ہیں اور شعلہ سدا پر جاتا ہے اس موقع پر چاہے ساری دنیا مل کر شعلہ اُنٹھنے کی دعا کرے تب بھی اس سے کچھ حائل نہ ہو گا۔

نظرت کا اصول

ہر چیز کے لئے نظرت نے قانون اور اصول مقرر کر رکھے ہیں۔ قانون توڑو گئے تو اس کا انعام بھی بھکتو گ انسانی اور اخلاقی دنیا بھی اُن قوانین سے اسی طرح جلوہ ہو ہے۔ جس طبع جسمانی دنیا بنا بریں جلوہ تھی جو ہی کا اعلیٰ اصول مرد و عورت کو اس قابل بنا ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ ترین اخلاق کو قائم رکھیں۔ یہی دو اصول سے جس کے مطابق یورپ میں لوگ فوجوں کو علیحدہ رکھنے کے لئے "حافظ عورتیں" رکھتے ہیں۔ اسلام ان لوگوں کی ہرگز بہت افزائی نہیں کرتا جو اچھا اصول نکو قدم اور دینا سی کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے مانا۔ کہ اب بہت سے مسلمان سے مسلمان ہیں اور اسلام کے اعلیٰ معیار کے حامل ہیں۔ لیکن یہ امقداد نہ صرف یہ بتانا ہے کہ اسلام میں ایک ایسا معیار موجود ہے۔ کون شخص ہے جو دنیا میں بد اخلاقی کے سیلاب کی روز افرزوں زیادتی سے جس کا نتیجہ دنیکے روز افرزوں زوال کی صورت میں نکل رہا ہے بے شتر ہے ۹ وہ دن درہ نہیں جب ہیں باوجود اس کے کہ ہم دنیا میں اہم اور معزز حیثیت رکھتے ہیں ان لوگوں کی حاقدت کا حیازہ بھکتا پڑے گا جو اخلاق کے اعلیٰ اصول

وِجْدَ وِسْمَاعٌ ۱

عُرسُ قواليٰ کی حقیقت کیا ہے؟ دین میں کس مجماع کی اجازت ہے اور کس کی نہیں؟ وجد کیا ہے؟ اس طرح کے موالات کا جواب شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے حقیقت نگارنامہ سے۔ ایمان افراد میں لفظ مدیر تھی کا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

مکاتیب زندگی

مولانا ابوالعلی مودودی - مولانا امین حسن صلی اللہ علیہ وسلم اور طفیل احمد کے در خطوط جوانخواں نے جیسے کچھی قیمت درود پر

مکتہبہ تخلیٰ دیوبند۔

حیات سے حرم بڑھے ہیں۔ اسلام میں اس پستہ دی و بھی تھی کے ساتھ قابل تحریر تھی کہ حکم دیا گیا ہے۔ ایک پچ سالانہ مکمل ترویجیں کہ وہ اپنی دیواروں پر رکھیں اور تصویریں لگاتے زندگی کی سادگی اس کا اعلیٰ ترین مقصد رکھا گیا ہے۔ یہ میں پسندی ہے جو لوگوں میں تفریض و انتی اور امیروں کو خود غرض اور غریبیں اور تھقوں سے بے پرواہی ہے جو کوئی غرب میں ہو رہا ہے اس پر نظر ڈالنے۔ میں یہ ممکن سے کہ ایک دولت سے لے اچھندا امیر لندن کے مشرقی حصہ میں ایک غریب بھائی رکھتا ہو۔ مغربی حصہ لندن کے تمام تھیٹر، سینما اور ریسٹورانٹ ہر روز بھرے رہتے ہیں۔ درآں حالیکد لاکھوں آدمیوں کو کھانا اور ضروری کپڑا میسر نہیں ہوتا لیکن یہ صورت حال طبعی اور صحیح تھی جاتی ہے۔ افسوس حضن ذاتی مفاد کے لئے انسان کتنی بڑی طرح انصاف اور راستی کے مقابلہ کر توڑ مروڑ دیتے ہیں۔

فوری آرام اور تسکین کے لیے

جو شہينا

طبیب یونانی کے مشہور تاجر جو شاندہ کا ایک سرکش جوششمندا زکام کا مکمل جلاج ہے یہ سانس کی نایبوں کو کھوئی ہے۔ جھاٹی چینیکوں اور جرالت کو روکتا ہے۔ اور تسکین بخش کرتا ہے۔ ہیئت ایک شیشی پتھر پاس رکھیں۔

ہمدرد دو اخانہ و وقت
دہلي - کابنہر - پنجاب



اکٹھ مقالہ تا خاطر

(جناب عبدالوحید صاحب، اذ گھر انزالہ)

کی اجتہادی غلطی بھی اس درجہ سعی اور اثر انداز ہوئی کہ خیر القرون کے مسلمانوں میں جس تدریبی سیاسی نسبتے اور خرابیاں پیدا ہوئیں اگر ان کو اس غلطی کے نتائج اور اثرات قرار دیا جاتے تو اس کا کوئی جواب نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم حضرت علیؓ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے شرف و نیجہ اور قرب الہی میں مقام بلند کی وجہ سے ان نتائج کو آپ کی غلطی کی طرف نسبت کرنا گوارہ نہیں کرتے، لیکن اس سے اصل حقیقت تو نہیں مرد جاتی۔ اسی اجتہادی غلطی نے صحابہ اور عام مسلمانوں کی حضرت علیؓ کی خلافت سے بیرون اور حضرت معاویہ کا طرف رارہنایا اور اسی غلطی نے حضرت عثمان، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور عام مصحابہ رضی اللہ عنہم برطعن کا درجہ ازہ کھولا۔ حضرت علیؓ کی اس اجتہادی غلطی کی تصحیح تو جیہے نہ اب تک ہو سکی ہے اور نہ آئندہ الیسی توجیہ کی امید ہے۔ جیسے مسلمانوں کے تمام کتبہ تسلیم کر لیں۔ اسلئے کہ جن افراد کے ساتھ ان معاملات کا تعلق ہفاظ عرصہ ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ چکے ہیں۔ وہ اسکے ظاہر و باطن سے باخبر اور ان کو حزادیت دالا ہے۔ ہمارا نتوان معاملات کے تعلق سے نہ ان کی نسبت ہم سے باز پرس، اور نہ ہمارے پاس ان دلائل کی حقیقی دجوہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہے۔ ہم تو ان کی نسبت صرف حسن نظر اور اس دعا کے مکلف ہیں۔ سرمتاً اغفرنا لَنَا وَلَا تُؤخِّرْنَا إِنَّا لِذِكْرِهِ مُسْتَأْنِدُونَ اَمْنُوا اللَّاهُمَّ اَمْنُوا اللَّاهُمَّ

تعجب ہو۔ جناب ماهر القادری جیسا ہمیں وہی آدمی بھی پرستی کے سے اس قدر متاثر ہو سکتا ہے کہ کسی مسلمان بیٹھ تھیں کے وقت اصلی اور بنیادی امور سے غافل رہ کر فرد ملت میں اُبھجھ جاتے۔ حضرت معاویہ اور حضرت علیؓ اللہ عنہما کے مشاجرات میں مشتبہ یا مشناسع فی الحال یہ نہیں تھا کہ دونوں بزرگوں میں سے افضل کون ہے؟ اور نہ اب تک اہل سنت میں کسی صاحب علم کو اس سے اختلاف ہے کہ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ سے بدر جہا افضل ہیں۔ حضرت علیؓ تو حلقة شام کے ہم مرتبہ ہیں لیکن حضرت معاویہ کو وہ مقام حاصل نہیں اور فضیلت میں حضرت حسینؑ اور زین الدینؑ کے مقابل کا لوگوں اہل سنت کے عوام میں دو جم جھی نہیں گزرا ہو گا جو جماں یکان میں مسافت یا حضرت حسینؑ پر زبرد کی فضیلت کا کوئی خاصی بھی ہو۔ نہ صحابہؓ میں کوئی ایسا شخص تھا ان تابعین میں اور نہ تبع تابعین میں اور نہ بعد کے زمانوں میں۔ اہل سنت میں اہل بیت کی فضیلت بُو امیسیر متفق علیہ ہے۔ بھروسہ اہل پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں جب ان حضرات میں اختلاف پیدا ہوا تو صحابہؓ کی کثرت اور ان کی اتباع میں عام مسلمانوں کی اکثریت نے حضرت معاویہؓ کی طرفداری کیوں اختیار کی اور حضرت علیؓ کے ساتھ ای اختلاف کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر کسی آدمی کا مقام و مرتبہ بلند ہو اکرتا ہے اسی قدر اس کی غلطی اور بغرض زیادہ وسیع اور موثر ہو اکرتی ہے اس سلسلہ لازماً حضرت علیؓ

یہی پڑھی ہے جو اس صور پر سو اندھروں اور قوت دا اسلام
کے ہوتے ہوئے بھی کمی ادنیٰ سے ادنیٰ اسلام کے خون کا ایک
ظرف گرا نہیں کیا گوارا نہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت
بھی کچھ کم درجہ کی نہیں، لیکن کتنے مسلمانوں کا خون گرانے کے
بعد ۹ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی نزاع صرف حضرت
عثمانؓ کے فصاوص اور اس آئینہ کی پر عمل کے مطابق پہنچتی تھی۔ اب
آئر القادری صاحب ہی تباہی کی صحابہؓ تابعین اور عامت
مسلمین اس حکم الہی کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں۔ حضرت علیؓ
اور اپنی بستیؓ کا انتہائی شرف و مجد ہے۔ تنہ امت پر انکی
فضلت ہے۔ لیکن قرآن کریم اور فرقہ الہی کی بھی تو پھر حیثیت
ہے۔ لیکن قرآن کریم کی اسی حیثیت کے احساس ہی نے تو ایک
فرغت کو قرآن کریم کی تحریف کا تالیق پہنچ پر آمادہ نہیں کر دیا۔
یہ صحیح ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کے ہم خیال صحابہؓ کی نیت اور
آمادہ تھا صاف یعنی کا تھا اور وہ اس بابت حالات کی ہواقت
کے منتظر ہے۔ لیکن ڈا سایاب ہیتا ہوتے اور نہ حالات کا حق ہوتے
دوسری جماعت جانتی تھی کہ حضرت علیؓ نے قول خلافت کیلئے
جردہ افتخار کی ہے وہ ملظہ ہے۔ یوراہ نہ حصول اس بابت کے
مقدمہ ہے۔ زمروں افاقت حلالت کے لئے سازگار بلکہ یہ ان مقام
کے خلاف ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جب حضرت علیؓ کی اس لغزش کی توجیہ صحیح کی کوشش
کی گئی تو ایک گروہ کا ذہن حضرت عثمانؓ کی لغزشون کی طرف مائل
ہوا۔ ان کے عویب و نقاویں چنے گئے اور نوبت پہنچ کی پڑھی
کہ ان کے قتل کا جائز ثابت کیا گما اور چونکہ ان کی خلافت کے
انعقاد کے وقت ان سے یہ عذر لیا گیا تھا کہ اس وہاں خلافت کو
شیخین کے طریق پر انجام دیں گے اور وہ عملاً اسی طریق پر کارہند
تھے۔ اس لئے حضرت عثمانؓ کو خطہ کار قرار دینے کے لئے شیخین
کی خلافت پڑھنے اور حرف لگیری کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اور
ان کے معاف و مثالب چھانٹنے کا دروازہ ٹھلا۔ لیکن یعنی خون کی
خلافت پر تمام صحابہؓ اور عام مسلمان تھی۔ اس لئے ان کی
خلافت کے عدم جائز کے اثبات کے لئے معاذ اللہ تھا۔ صحابہؓ
کے ارتداویغروں کا تالیق ہونا پڑا۔ حضرت علیؓ کے وصی۔ خلیفۃ

سرپ ۵ ۱۰۳ جمادی بھادی کی یہی ہے۔ اپسے
باغیوں اور حضرت عثمانؓ کے قاتلین کے ذریعہ خلافت
تقولی کی اور قرآن کریم کے اس حکم کی تعلیم نہ کریں۔
کیا آپھا اتنا ہے۔ اہمتوں اکتب علیکمُ الْقَضَاءِ
فِي الْقِضَى الْأُخْرَ بِالْحُكْمِ فَإِنْعَذَ بِالْعَذَى إِذَا لَمْ يَعْلَمْ
بِالْأَعْذَى الْأَيْمَنِ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ آیت حکوم
کھلی۔ گفت علیکمُ الْقَضَاءِ اس کے الفاظ میں کہا بت
قصاص اور علیکم کے مفہوم سے بھی وہ دافت تھے۔ حضرت
عثمانؓ کم از کم ایک مسلمان تو تھے ہی، ان کے قابل بھی حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے زیر اقتدار تھے۔ حضرت علیؓ کی خلافت
بھی صحیح اور علی مہماج نبوت تھی اور وہ حکم شرعی کی تغییر
اجرا خلیل قصاص وغیرہ کے مکلف تھے۔ حضرت معاویہؓ اور
ان کے ہم خیال صحابہ رضی اللہ عنہم کا مطابق بھی حضرت علیؓ
سے اس آئینے کی پر عمل کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ حدیث خلافت
بھی اتنی تبلیغ نہ تھی۔ کہ اس پر عمل کا موقنہ نہ ملا ہو۔ قصاص
میں قتل ہونے والوں کی تعداد بھی جنگِ جنگی متفقین اور
جنگ بہرہ اور مقتولوں سے زیادہ نہ ہوتی قصاص میں قتل
ہونے والوں کی طرف سے اپنے قتل ہونے یا ایذا ارسانی کا
خطرو اور خوف کا حساس بھی آپ کو نہ تھا اور اس عدم
احساس ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ شہید ہوتے۔ ان حالات کے
باوجود حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کا قصاص نہ لے سکے اور
اس آیت کی پر عمل نہ کر سکتے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت
عثمانؓ کا اپنے حماصرہ کے دلوں میں حضرت علیؓ پر اس
فتر کی نسبت بار بار خطاب اور استعانت اور اس پر حضرت
علیؓ کی خاموشی، پھر حضرت علیؓ کی خلافت کے انعقاد کے
وقت حضرت حسینؓ کا حضرت علیؓ کو قبول خلافت سے روکنا
اور حضرت علیؓ کی ابو موسیٰ اشتری کو حکم بنتا تے وقت کی ان سے
گھشتگر۔ اس امر کے صریح فرضیہ ہیں کہ حضرت علیؓ اپنے احتجاد
میں فاطمی پر تھے اور وہ اس علیقی کو محسوس کر رکھے تھے، لیکن اس
وقت بے بنی تھے۔ حضرت حسینؓ کی شہادت بیشکار یہ عقیم
سامنے ہے، لیکن وہ ایسی شہادت کے سفر تھے اور مفتام پر

ہمدا سکلماں ہی خانہ بھلی روشنی سبتو والتد تعالیٰ نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش بھی تظیر نہیں فرمائی۔
 (۳) وَ لَرْعَنَامَا فِي صُلْدُورْ رِحْمٍ وَ قَنْ خَلْجَرْتُ مِنْ
 تَحْسِمْمُ الْأَدَهْ حَمَارُ الْأَيَّهْ جنت میں وہ سب صاف دل اور
 بھائی بھائی بن کر عیش و میرت کی زندگی بسبر کریں گے۔ جنکو ہم
 ظالم مجھتے ہیں۔ وہ قوا حکام الہی اور اطاعت کی تکمیل کے
 عدم و قصد میں اچھا دل اور حجد کی بناء پر اور جن کو ہم
 غلطیوں مجھتے ہیں۔ وہ ظلم۔ صبر اور شہادت کی بناء پر باخور
 ہوں گے۔ جنکہ ان کی نیکت نیک اور قصد دار ارادہ صحیح
 تھا۔ ان کی غلطیوں اور لغزشوں کو رحمت الہی طاری بھی۔
 اپنی سنت تو پفضلہ تعالیٰ اسی ملکے پا بنتیں۔
 لیکن سلاماں ہیں ایک گروہ ایسا مر جو سے جوان مشاجرات
 کو پول کر کر بازاری اور لعن مسلمین کو نہیں فرضیہ بھی کر رشت و شتم
 صحابہؓ کا مر تکب ہوتا ہے اسے لوگوں کی رانعات میں ہست
 کو بھی کچھ کرنا ہی چاہئے جن لوگوں کے ذریعہ میں دین پہنچا۔
 ان کی نسبت سبتو و شتم اور یہ گولی میں کچھ خاموش رہا
 جا سکتا ہے۔ اس بناء پر الگ خود عباسی نے اپنی تھیں کے
 مطابق ”خلافت معادیہ و نیزید“ میں نہایت معقول
 اندیزیں اس امر پر کچھ لکھا ہے تو اس پر اس قدر امناف
 کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ یہ شک حضرت علیؓ نظر ا
 حصینہ اور تمام اپنی بیت فضیلت کے اعلیٰ مرتب پر
 فائز ہیں۔ لیکن ان کے مقابلہ میں حضرت عثمانؓ اسکے
 پیش رو اور ان کے طرف دار اپنے صحیح اور شرعی
 مطالبہ میں حق پر ہونے کے علاوہ فضیلت میں بھی بیرون
 سے کچھ کم نہیں۔ ایک آدمی اپنی خلافت کی حفاظت و
 استحکام کے لئے ہزاروں سلاماں کا خون ہانا جائز
 سمجھتا اور ہمایا ہے اور بالآخر شہید ہو جاتا ہے اس کے
 مقابلہ میں دوسرا آدمی اپنی جان اور اپنی خلافت کی حفاظت
 کے لئے مسلمان کا ایک قطرہ خون گرانا بھی گوارہ نہیں
 کرتا اور اسی حالت میں شہید ہو جاتا ہے کیا آخر حصہ
 کے نزدیک دلوں مسادی ہیں۔ حل بستوبان مثلث

بلا اصل اور علقوں نہ لئے کہ حلاقت کا عصب اسلام کے حصہ دفعہ
 ہوئے۔ اس کے پیش دوسرے گروہ کا ذہن حضرت علیؓ کی اس
 لغزش کو اجتہادی غلطی مجھے کے بجائے اسے حضرت علیؓ کا فہمد
 عدم قرار دینے کی طرف منتقل ہوا اور انہوں نے حضرت علیؓ کو
 خلیفہ برحق کے خلاف سازش اور تسلیم میں شرکت اور اس
 تسلیم پر غاشی اور راضی ہونے کا الزام لگایا اور اس میں بالآخر
 کے نتیجہ میں معاذ اللہ حضرت علیؓ اپنی بیت اور ان کے طفیل افراد
 کے ایمان نکتیں کلام کیا اور ان پر طعن شروع کر دیا۔ یہ
 دونوں گروہ گروہ ہیں اور بنیادی طور پر حضرت علیؓ کی اس
 اجتہادی غلطی کو اپنے کا عدم و قصد تسلیم کر دیتے ہیں۔ فرق صوف
 یہ ہے کہ پہلا فرق اس عدم اور قصد حضرت علیؓ کو حق پر
 سمجھتا ہے اور دوسرا اگر وہ ان کے گراہ اور فاسق و مرتباً غزوہ
 قرار دیتا ہے ہمیکا گروہ فرط عقیدت سے گراہ ہے اور
 دوسرا افراد بعض سے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کی نسبت پیشیوںی فرمائی تھی۔ افسر اساطیر فرط اور غلو
 ہم جگہ بر اپنے صحیح اور معتدل را وہی ہے جو اپنی مدت
 نے اختیار کی و حصمت اپنیا کے ساتھ خصوص ہے۔ باقی
 تمام انسان غلطی اور خطاء سے ملوث ہیں۔ کم ہو یا زیادہ اپنے
 اپنے اجتہاد میں تمام صحابہؓ کا مقصد اطاعت اور رضا بر
 الہی تھا۔ اس اپنے اختیار اور استعمال میں غلطی ہوتی۔ جس کے
 نتیجہ میں یہ واقعات روپیا ہوئے۔ ہمیں صرف یہ لمحظہ کھانا
 چاہئے۔

(۱) تَلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهُمَا الْكَسْبَ كَمْ
 مَا كَسَبُوكُمْ وَ لَا تَسْكُنُنَّ عَمَالَكَ لَمَّا كَانَ اِيَّمُكُمْ -
 الگریم صحابہؓ کے مذاقات میں قول و عمل اسکوت اختیار
 کوئی نہ ان کی نسبت ہم سے کوئی پرسش نہ ہوگی اور الگریمین
 اپنے قول یا فعل سے کسی سبم کی مداخلت کریں گے تو اس کے
 سے جواب دہ ہوں گے۔

(۲) ذَلِكُ شَاعُ اللَّهُ مَا افْتَدَى اَوْ لِكُنَ اللَّهُ يَعْلَمُ
 مَا يُبَرِّئُ اور مَا شَاءَ اللَّهُ مَا كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَاءُ
 لَمْ يَكُنْ - جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی شیعیت اور ارادہ سے

حضرت کی سچے پرستے اور اس کا نام۔ جو سے اور
ملتے وہ بھی تھے کہ قصاص فرض ہے۔ سوال اجتہاد کا ہیں
اس فرض کی عملی ادائگی کا تھا۔ ان کے لئے بھی تھا
اس فرض کو ادا کر سکیں۔

رہاگر وہ قاتلین کے ایسا اصرار پر حکومت قبول
کرنا تو یہ بھی فی الواقعیت اجتہادی فعلی ہیں تھیں بلکہ حسن
طن سے کامی بھجو تو ماننا پڑے جا کہ ایک جرأت عظیم تھی
ایک ایسا اقدام تھا جو حضرت علی رضی ہے دل گردے دارے
کو زیب دیتا ہے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ جن میگیں حالات
میں وہ مدد خواحت پر قدم رکھتے ہیں ان میں اُن کی
ذات شک اور ملامت کا فشاذ بنے بغیر نہ ہے گی۔ پھر بھی
خلافت بیول کر لینا اور اسلام کو فتنہ و انتشار سے بچانے
کی خاطر اپنی ذات کو طعن و اشتباه کے تبریز کی باڑھ پر
رکھ دینا عزیمت وہم تک صبر ازما مظاہر و تھا۔ اس میں
ان سے اجتہادی فعلی ہیں ہوتی۔ اس وقت ان سے بہتر
کوئی آدمی ہیں تھا جس سے مدد خواحت کو زینت ملتی۔ وہ
ذمہ داشت، شجاعت، تقویٰ اور زہد پاہ مردی میں اپنے امیقت
کے ہم عصروں میں سب سے بڑھ کر تھے۔ وہ یہ نیت رکھنے میں
قیام بھاپ تھے کہ میں اسلامی انسان کے لرزہ براند اور فسروں کو
گھرنے سے بچاؤں گا اور معاشرے میں جو نئے فتنے سر
آجھا رہے ہیں انھیں بچوں سے اھاڑ پھیکوں گا۔

چھروہ کو نسا اقدم تھا جسے اجتہادی فعلی تصور
دیا جاسکتا ہے؟ — اس سوال کا جواب دیتے ہے جو
عاجز بارہ اندر از مدل بدل کر کے چکا ہے۔ یعنی تمام نعمتوں کا
سرچشمہ تباہت کی قیادت و سیادت کو سمجھنا اور امیر عاویہ
کو الکم معزول کر دینا یہ تھی حضرت علیؓ کے نکر و اجتہاد کی
لغز۔ انسان کتنا ہی بڑا انشور کیسا ہی بذری اور کتنا ہی
دور میں پڑیں اگر اس کے دل و دماغ میں کسی شخص یا گروہ کے
پاسے میں تعصب جائز ہو گیا ہے تو چھرخت مشکل ہے کہ
وہ اس شخص سے متعلق معاملات میں اعلیٰ درجے کے الصاف
اور حقیقت پسندی کا ثبوت دے سکے۔ حضرت علیؓ کو

بیٹھ دلوں سہیں اور دو دلوں اپے اپے بھظر اور
اجتہاد میں بلند مقام پر فائز ہیں۔ حضرت عثمان بن نون مسلم
کے اخترام اور حضرت علیؓ مسلم اخداد کی نکریں ہیں اسلئے
دو دلوں ماجور ہیں۔ جب دو دلوں ما جو ہیں تو ان دونوں
کے حامی صحابہؓ کیسے قابل ملامت ہو سکتے ہیں۔ باقی دوی
حضرت معاویہؓ کی خلافت تو حضرت حسنؓؑ کی بیعت کے
بعد اس کی صحت میں کسی کلام کی تجھاشی ہی باقی نہیں
رہی۔ رضوی اللہ عنہم در حضور عنہ - حضرت عثمانؓؑ
نے اپنے دامن کو خون مسلم کی آلوگی سے چاکر شہادت حاصل
کی۔ یعنی حضرت علیؓؑ اپنے دامن اس آلوگی سے نزدیک سکے
حالانکہ حضرت عثمانؓؑ کو شرعاً باغفت کا حق حاصل تھا۔
اور حضرت علیؓؑ کو قصاص میں کامطا لبر پورا کر دیتے تو غالباً
کی نوبت ہی نہ آتی۔

تجھی

اس مضمون سے ہم قدرے کے اختلاف ہے۔ نہ صحنون
نگار حضرت علیؓؑ کی اجتہادی فعلی اسے قرار دیتے ہیں کہ اخونے
حضرت عثمان کا قصاص نہیں لیا، بلکہ یہ ذرا سبھم اور خیر منظر
بات ہے۔ قصاص بے شک نہیں لیا گیا، بلکہ اس کا نعلق
بھجو یوں سے تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ حضرت علیؓؑ نے قصاص عثمانؓؑ
کو غیر واجب قرار دیا ہو یا آبیت قرآنؓ کی کوئی تاویل کی ہو یا یہ
کہا ہو کہ میرے اجتہاد کی رو سے قصاص عثمانؓؑ کو نہ سزا نہ اعز
کر دیا ہی، اولیٰ ہے۔ ہمورت یہ تھی کہ باغیوں کے زیر اقذاف
خلافت علیؓؑ کا تائیم ہوتی تھی۔ حضرت علیؓؑ کو یہ قدرت حاصل
ہی تھی کہ مسلط گروہ سے قصاص لے سکیں۔ پھر قاتل
بھی کوئی معین شخص نہیں تھا۔ یہ سب تو بعد کے تاریخ چاروں
نے روایات کے تبع سے واضح کیا ہے کہ کس نے حضرت علیؓؑ
کی اٹکلیاں کاٹیں اس نے سیدنا عثمانؓؑ کی ریش بمارک گھنیجی،
کس نے داما اور سولؓ کو کڈھ کیا۔ اس وقت جب حضرت علیؓؑ
سے قصاص عثمان کا مطالبه کیا جا رہا تھا یہ سب منقح نہیں تھا

حال یہ رہ حضرت یہ ۵ صلاس بوس نہیں دیتا۔
 نہیں تھا جو بالذات خطاب ہو۔ اسے خطاب اس بعد کے روایتے
 بننا چاہو تو امیر معاویہ خصوصاً امیر معاویہ کے باشے ہیں احصار
 کیا گیا۔ علی و معاویہ شیر و شکر ہو جانتے تو حضرت علی کی قتل
 بے شمار منافع کی تہسید بن سکتی تھی حضرت علی کی قتل
 قاضی تھے۔ قاضی بہترین فیصلے دے سکتا ہے مگر قوت
 نافذہ اور چیز ہے رسیاست قوت نافذہ مالکیت ہے۔ یہ
 کا ہبھٹ و مصدر امیر معاویہ یہ تھے اور دسرے مدربین بھی
 انھی سے جاتے۔ نیچو یہ کہ حضرت علی کی بہترین صلاحیتیں
 واجبی تاثیر پیدا نہ کر سکیں اور وہ دس سال جو عساکر اسلام پر
 کونہ جانے کیا ہے کیا ہے کیا ہے جانتے باہمی معروک کی نظر پڑ گئے
 اللہ رحمہم الحروف کی جرأتوں کو معاف فرمائے۔ کہاں
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کام مقام بلند۔ کہاں ایک تھیروں یا مہماں
 بن دے کے کان کے نکرو احمد پر اکابر خیال یا لینکن دوسرا طرف
 کیکھ ملیں القدر صحابی معاویہ رضی اللہ عنہ کامہا لمبہے۔ نہ
 صرف ان کا بلکہ کتنے ہی اور عالم مقام صاحبا برضوان اللہ
 ملکہم الجمیعن کا۔ خدا ہی جانتے یہ قلب کا کوئی زخم ہے یا
 دماغ کی کوئی خرابی۔ جب بھی کسی صحابی رسول کا ذکر لائی ہے
 یہ ایسا لکھا ہے جیسے یہ ایسٹ پھر کی دنیا کیں دو رجھاڑی ہو
 اور بے کنار خلاریں دوڑی تو پھیل گیا ہو۔ سینے میں رنگت
 جست کا طوفان ہل جل پھر دیتا ہے۔ روح پکارتی ہے لے
 اللہ اکیا یہ بھی خوش صفت لوگ تھے جنہوں نے اپنی آنکھوں
 سے تیرے محبوب سید الانبیاء محترم علی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
 جنہوں نے اس ناز سرا پا اس پیکر و زر اس کا لیکھی داسے
 کے تدوں میں لپٹ جان والی کے نذر اسے پیش کر کی سعادت
 حاصل کی۔ اللہ اکبر۔ دیدار محبوبے بڑھ کر کوئی سعادت ہے
 جس کا تصویر انسان کر سکتا ہے۔ کوئی دولت سے جو دیدار
 رسول کی بہابن سکتی ہے۔ ذرا سوچئے۔ ان لوگوں کو اندھے کتنا
 خوش نصیب بنایا تھا جنہیں کائنات کی سب سے بڑی دولت
 "ایمان" عطا کی اور اس کے بعد اس سب سے بڑی سعادت سے
 نواز کر دے جائیں ہیں مرکی آنکھوں سے سرور انس و جن علی اللہ

بڑا یہی سیاست سے ہوا اور سیرت معاویہ سے رور
 افرزوں اقتدار سے خصوصاً ناخوشگواری تھی۔ امن ناخوشگواری
 کے پچھے چلتے ہیں نیت اور خلوص ہی کار فراہم، لیکن یہ تھی
 بہر حال۔ اسی کے نتیجے میں انہوں نے اصلاح حال کا آغاز
 اموی عہدتیں کے عزل سے کیا اور جو معاویہ اسلام کے حق میں
 سیاست قاہرہ کے امین تھے انہیں اپنے اعتماد میں لینے
 کے عرض اچانک برخاست ہی کر دیا۔ یہ ایسا اقدام تھا
 جس کی تائید کسی انشور صحابی نے نہیں کی بلکہ بدیر حضرات نے
 اسے غیر مناسب ہی تھی۔ حضرت علیؓ کے زیر دست خلوص
 اسلامی اور اعلیٰ درجہ کے جذبہ حق پرستی کے طوفانی بیانوں
 کو اگر اندر ہی اندر کام کرنے والا امیری تعصب معاویہ کو سنی
 کے سچ پرستہ زال مدینا تو قصاص عثمانؓ کی راہ میں جو مدد و درہ
 واقعہ حائل تھیں اُن کا اظہار دہ اس اندائز میں نہ کرتے
 جس سے لوگوں کو ان کی نیت کے باشے میں شک کرنے کا
 موقع ملتا۔ دلوں کا حال اللہ جانتا ہے حضرت علیؓ اگر
 طالبین قصاص سے رفق و موانت کا برداز کرتے انہیں
 مشیر نہ ائے اُن سے اسی اسلوب میں تباہ لے جیاں کر سے جس
 اسلوب میں کسی ہم کا سرراہ اپنے ساختیوں سے کرتا ہے تو
 بات نہ بگرتی یا بگلطی بھی تو صحابہؐ کی اکثریت معاویہ کی ہمزا
 د ہو جاتی؛ لیکن اس غیر واقعی یقین نے کہ بتو امیر ہی ساری
 شورشوں کی جڑیں اور معاویہ کو معزول کر دینا ہمیں اصلاح
 حال کے لئے ضرور ترین قدم ہے ان کی تمام اعلیٰ صلحیتیں
 کو ایک دادی تاریک کی طرف بہادیا اور انہوں نے نیک
 نیقی کے ساتھ عزل معاویہ کا وہ قدم اٹھایا جویں عقفت
 خیر معمولی طور پر تباہ کن تھا۔ اسی کو ہم ان کی اجنبادی قلطی
 سمجھتے ہیں۔ ایسی اجنبادی قلطی جو معمصیت و طیفان کے
 دائرے میں نہیں آتی، لیکن بعد کے تمام قریب سرگاموں کی
 ذریదار ہے اور حق یہ ہے کہ نزدیکوںیں عہد بنا دیکی تو بت
 بھی اسی لئے آئی کہ حضرت علیؓ کے اٹھاتے ہستے دوریں
 قدم نے سیاسی حالات کو انھل پھل دیا تھا۔ علیؓ دعاویہ
 حرفی دنبتے ہوتے تو تاریخ کا رخ پچھے اور پڑتا۔

ذیلِ کوئی حقیقی ترتیب نہ ہے۔

لے ایمان والوگرہ میں باندھ لوک صحابہ رضوان اللہ علیہم کے باشے میں بس ایک ہی ذہنیت حق کا انہر ہے۔ وہی جسے اللہ تعالیٰ سورہ حشر میں بیان فرمائے ہیں:-
 کالذینَ جاؤْ مِنْ كُفَّارِ | اور جو لوگ ان سے (صحابہ) بعد میں آئے وہ کچھ ہیں ملے
 هُمْ يَقُولُونَ سَرَبَانَ الْعَفْشَ | ہم میں یقُولُونَ سَرَبَانَ الْعَفْشَ
 لَنَا وَلَوْ خَلَقْنَا الْأَنْجِنَ | لَنَا وَلَوْ خَلَقْنَا الْأَنْجِنَ
 سَيَقُولُونَ أَنَا بِالْإِيمَانِ لَا تَمْكَحُنَ وَقُلْمَنَا عَنْكَ | سَيَقُولُونَ أَنَا بِالْإِيمَانِ لَا تَمْكَحُنَ وَقُلْمَنَا عَنْكَ
 جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور پھر کوئی لوگوں کیلئے تیرپیدا دیں ان لوگوں کیلئے تیرپیدا کو جو ایمان لائے لے جائیں رب
 تو پڑی نرمی انہر میں والایے + + + + +

اس آئیت مبارکہ میں توجہ کے قابل یہ نکتہ ہے کہ ایمان کے راستھا عمال صالح کی مشروط ہنس لگائی گئی۔ یعنی یوس نہیں کہا گیا کہ ہمارے کے ان بھائیوں کی مغفرت فراہو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نکو کارہوتے۔ نہ یوں کہا گیا کہ ہمارے قلوب کو خوف آن لوگوں کے عناد سے دور رکھ جو ایمان لائے اور نکو کارہوتے۔ بلکہ محسن ایمان لائے کا ذکر کیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ جن اسلاف کے باشے میں ہمیں وقوف سے معلوم بھی ہو جائے کہ انہوں نے ارتکاب گناہ کیا ہے ان سے لغزشیں ہوئیں ان سے بھی بیر عنا، وکیفی قرآنی تعلیم کے خلاف ہے ان کے لئے دعائے مغفرت پڑی کرنی چاہئے اور دعائے مغفرت حقیقی ہنوں میں اس شخص پاگروہ کے لئے حاصل کیجئے جس سے ہمارا قلب ہمارہ دی اور مودت کا تعلق رکھتا ہو اسی لئے غیر مسلمین کے لئے دعائے مغفرت حرام ہے۔ صحابہ تو پڑی ہیں۔ کسی بھی مرحم سلمان سے بیر جائز نہیں پھر آن لوگوں کا کبی حشر ہو گا جو ایں بہت کی عقیدت کے غلو میں کتنے ہی اصحاب کریم سے بیر باندھے ہوئے ہیں۔ الجھننا ہم اگر بی جھوں نہ کرتے کہ حضرت معاویہ اور ان کے مشیر صحابیوں کے حق میں کتنے ہی بدفہیں مسلمانوں کے ذریں دلبل غلی کی آما جگاہ بنے ہوئے ہیں تو خدا شاہد ہے

ملکہ وسلم کا دیدار کر سکیں۔ ہم کہاں سے وہ الفاظ لا تیں جن سے آپ کو یقین آئے کہ بیوت کے بعد صحابہت سے پڑی کوئی حیرز نہیں۔ ہو جھی کیسے سکتی ہے۔ کائنات میں خالق اسموں دلالت کی شان قدامت کا سب سے بڑا اشاعت کارکتبی اللہ علیہ ہی توہین فدا اسی وابی جس نے اخیمن دیکھا سب کچھ دیکھ لیا۔ ان قدم جس نے چھوٹے اس نے اخیمن دیکھا سب کچھ دیکھ لیا۔ ان رکھا۔ ہم نہیں جانتے وہ کیسے لوگ ہیں جو نہیں مصصوم پر ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ان کی محبت کا دام بھرتے ہیں اور وہ پھر بھی ان کا قلب صحابہت کے احترام سے خالی ہے۔ کفر ان غارت اور ناشکری پر کہم میں سے کوئی ان صحابہ رضوان اللہ علیہم کے حق میں بذریعہ بانی نہیں ہے جس سے طریقہ حسن سوائے الشاد اور رسول کے کوئی نہیں۔ سوچو دیگر ابتداء مطہری الاسلام کے لائے دین کیسا ہوتے۔ اخیمن بدل صدیل کر کیا سے کیا بنا دیا گیا لیکن اسلام جوں کا توں موجود ہے۔ صحابہ ہی توہین جن سے دین ہم تک پہنچا اور جھوپوں نے اپنے جان و مال قربان کر کے جس عذاب تحریم سے اثار اللہ علیہما محسن حقیقی بالیقین الشری ہے۔ لیکن شکر لزاری تو اس شخص کی بھی ہم پروا جب کی گئی ہے جو ہمیں ضرورت کے وقت ایک لقروری عطا نہیں۔ پھر کوئی نکر ہم صحابہ رضوان اللہ علیہم کے شکر سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جن کے ذریعہ ہمیں سب سے پڑی غلت۔ ایمان میں۔ سرہندی ہی ہے۔ فتح وظہری۔ وہ فرشتہ نہیں تھے۔ ان سے خطاہیں بھی ہوتی تھیں۔ وہ آپس میں اڑتے بھی تھے۔ اخیمن ہم اٹھ وگناہ سے بالآخر ہمیں مانتے۔ لیکن اس کا تعلق ہم سے نہیں وہ جانیں در ان کا اللشجاء۔ ہم سے جس چیز کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہمارے ہمیں ہیں۔ ہمارا ازواد رُوان آن کے احسانات کا ہاج لزار ہے۔ انہوں نے ہمیں ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارف کرایا۔ ان کے فرمودات محفوظ کئے۔ ان کے لائے ہوئے قرآن کو ایک بے ریب صحیح و تدوین کے ساتھ ہم تک پہنچایا۔ ان کا کوئی بھی گناہ کوئی بھی تصور اس سے نہایت احسان کی قیمت کم نہیں کرتا۔ سرہنی اللہ عنہم و رضوانہ

اُن فی مراہی میں بھی ہمیں تکہ ہیں۔ وَ مَا يغْنِي عَنْهُمْ مَا لَهُ إِذَا مَرَّ ذُرْ ذُرْ۔ لیکن بعض صحابہ کے ناموں کی حفاظت کے لئے اگر وہ حضرت علی و حسین رضی اللہ عنہما کے نکرہ عمل پر ادیک ساختہ تنقید کرتے ہیں تو محروم چیز غل کی دلیل نہیں۔ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

لقد و نظر سے ہمیں کوئی خوشی نہیں۔ وہ تو ہمارے سردار ہیں۔ ہمارے چھوٹا بھائی ہیں۔ ہم ان کی خاکبای کو اپنے ماتھے پر ملنے اعيش مخرب ہجتے ہیں۔ ان سے بیر رخصہ ال خزان کے سوکیا پاتے ہیں۔ اگر ماہر صاحب کی معلومات کی طبق محمود عباسی صاحب داقعۃ ان حضرات سے بیر رکھتے ہیں تو

نُشیار شَرْبَكْ شُهْدَرَ کی افتادہ مُصنفِ موصیبین ہیں کی چند شہر و قبیل کتابیں اردو لیاس میں

حیاتِ محمدؐ — تقریباً ساڑھے بارہ سو صفحات — چوبیں روپے۔

عمر فاروق اعظمؐ — ساڑھے سو سے زیادہ صفحات۔ نور روپے (پہلے بیس روپے میں بکچی ہے)

ابوہبیلؐ — صفحات تقریباً اچھو۔ پانچ روپے۔ (پہلے یہ دس بیس بکچی ہے)

مکتبہ تخلی دیوبند

صحت ہی اُندگی ہے۔



اور اس شیئی بعد میں جب انسان کو دو وقت کمال کے لیے تا
ون بھاگنا پڑتا ہے۔ یہ جانتا ہوا کسکے لیے ضروری ہے۔ کروہ اپنی
حصہ نیات کے باوجود کسی طرح ایجھی اور قابلِ رشک جوت حاصل کر سکتا ہو
خوارک جمعت اور وزیر شیش کے متعلق وہ ضروری ہاتھ جو
ہر انسان کو جانی ہی چاہیں، برآمد رجسپر ملکوں سے مارنام
مدد و مددتیں واخی کی جاتی ہیں۔

(لہی اصلیۃ فائدہ کی جست کیلئے
بیش

مکدر و صحت

کامطا علیکیت
ہندستان کا واحد محقق اور سو فل سیگن۔

فرزندت طلب فرمائی۔
مالزمنہ بھرن ۲ روپے۔

دیجی: مکدر و صحت لال کتوال دلی ۶

مسجد مسیح کاظم

تاریخ نوشت ۲۷ اردی ۱۴۰۸ھ

”مگر فردوسی نے سنا ہے کہ درگاہ فلکی میں کوئی دیراءہ دفن ہے“
”استغفار اللہ۔ کب کھڑکیتے ہو۔ وہ شاہ میں سختیاری تھے۔ برسات
مجدوب تھے۔ ان کی تطبیت تو شرق و خرب کے تمام اولیاؤں نے

تسلیم کی ہے۔“

”سے شک پے شک۔ معلوم ہوتا ہے مولوی نقیس الحمدی وہابی
ہیں۔ وہی کہہ رہے تھے کہ درگاہ فلکی میں بور قبر ہے اس میں ایک یا ان
دفن ہے جو فیض کام کھا کے پا گل ہو گیا تھا۔“
”تم اپنے مردوں کی محبت میں دلچسپ کر دے۔ وہی مولوی نقیس الحمد
ہیں ناجو و عطا میں لکا کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ”لیش تھے۔“
”جی ہاں۔“

”لاروں والا قوۃ۔ وہ تو پیدائشی وہابی ہے۔ کجھ نہ تا تو پیارے
رسول کو حاضر فما ترا نتابے دادیہ اللہ کے قدموں میں حاضری دیتا
ہے۔ پکا جھپٹی ہے۔“

اس دن سے مجھے الحینان ہو گیا تھا کہ نہایت صحیح کی فاطرات کی
قوالی اور دیگر اشغال خصوص صد کا ترک لفستان کا سودا ہے۔ تو خوش یہ
کہ رہا تھا کہ تھیک سات بجے کھاف کی تھیج رہا۔ یعنی واسے خود دیگر تعلقی
تو نہیں تھے ترک کا رفرانی تیقیناً اکتفی کی تھی۔ یعنی دلائل ایسا شخص تھا
جسے آپ بیری بیوی بھی کہہ سکتے ہیں۔ اپنے بھی اسی مدرسی کی موجودگی
میں بیری بیوی بیوی بھی رہنی بلکہ ”شخص“ بن جاتی ہے۔ شخص
کا لفظ میں حضرت پروپری صاحب کی حدیہ لغات القرآن کی رو سے
بول رہا ہوں۔ اس سے مثل بعت نے الفاقا کی معانی یعنی کوچھ
ترکیب جھاتی ہے اس کے اعتبار سے ”شخص“ ایسے جاندار کو کہیں جو
جس کی خود اختاری روایت کا مطلب کامنہ رہنے ہے اس کے باوجود راصل طور پر
جو بہرحیات کے شور و درک سے تباہ ہو۔ یعنی شخص کے ایک یہ معنی
بھی مہلک اتفاقات میں آتے ہیں کہا تھوں سے ما رہے اور آنکھوں سے

بھوں ایک ترقی پسند شاعر کے سعشوں تھے تھا کے دانتوں
میں ابھی مشاطر خاور کی زر لگا رکر توں۔ نے عالم نہیں شروع کیا تھا
کہ فردوسی کا الحاف پھیغ لیا گیا۔ اردو میں بوس سمجھے کہ ابھی صرف ست
بجے تھے۔ او جنتری کے مطابق طلوعِ قمر میں ابھی رسم منٹ
باتی تھے۔ لیکن فردوسی کا سورج موسک سرمایہ اب تو بجے سے
پہلے طلوع نہیں ہوتا۔ اب سے مراد یہ ہے کہ حالیہ دو سالوں سے
تبلیغ دی جی چیز جنتری کے عرض میں بتتا تھا۔ لیکن خدا جہاں کرے
صوفی تکبیل الحسن سختیاری رحمۃ اللہ علیہ کا، جب ان سے ملاقات ہوتی
تو کہتے ہی حلقائی کا اکٹھا ف ہوا۔ وہ حاضر کو ازد و مدد نوازی اپنے سامنے
درگاہ میں لجھ کے تھے دہاں پہلے تم تشریف ہوتا۔ پھر بارہ بیجٹ توالی کا
دور چلتا۔ واپسی میں مجھے ایک ہتھی جاتا اور سب کی فوجت دیجے آتی۔
تیجوڑا ہر ہے۔ سحر جنتری کا بیرتا مرض آپ سے آپ کا قور ہو گیا۔ تو بے
اکھ کھلکھلی، دس بجے تا مشتعل ہوتا۔ جو صوف سے شکوہ کیا کہ حضرت
درگاہ کی حیادیں صحیح کی تارکو کھاگی ہیں۔

”حباب ملا“ درگاہ میں گزارا ہوا ایک ایک لمحہ ہزار سال کی حیادیوں
کے دریہ ہے۔ قرآن جس تھیں پڑھا تھیں۔ لفظی پڑھنے تو تھیں آئتی
”شہر“ فدوی چونکہ عربی سے کو رہے۔ آیت کا مطلب دریافت کیا
فرملش گئے۔

”الثیر شاد حیب پاک کے صدقے سے فرمانا ہے کہ ایک
بیله القدر ہزار ہمیتوں سے بہتر ہے۔ بیله القدر سے مراد اہل منٹ
و ایماعت کے ملاب پحدہ کے تردیک دہی رات سے ہو اولیا را اللہ کے
قدموں میں گذرے۔“

اس تھیاں سے نگائے کہ ایڈنریکی کی پدرگانی یونیورسٹی میں ہو۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ ریپ قرض کا یہاں لارکوں کرتے ہوئے کلنسیوں سے باہرچی خانے کی طرف دیکھا تو دیلوار پر لرزتی ہوئی سورج کی کرن صاف نظر آرہی تھی۔

بارے سلام علیک بڑی۔ وہ دنیا بیوں کے انداز میں رہا۔
یعنی چائے کی پیکیاں رہے تھے۔ ان پھر اس جواب سلام دے کر
غواص شرم آئی پاہنچئے تھیں۔ اتنی بڑی رات ہوتی ہے اور پھر جی
ناز فخر کی توفیق نہیں۔

جی بیس توائی ترکی کپردوں۔ معاف کیجئے جاتا ہے میں
دمائی ہمیں ہوں کہ اس کڑاکے سروہی میں لمحانہ ہمیں نعمت ربانی کا حقیقی
حکم کیا اور من کے عوام ہوں پھر اکارا مسجد ہمیں ہوں اور روحانیت کا سارا مسلمان
ناک کے رستے پاٹی بناؤ کہا دوں یہ

مگر پان ان کے سامنے چل میتی تو روشنی کیا تھا اب قل عرض کیا
”تھی کے بعد زراں امگھا نگو تھی“

”اے شاید استراق پر کہا رہے ہو۔ افسوس چل سائی سر“

ان کا نیجے ٹردد رہتا ک تھا۔

”میں تم کھا سکتا ہوں جناب“ میں متے ان کا ہوڑ بہلنے کی سماں کی ”مری عمر بھی پہنچیں سے اُنگے نہیں یڑھی۔ نوجوانی چھرات پہنچیں گے۔“

”خیر ہر“ وہ بیز دری سے بچتے تھا ری قبر میں مجھے نہیں سونا۔
یہ لو.....: انہوں نے ایک لفڑا مجھے پکڑا۔ ”آئے دلے جیو کئے اس پر
کھٹک لکھا تو اب ایک کاتب کو دیتا ہے۔

پیش از آنکه بگوییم این میان این دو شرخها در یک خط است، لیکن

اسی سارا پہلے ہے جو زندگی بیان کیا جائے ہے اسی سارے طور پر مدد ہے۔
” یاں۔ مگر میں تمہارے پیروزگار رہا ہوں۔ انسانیت کے دائرے
میں رکھ لکھنا۔ ”

میں متنے پڑے شرپے چا۔ انسانیت کی بھوتیگ قوام کے عنوان ہی پڑھو کر نسلک لگی۔ آئے ہوں جوں پڑھنا اندر کی پڑھنا مل جائے گا۔ سر دی کافر بولو گئی۔ رضا ہد کی پڑھ میں جو نہیں رہئے تھے تھیں۔

۴۔ انسانیت کی قدر تلوپڑی سخت ہے۔ میں نے احتیاج کیا۔ پریسٹ

محافی مانگے۔ یہم صاحبہ کی بھی بیعتیت ہی۔ لفاف تو بھی کیے اور روز براہ خود کچھ بیا تھا میں آنکھوں میں استغفار اور پرچھے کے پڑھنا شاید دعا ف نظر اکرہی تھیں۔ پہلے ہی دبپلے میں بھی خیال ہوا کہ یہ قتوں کی حرکت ہے تو عاجز کا خانداني ملامت ہے۔ اس تجھارے کے والدین، بھی وفات نوات بذگئے تھے جب وہ اکتمہ سال کا تھا۔ اب اس کی عمر سنت سو ہے۔ یکن عقل کے اعتبار سے آج بھی وہ تابع ہی ہے۔ جب کبھی میں اس کی کسی حقاً قوت پر برستا شروع ہوتا ہوں تو یہم صاحبہ ترسیلے بلکہ بدلے ڈھونڈنے والی ہیں۔

”بُو جے“ - رہمنے دیکھے بھارڈیکم (بُسے ہے)۔

میرے تن پدن میں اگر لگ جاتی ہے۔

”میں سے کوئی پڑا تھم، نیسہ بیوی تھیں“ میں جملائیک کہتے ہوں
”نیسہ والدہ تو میری پیدائش سے دس سال پہلے قوت ہوئی تھیں؟
تو میں کھا کر تھم کے سکھائی پڑھاتے ہیں“ اردو تھا فتحیج یخجاہ برو
بلکم کی دہا بست کو میری رات کی قوامی یا تاری سے بڑی پڑھتی ہیں تا تھیں
بند کئے کے فرطِ غضبیہ میں دیاڑا۔

ادمدادهای اولیه

لیکن انگلیس کھلے ہوئے بیکم پر تفریزی کو طبیعت پر ہنگ ہو گئی۔ ظاہر ہے میسوں صدی کا سب سے بڑا باقی ایڈنیر جنگ آس پاس ہی کہاں موجود تھا درست اس کی ہیں۔ جسے تیرنگپر تراہن سے میری یوں کہا جاتا ہے۔ ستر برس بھی بحاف کھنچنے کی حرارت نہیں کر سکتی جو

”اب افکر جائیے کہیا مستقر بیٹھیں“ وہ جلدی سے لب کشا

۴ کہاں پہنچے ہیں یا محل ہوئی ہوا دھنی رات کو تھا اورے بختا

بے آنے

"یہ تم انھی سے بچپن لو۔۔ یاد رکھی خاص نہیں چاہئے کی رہے ہیں۔"

”استغفار اللہ“
 میں جیو جو اس کھڑا ہوا۔ جلدی جلدی دخواک کے بہت دلوں
 میں شماز قبر علی الامسا سب پڑھی ملکر پڑھی۔ عام طور پر چارہ تینیں میں
 تین منٹ میں پڑھتا ہوں۔ کیونکہ پیر و مرشد صوفی جنیں الحسن رحمۃ اللہ
 علیہم کی روایات ہیں تھیں۔ ان کا وعدہ خطا کر مرشد کے نقش ندم پر چڑھے
 تو بحساب جنت میں پہنچا دیں گا۔ میکن ارج تغیر شاپندرہ منٹ

ان کے بیوں پہلیکی سی بیوی آئی۔ ”تم تو مسوی نہیں ہو۔“

”بیوں ہوں۔ آپ کو حملہ ہے پہلے مرے پہنچ دیتے۔“

علیٰ تھے۔ پھر وہ مل کر ہوئے تو مس نے خواہیجی الحسن بھیماری ...“

میکوں بند کر کے مضمون شا منگ کا تباہ کر لائے جائے۔“

”بیخ جائے گا۔ مگر آپ افسرہ کیوں ہیں؟“

”پھر کیا ایسے پورشہ چیز کو بیٹاش اوتا چاہیے۔“

”لاعول والا۔ بھلا ان پورشہوں کی پروادا اور آپ؟“

”چھوڑو۔“

”نہیں جتاب۔ اگر آپ بھی ان ہنوات و ہدیات سے متاثر

ہوئے گے تو میں کتوں کی طرح بھوکنا شروع کر دوں گا...“

”کیا یاہت ہوئی؟“

”یہ بات ہوئی کہ جب بھی میں دفتری طرف جانا ہوں لارقمانی

کا کتا بھوک بھوک بھیجیج کرتا ہے۔ لارقمانی کا دعویٰ ہے کہ بیرہ

کتا سات پردوں میں وہاں بیوں کو پچان لیتا ہے۔“

”میں اس وقت تہاری طرافت سے قطعاً نہیں ہو سکوں کا

عزم زمانے کی تراکت دیکھو اور ان پر بیوں کے دھیرے لاخھر کرو۔

یہ تو اتنے بھی نہیں دیکھ سکتے کہ امت مسلمہ کو اس وقت کن نڑک سائل

کا سامنا ہے۔“

”معاذ اللہ! آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں کہ جیسے بیلوں کے

بھی آنکھیں ہوئیں ہیں۔“

”کچھ بھی ہو۔ ہیں تو وہ مسلمانوں ہیں شامل۔“

”ہوں گے۔ آدمی کے دامنی اسکو دھیلے دو جائیں تو اسے ترکی

وہ مسلمان ہے۔ کچھ بھیں ہوتا صرف پاگل ہوتا ہے۔ پاگلوں کی گل خانجیپر

دل برداشتہ ہوتا خودا کیکا ہو گئیں... اور رہیز مطلب ہے آپ

کیوں ملوں ہوئے ہیں؟“

لیکن دوستی درستی افسرہ ہی رہے۔ افسر دیگر جو سے

ایک کی بجائے فریڈ ہی بیانی ہی گئے۔ جو بچھے گئے تو میں نے ملائیں کی خبر

لی۔ ”کیوں جی تھیں یہ خیال نہیں آیا کہ عاف کھجع لینے سے نو نسیہ کی

ہو سکتا ہے۔“

”بھیا کا حکم ہیں جائے تو خیال دیاں کا کسے ہو حص دیتا ہے۔“

۔۔۔ اس درجے سے اپنے جریدے دیں جو مردیا پیڑھ جو بے بیا ود

نگاہ کر دن جو لوگوں۔“

”کھلاؤں اپنا کاٹوں گی۔ بھائی غسل کہہ رہے تھے کہ اب دگاہ

میں قوالوں پر سنتے رہ دیاں بھی کتنے کی ہیں؟“

”تو کہہ ملکم تو بے ارسے وہ دنیاں ہیں۔ جانتی ہو مشہدا زبانوں

اجھے شریعت کی ریزوں تھیں اسکے ہونے ہے اور یا سین تو کلروں اسے میاں

کی بیل میزی...“

”بس بس رہتے دیکھتے۔ میں اخیں بھی جانتی ہوں اور آپ کو کبھی

اچھا فہم کھا کر تیاری کیں اپ شہزادہ رخوا فر کی چھوڑداری میں نہیں کئے

تھے۔“

”اے تم سے کس نے کہ دیا۔ لا اقم شہزادے تو میں تین دن

سے بھیں ملا۔“ ”چھوڑداری اس کی بھوٹی بھیں کی ہے۔“

”بیخے کھا جانے والی نظر دن سے مجھے گھورا۔“ ”بھیں کہے بھوٹی

بھیں سے بھی پیٹھیں بھوڑی ہیں؟“

”العیاذ بالله!“ میں نے میں اور دن کو قلب کی گھر بیوں سے

نکالتے ہوئے کہا۔ ”وہ بھاری تو شری اوصوم ہے۔ اس کے بھائی نے کہا

ہے، میں اسے روچا رچھڑکار چڑیں یا دکر دوں۔“ کل وہ بھری یا دکرانی ہے

وہ ہر نادیہ نیکان فیضیہ جا گا دیا میں دم دا کر بھا گا...“

انہیں لفڑی ہم میں اسی نوع کا تیار لکھیاں ہوتا رہا۔ قریب

لکھا کر دنارا حصہ ہو کر اپنے مگر ملی جائیں میں نے ملی خوبصورتی سے

کھٹکوں بھیں الی قوادی مسالک کی طرف پھر دیا۔ عالمی سطح پر ایجاد ہو اور

کرایا کہ اس کے درپر رہنوب میں ہمارا یا ہمیں اتحاد و اتفاق بہت مرضی

ہے۔ لکڑی سو روپیے سے سو ایکس روپیے میں پوچھنی چکی ہے۔ اور کتنا

ڈر دے، مالکا ٹپی ہے کہ بین کی صورتوں پر بھری ہوئی رو سی اور

امریکن تو پھر اسڑاک کی چلک آپ زخم کی مانگ کر دیں ہیں؟“

بیخے سے تو جوں توں بیٹاوا ہوا لیکن یہ جان کالا گو پڑھ کیے

نہیں کا پیچھہ میں نہیں آ رہا۔ پور مترجم خط نقل کرتا ہوں آپ ہی

کچھ مژوہ دیں۔

خط بینا م ایڈ پر سکھی

دریں ماہنار تجیلی۔ — اسلام علیم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بی بی سی میڈیا نیوزز، ۲۰ ستمبر ۲۰۱۷ء
میں نے اپنی کتاب "راہ حق نما" میں اپنے بھائیوں کی بہادیت کے لئے دیوبند کے گواہ کرن اور باطل عقیدوں کی قرآن اور حدیث کی روشنی میں واضح طور پر تردید کی ہے تاکہ لوگ ان کے بخوبی دیتے آپ کو بچائیں۔

اس وقت ہندستان میں تبلیغی جماعت کا ایک نیا فتنہ سراٹھار ہاہے جس کے پیچے دہلی عقیدے کے لوگ کام کر رہے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ کلکتہ دنیا زمین کا نام پر مسلمانوں کو حجج کر کے ان کا عقیدہ خراب کریں اور اسلامیت و ایجاعت کے عقائد و اعمال کے خلاف نفرت کا جو لوگیں۔ اور جب جماعت حق سے رشتہ کش چاہتے تو رسول نہ رہا، اوپریائے کرام کی بارگاہوں میں گستاخ ہوتا رہا۔

بادلوق ذراائع سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تبلیغ کے پردازے میں ہمیں

عفاف نہیں میلائے کہ تبلیغی جماعت کو سمجھ دیا جیکو حکومت سے

کافی مالی بددتی ہے اور اسی بل پر وہ ہر طرف دینی ایشان کی نمائش

کرتے پھر ہے ہیں۔ لہذا میں اپنے تمام متولین، معتقدین، مردیں

کو خصوصاً اور تمام مُشْتَیٰ احباب کو ہموًا منذہ کرتا ہوں کہ تبلیغی جماعت

کے کلکتہ دنیا زمین کی نمائش سے کبھی دھوکہ نہ کھائیں۔ ان کے فتنہ و شر

اور فربیب دکھلے خود کیوں اور اپنے دوستوں بھائیوں کو کبھی بچائیں

ان کے جسمات اور سلسلی گشت میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ میں اپنے

مشائخ سلامیں کے روحاں فیضان کی روشنی میں پرسنی سلامان کو

یقین دلاتا ہوں اور خدا و رسول کی بخشی ہوئی عرفانی خیال میں ہر

خاص و عام کو مطہر کرتا ہوں کہ اسی میں ایمان کی سلامتی، عقیدتے

کی خیر، آخرت کی بیعتی اور بزرگان اسلام کے ساتھ، روحانی تعلقات

کی حفاظت اور خدا در رسول کی خوشندی ہے۔

اخیر ہیں دل کی گمراہیوں سے دعا کرتا ہوں کر خداستے پاک

تبلیغی جماعت اور اس کے مش نہام فرقہ ہائے باطل کے شروپرضاۓ

مسلمانوں کو بچائے۔ امین بچا کا حدیبیہ سینیں العاملین

فیقر قدحین کان اللہ

سجادہ نشین خانقاہ فیاضیہ۔ سملی۔ پلنٹیشن

شالمنگر، دکا:- خاکسار نور محمد ابو العلامی مناصی۔

جزر سکریٹری یزم صوفیہ، صدر دفتر جگساٹی۔ جمشید پور۔

مقام کرنا اڑکی طرف منعطف کرنا چاہتا ہے تو ہوں جہاں پر کافی مسلمان آیا ہیں۔ اس علاقے میں پڑھے لکھے لوگ بہت کم ہیں۔ تاہم جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کی کوشش سے یہاں کے لوگ بہت متاثر ہیں اور اکثر علم و صلوٰۃ کے پابند نظر آتے ہیں۔ اور اپنے کام ہاجہاں جعلی بھی پورپکتا ہے۔ لیکن اور ہر جنہوں سے بریلوی حضرات نے اس علاقے میں اور ہم پورپکھا ہے۔ ہر بہت جلسہ جلوس کا ایک سبق حلسلہ کا گم کر دیا ہے۔

بطور خود ایک ششماہی پھر جلوہ ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جاؤ یا مشتہار ہر شاہراہ اور گلزار جگہ پہنچیاں کیا گیا ہے۔ ہم لوگ اس سلسلہ میں، اہماء متعالیٰ کے ذریعے آپ سے مدد و شورہ چاہتے ہیں۔ اسکے جواب دینا دینی فرض ہو گا۔

مشتک جواب ہارون رشید ڈاک خانہ کو اٹاٹ
فلیٹ مستھمال پر گئے۔ (صوبہ بہار)

پوسٹ مطبوعہ پرنگت شرع

تبلیغی جماعت کے متعلق سرپرینٹ کا ایک بتت نہایہ پریقانم

متولین، معتقدین، مردیں، اور تمام سینی مسلمانوں کے ہمراز جمشید پور کے مسلمانوں کو یاد ہو گا کہ آج سے چند ماہ پیش
بہاں کے انکے مساجد میں جماعت اسلامی کے خلاف۔
ایک ششماہی شرائی کیا تھا۔ جس میں مسلمانوں کو منہج کیا
تھا کہ جماعت اسلامی گواہ اور باطل جماعت بھاگنی
طور پر اس کا پائیں کاٹ کر بنا جائے۔ ہذا جن بینا دوں پر
جماعت اسلامی کے خلاف، وہ مشتہار شرائی کیا گیا تھا
ٹھیک ہی میاد پر تبلیغی جماعت کے خلاف فارغ زبان
قطیب ذوران۔ تابع المشائخ۔ فرمہا رحمت مولانا
سید شاہ فضل احسان صاحب قبلہ سرکار پٹنسن کا
یہ ضروری پیغام قوم کے نام نشر کر رہا ہوں۔

درکٹر پیغمبر احمد صوفی

..... سلام

اپنے سر پر سہی بھی ہوئے میں جو میرے دل میں حیرت و سسے
مادرت ہوگا۔ سورج کو جو ران تو اس نے سے رکھا یا جا سکتا ہے لیکن
”سرکاری“ اعلان اور فیصلے کے خلاف کچھ کہنا ہوتا ہے اُخڑھڑا
مول لینا ہے۔ سرکار فدرا تواریخ سکتی ہے۔ مقدار جو مل سکتی ہے
کچھ بس نہ چلے تو سیفی ایکٹ کے تحت دھرمکتی ہے۔

وہ آپ نے متناہی گا پا گل خانے میں ایک پا گل چکنے لھنا
”میں ہمیشہ ہوں۔ مجھ پرایاں ہیں لائے تو بھرم ہو جاؤ گے“
ساقیوں نے از راہ احترام سرچکا دیئے۔ دادکے طور پر
چند اونچے قلعے اڑائے۔ لیکن ایک نقطہ الاقطاب قسم کا پا گل اپر
ٹانڈ پر چڑھا بیٹھا لھنا۔ اس نے سوچا میں اوپر ہوں ہی بچھے ہے۔ بچھے
والا پیغمبر ہو تو میں کر خدا ہونے میں کیا شک ہے۔ توڑا نظر خا۔
”ے بھائی میرے تو مجھے میوٹ ہیں کیا پھر تو ہمیشہ
کہاں سے آگیا۔“

یہ تاریخی قصہ مجھے لفڑا سرکار پر یاد آگیا ہے۔ مزاری تھا نے
اگر توک سبھا کا کوئی محبر سرکار پیش سے سوال کر بیٹھے کے اسے بھا فی!
ہم نے تو تمہیں سرکار بتایا تھیں پھر تم سرکار کہاں سے بن بیٹھے؟۔

غیرہ تو اپنی اپنی بالی سی ہے۔ قدوخ خود کریں ہی پر اگر
چند روز کے لئے بھلی آفس یا کوئی اور آفس قبضے میں آھائے تو اسے
پھر سیوں اور کلکوں کو لائیں میں ٹھکر کر کے صاف صاف کہوں
کہ اسے حکم کے غلاموں اچھے لایج سے تم ہمیں بڑا بائیس کہو گے۔ ماتی لارڈ
بھی کہہ سکتے ہو۔ حضور عالی ہی پڑھے گا۔ زیادہ بہتر سرکار عالی چاہ درج کا
لیکن اس سے بہتر ہے کہ عالم پناہ یا سلطان زمیں کہا کر رہا ہے
تصویر لگا کر دیکھا اسایلو سرچھا پوچھیں میں ہماری طرف سے اعلان
کرو کر افضل شاد نے ہمیں عرض پر ملا کر طلائع دی ہے کہ عرب د
عجم کے سارے مسلمان کا فر ہو گئے۔ یکوئی انھوں نے اپنے وقت کے
قطبیت چھوڑ دلان این العرب ملکی کو نہیں پہچانا۔ اب بھی موقع ہے کہ وہ
ملکے اسٹانے پر سرچھکا نہیں۔ اس کی جو نیاں سیدھی کریں اور جتنا
تاریخی ترقی ہو سکے اس کے گھر ہی پہچائیں۔ اس اعلان میں ہمارے تمام
تاریخی و اسلامی کے ساتھ کم سے کم ذمیں کے اتعاب و آداب ہوئے
از بس ضروری ہیں۔

لہ بیلۃ الاولیاء، شیخۃ الاولیاء، روم و قن ارواح

قطع الاقطاب، هستی نایاب، محنن المکار، مسٹے
بڑا عالم، شاہ ہفت اقبالیو، اعوذ بالله من الشیطی
الجیم۔ وغیرہ کا وغیرہ کا۔

لیکن یہ تو سب خواب کی باتیں ہیں جن کی تعمیر ہوتیاں چھانے
کے سوا کچھ نہیں۔ خور طلب مسئلہ یہ ہے کہ اب اس جنت کی دیر افی کا
کیا ہوگا جن پر چند سیوں نے قبضہ جائ کر اندر سے دروازہ سن کر لیا ہے
دیوبنی بھی گراہ، جماعت اسلامی بھی گراہ۔ جماعت شیعی بھی گراہ
ابن حذیث بھی گراہ۔ جمیعت العلماء بھی گراہ۔ یہاں تک کہ جہاں والے
بھی گراہ۔ رہ گیا کون۔ صرف سرکار دیپٹے اور ان کے مردمیں مقتد
بہت ہوا تو مولوی احمد رضا خاں مرحوم کے متولیوں کو باہر جائے کا
اتی ٹری جنت اور ٹھیک بھرداری۔ دوسرا طرف جنم کی دھنکا پیں
الامان والحفظ۔ عاجز کا خیال ہے اگر انہوں میاں کسی بریلوی شیعی
یا سرکار پیش سے مشورہ کر کے جنت دوزخ بناتے تو جنت کے
چند سو ایکڑ زمین بہت تھی۔ اس میں کچھ مثاہدار کو ٹھیاں بن جائیں
حس میں چودھویں صدی کے مادرزاد سنتی رہا کرتے۔ دس پانچ
اسٹوپ بن جائے جن پر میاں کی بیلیوں تاچتیں۔ قوال گلتے اور جو قیاد
رقص کرتے۔ دوچار قبریں بنادی جائیں جن پر ہر ہجرت کو عُسریں
ہو کرتا۔ اس باتی سب زمین جسے فی الحال جنت کا حصہ بتایا گیا ہے
جیتمیں شامل کردی جاتی اور قبوری شریعت کے تھیں ہر سو اونکے
سو اسارے عالم کو دوزخ کی طرف ہنکلتے ہوئے فرشتے کئے۔ چلو
پیارے تم نے صوفیوں کا بہت دل دکھایا ہے۔ تم دہائی گاؤ۔ دیوبنی بھا
چکھوڑا۔

آنے سلام میں مسلمانوں کا رعب۔ اب کفر پر کھا اپنا چھایا
تھا کہ ہمارا انھوں نے مستسلمانوں کے لکھڑا رہے ہیں بھیجی۔ بڑے
”دیوبان آمدند“۔ کچھ ایسا ہی معاملہ قدموں کوئی زبان
نظر انہا ہے کہ تیموری شریعت کے حاملوں پر دیبا بیت کا کا بوس سوار
ہو گیا ہے۔ پتھکڑ کا اور چیخی ”دہایاں آمدند“
بیس اپنے پیر لو گلندر رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کی روشنی
میں قسم کھا کے ہوں کرتا ہوں کہ چودھویں صدی کے سیوں نے
جنت کا دروازہ گھر لیا تو میں آپ کس شماریں میں صحابہ وتابعین کھی

پر فردی اپنی بکوسر ختم کرتا ہے
میں بھی کافر تو بھی کافر کا فریکل سنسار
سکھی ری کا فریکل سنسار
جو پاہی درجست طریقت سلطان لائے گتائی
سمبودہ شیطان کا چیلہ ہے سے دین دیا جی
اس پر خدا کی مار سکھی ری، اس پر خدا کی مار
سکھی ری کا فریکل سنسار
(طلاز نہ صحت ہاتھی)

آپ غلطی کر رہے ہیں

یہ انتظار کرنا کہ جب آنکھیں مرض اور ضعف کا شکار
ہو جائیں گی اس وقت سرہ دُرِّی ضعف استعمال کریں گے
یقیناً صریح غلطی ہے۔ دروازہ لشکی کا تقاضا ہے کہ آپ بھی سے
در بحث کا استعمال شروع کر دیں۔ اس کا استعمال انشا اللہ
مرض کو حمل آ در در میانی کو صنیع ہونے سے پجائے گا۔

مرد آخڑیں مبارک بندہ است
خرچ اوسٹارڈ پیسے روز سے بھی کم۔ لیکن قائد آنکھی
لے ہبہ انعت کا تحفظ ہے۔
رائے ما یش کرا و و الکلبیاں
(سیدہ ار لوگ یہی صحت پکشے ہیں)



ہیں وہ تفیک دیجیاں جن پر یہ مادرزاد سنی دیا ہے اور مگر ابھی کی
یقینتی چست کرتے ہیں۔ آثار و تواریخ کو چھان مارو کسی صحابی، کسی
تابعی، کسی امام و محدث کے بیان ان حکایات ناشائستہ کی پر چھائیں
سکتے ہیں۔ یعنی جو آجکل کے مرد پرستوں کی دین و بیان ہی بھی
ہیں۔ قولی صحابہ و تابعین کے فرمانوں سے بھی خوبی سنی۔ وہ تواریخ
رنگ کی آواز پر لا جوں پڑھ کر کافوں میں انکھیاں رہے لیتے تھے
عرس کسی پڑھیا کا نام ہے۔ یعنی کسی صحابی و تابعی کو چھو کر بھی نہیں
گیا۔ قبروں پر دھوئی رہانا اور مُردوں سے اولاد میں چاہیتے کبھی
مسلمانوں میں بھی کا رخیر سمجھے لیا جاتے گا۔ یہ بات خواہ میں بھی صحت
تابعین نے نہیں سوچی تھی۔ وہ سب آجکل کے خالص مذہبوں کے
 نقطہ نظر سے پکے دیا ہی تھے۔ وہ اگر سن لیتے کہ کوئی مسلمان یا رسول اللہ
کو عالم القیوب اور حاضر و ناظر کہہ رہا ہے تو وہ اتنا مردیتی، چاہتا کی
مار دینے کوڑے مار مار کے بھسن پھر دیتے۔ اس کی قدرت زیادتی تو
زندگی بھر کے لئے کارہ تو خود کر لیتے۔ رہیں عروس اور قولیوں کی محفلیں
تو ان کا نام تاں تک بھی صدی بھری سے پہنچنے لیتیں آتی۔

عاجز برکو تو انہیں یہ ہے کہ اگر فومن نہیں ہوتا اور رادھا کالج جا
تا جعل کے خالص سیقی و حنفی بزرگ اللہ میاں تک کوئی کتنے سے باز ملنے
وہ تینوں بھڑک کر کہتے ہیں۔

”دیکھے اللہ میاں اور آپ جوچا ہے اپنے رسول سے کہلوالیں
مگر اس نہ اکتا بلکہ چو شکھ کر مرت کہلوائیں۔ جھلک اتنا ٹیکر رسول اور
بشر! یہ کیسے مکن ہے۔“
مکر میں دفعہ انگلیوں کی توکیں چوم کر کہتے۔

”دیکھے اللہ میاں! یہ جو آپ بار بار کہھ جاتے ہیں کہہ لیں سوا
کوئی خیب نہیں جانتا یہی منا سمجھیں۔ آپ کو تباہیں آپ کا آخری
یقین برقرار کیا عالم القیوب ہے۔ حاضر و ناظر ہے۔ آپ کو بھی یہاں نہیں
کہ دہ ہر صیحت زدہ کی دستگیری کرتا ہے اور جہاں سے جائے اسے
پکارو فروز استا ہے۔ وہ تو کیا اس کے معمولی خادم بھی۔“ یعنی
اویام اللہ غوث و دستگیریں۔ آپ شاید صرف فیت میں دیکھ نہیں
پاتے ہیں کہ ہماری مدد و رصہ ما سال پچھے کے اویام بھی برداشت کو جاتے
ہیں۔ اور تو کری سیکل اولاد تک ہر جیز کہتے ہیں۔“

ایک عظیم دارے کا قیام

برادران اسلام کے لئے یہ اطلاع یقیناً خوبی کا موجہ ہو گی کہ بعض جوان ہمتوں اور نقاد قسم کے حضرات نے مدیریت کی زیر نگرانی تصنیف و تالیف کے ایک وقوع ادارے کی رائج بیل ڈائی سین کا مقدمہ کام یہ پڑھ کر اسلاف و اخلاق کی ہمدریں عربی تصنیف کو اُردو کا جام سر پہننا کر عربی تعلیماتے والے شاعرین کی خدمت میں پیش کرے۔ کیسے کیسے انمول خزانے ہیں جچیں ہمارے اسلاف نے ہمارے لئے چھوٹا اے اور متاخرین میں بھی اعلیٰ درجے سے تصنیفین کا فخط ہیں۔ یہ ادارہ خصوصی انتظامیہ کے بعد عربی کتابوں کے تراجم پیش کرے گا اور بعدہ نہیں ہے کہ اہم کتابوں کو مدیریت ٹکلی کے پیش افظوں اور حاشیوں سے مرتضیٰ کیا جاسکے۔ انتہائی مصروفیت کے باوجود انہیں نے ہر ٹکنیک تعاون کا وعدہ فرمایا ہے۔

برادران اسلام کی انتظامیہ پریزنس کے پیش نظر طے یہ کیا گیا ہے کہ تھیم کتابوں کو بیک وقت شائع کرنے کے عوض ماہر سسلاوں کی تخلیک میں قسط و ارشائیں کیا جائے تاکہ ادارے کو بھی سہولت ہو اور کم استطاعت لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں ابتداءً ائمہ کے ایک شخصی و مصنفوں کی معرفہ اور تصنیف المفاسد فی عمرہ اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی سے مثال کتاب منهاجر السنه پیش نظر ہے۔ ترجیح کا کام مشروع کیا جا چکا ہے۔ کتاب جو بھی آئے لیکن اس سلسلہ کا مستقل ہم ہو گا

کنز العلوم

تفصیلی و اعد اشارہ اللہ اگلے اہ شائع کئے جائیں گے۔ فی الحال تو صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ ارباب ذوق اس کام میں باقاعدہ ٹھانے اور اس سے زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے پر ابھی سے آمادہ ہو جائیں اور ذی استطاعت حضرات تعاون میں پیش قدمی فرمائیں۔ عام حضرات کے لئے توہراہ صرف دوڑھانی روپیے ہیں کا صرف ہو گا، لیکن جو صدراً چشتیت حضرات اعظم اشان کام کو اسے ٹھانے میں خصوصی دلچسپی لے سکتے ہوں وہ ڈھانی صورتیں بھجوئیں تھیں اور کمی کی رکنیت قبول فرمائیں۔ پہمیشہ ہر ایشور ان کی خدمت میں اعزازی طور پر پیش کیا جاتا ہے ہم ایز متعلقہ امور میں ان کے مشوروں کو خاص اہمیت دی جائے گی۔ لیکن ادارہ چند ابھی نیا ہے اس نئے اٹھیان کی بات پر کوئی رکنیت کی قسم برداشت مددیر تھی کوئی بھی جائیں۔ اس سے زیادہ اٹھیان کی اور کوئی صورت ہمیں ہو سکتی۔ ارکین کے نام تھی میں شائع کئے جاتے ہیں ہے تاہم رکنیت کا معاملہ مضمونی ہے۔ کوئی رکن ترینے تب بھی ادارہ اشارہ اللہ اپنے کام کو جلد مشروع کر کے رہیں گے ڈھانی
خاتمة المؤمن و ما التوفيق لـ اللـ بـ اـ دـ هـ وـ هـ لـ اـ مـ سـ عـ

بلن

طبع

ہفتسم ادارہ کنز العلوم دیوبند - دیوبند

تبصرے کیلئے ہر کتاب کے دو نئے آنے ضروری ہیں

کھر و کھول

مشرح سے بیٹھے ایک مبسوط تقدیر ترتیب دلیل ہے جو دو حصوں میں تقسیم ہوتا۔ اس کا حصہ اول ہمارے سامنے ہے یہ حصہ اول تخلیٰ سائز کے $\frac{2}{3}$ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں فاضل مؤلف نے نقش و تحقیق کا جو سرمایہ جمع کیا ہے اس کا صحیح اندازہ اس تبصرے میں نہیں کیا جاسکتا۔ حافظ ابن حجر کی فتح الباری صحیح بیش بہا ہے ویسا ہی اس کا مقابہ بھی ہے، لیکن اس کی نوعیت وہ نہیں ہے جو بینظیر تقدیر کی ہے۔ پس ظرف تقدیر اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں نقش و تحقیق اور امام ابوحنیفہؒ پر اڑائی ہوئی اس گرد کو صفات کیا گیا ہے جس کی تسلیم جانشی کا سلسلہ ابوحنیفہؒ کے بعض عجمیوں سے کلراج تک کے بعض اہل حدیث تک پہنچتا ہے۔ بخاری کی شرح میں اس نوع کے حق ہے کا جواز اس لئے بھی ہے کہ بخاری ہی کے آغاز میں امام بخاریؒ کا مذکورہ خلیص امام ابوحنیفہؒ کے حق میں کاٹلوں کی بوجھا رین گیا ہے اور اس لئے بھی ہے کہ بعض محدثین نے — خصوصاً خطیب بغدادیؒ جیسے پرہیز خوشیں نے جو غیر مدداری امام عظیمؒ کے حق میں برقراری کے خدوخال نہیاں کرنا امام عظیمؒ کے مذکورہ شناسوں پر ہر آئینہ واجب ہے۔

فاضل مؤلف نے نقش و تحقیق کے آغاز، ارتقا اور کلیہ اصول و اقدار سر و شی و انتہی ہوئے اُن کمزور اور بے خر اختراءات کے تحقیقی جوابات دیتے ہیں جن کا ہدف امام عظیمؒ اور فتح و تحقیق کو بنایا جاتا رہا ہے۔ امام عظیمؒ کی تھی علم حدیث میں ان کا کیا پایہ تھا، بالغ نظر اکابر و فاضل ان کے بالے میں کیا راستے رکھتے تھے، ان کی فتح کی رکھر

صحیح بخاری پر عربی میں بہت کام ہوا ہے لیکن اُردو میں اس کام کی بھی اتنا بھی ہے۔ ترجیح کا فرضیہ تو کمی ناشرین ادا کر چکے۔ بعض اہل علم نے ترجیح کے ساتھ فوائد و احتیاجی اضافہ کیا ہے۔ مگر اسیں کافی نہیں ہے۔ علاوه ازین حقیقی نقطہ نگاه اور مسلمک کی بھرپور ترجیح کا کام اُردو میں بالکل ہی نہ ہونے کے برابر ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک ذی علم بزرگ جاپ مولا ناسید احمد رضا خاں صاحبؒ اسیکل اور اہم کام کا آغاز فرمایا ہے۔ آپ علمبردار اور شاہ صاحب رحمۃ الرحمیل کے شاگرد ہیں اور علمبردار موصوف متاخرین میں جس پاسے کے محدث گذے ہیں وہ اونچے اہل علم سے تحقیق ہیں۔ حق یہ ہے کہ حدیث کے وسیع و قیم فتن کی بیارت کا جو سلسلہ الہب قرون اولی سے جلداً تھا موصوف اس کی آخری کڑی تھے اور آپ کے بعد پوری دنیا سے اسلام میں اس شان کی حدیث اور عاظم حدیث مم سے کم ساری معلومات کی حدیث عن حقیقت کے درجے میں ہیں۔ حدیث کو سمجھنے والے اس پر جلدی سے کلام کرنے والے اور اس کے مطالب و مفہوم کو دلنشیں پر اسے میں بیان کرنے والے تو فضل تعالیٰ اب بھی ہیں اور فتنی نزاکتوں پر عبور رکھتے والے بھی مفقود نہیں، لیکن جنلی القدر حفاظ حدیث کی بحصوص شان کو صد پا احادیث لفظیہ حافظی میں تحفظ ہوں اور بر وقت ان کا استحضار بھی ہو۔ علامہ اور شاہ صاحبؒ نے یہ کہیں نظر نہیں آتی۔ یعنی وجہ ہے کہ ان کے لئے جاپ احمد رضا خاں صاحبؒ کے ایکی تو غمات والستہ کی جا سکتی ہیں۔ اخنوں نے بخاری کی

بسط کے ساتھ مواد پریش کیا ہے۔ وہ چالیس فہارجھوں نے
امم اعظم کی سربراہی میں عظیم الشان فتح حنفی شیخ تدوین کی
تمحیٰ ان کا بھی مکمل تعاریف مؤلفتے کرایا ہے۔ ان میں
جن عالی تقدیر حضرات کے فصیل حلالات و اوصافات تاریخ
سے متاکری مکن تھوان کے حق میں متلاطفتی بھی تھا ہیں
نہیں بڑا مثلاً امام روزگر پر پائیں اور امام ابویوسف پر
قریب اٹھاڑہ صفحاتِ دفت کئے ہیں۔

اماً اعظم کے علاوہ انہیں کا بھی حسب ضرورت
تذکرہ شامل مقدمہ ہے اور یہ کتاب میں قبل کے جملہ قابل
ذکر محدثین کے حالات بھی دیتے گئے ہیں۔ بعد کے محدثین
کا ذکر کردہ حصہ ثانی میں آئے گا۔

اُردو میں مولانا بشیلؒ کی سیرتۃ المحمدان امام
اعظم پر حرف آخر بھجی گئی ہے، لیکن اس میں بھی کچھ نہ کچھ
فرودگہ اشتین ضرورت ہیں جن میں سے بعض پر مرتبتاً احمد رضا
صاحبے تخت لیکن تکرانجیز کلم کیا ہے۔ حاصل یہ کہ
مقدمہ کا یہ جزو اول طریقہ معرکہ کی چجز ہے۔ ایسی چزاں نے
بھی ضروری تھی کہ اماً اعظم کی تحقیر و تقصیص میں ثابت
قرطاس کیا ہوا محدثین کا بے تہذیب ادی اح بھی بعض ملقوق
میں آئے کارؒ کی حیثیت سے استعمال کیا جا رہا ہے اور یہ
بات خاصی شہرت پاگئی ہے کہ ابتدیہ حلم حدیث میں کاظمؑ
پڑھہ نہیں رکھتے تھے۔ سچا پسے عوام کیا جائیں کہ یہ مسیدھ جھوٹ
کس طرح جلا، اُن نے اسے پروادی اور آج کون اسکی پشت
پناہی کر رہا ہے۔ عربی میں اس افتراہ خالص کا اول گھوٹے
والا بہت سامواں موجود ہے، لیکن اُردو میں اس کی سخت
ضرورت تھی اور اس بہت پر ضرورت تھی کہ کام استھان
لوگ بھی اس سے مستفادہ ہو سکیں۔ قسطدار اشاعت کا ذ
پر و گرام اوزار الباری کے ناشریہ بنایا ہے اس میں فرمود
کے لئے بھی استفادہ کا لوز ا موقع ہوتا ہے۔ حاصل یہیں نظر
جزدی قیمت سارے ہمیں روپیتے اور مستقل مبرور کے
لئے اس سے بھی کچھ کم۔ لمبڑی کے قاعدہ تفصیلات معلوم

مکتبہ ناشرو العلوم۔ دیوبند
من جیت الحجوم اوزار الباری کے اس تقدیمے کو تم بلا
شبہ ایک بیش بہا پیش خیال رکھتے ہیں اورتفسیر حدیث
وغیرہ کے ختنے ماہور اسلامی دیوبند سے چل رکھتے ہیں ان میں
یہ اسلامیہ ہے جسے بلند پایہ فراز دیا جا سکتا ہے۔ اس کی
حیثیت صرف علمی و تحقیقی ہی نہیں بلیغی ہی ہے۔ کیونکہ امام
اعظم اور فتح حنفی کے باعث میں جو شوستہ یاران حاشیہ
آئے دن جھوٹتے رہتے ہیں ان کے مضر اثرات کو زائل کرنا
اخاف کا ایک مقدس رتیبہ ہے۔ لیکن اخاف وہ ہوتے
چاہیں جو دافعۃ حنفی ہوں۔ زمانے کی سلطنت الفی سے اخاف
تھی ایک ایسی تحریر بھی آج کل بڑی عام ہو گئی ہے جس سے اس
صیفہ اور ان کے پچھے پروردی کی رو جیں پہنچا امامتی ہو گئی
یہ وہ لوگ ہیں جو سرت پر تک قبوری شریعت کے مارکار
میں خستہ ہیں مگر کہتے ہیں اپنے آپ کو اصلی سنتی و حنفی۔ ایک
حنفیت شرک بدعت کو درود کر غول کرتی ہے اور ہر اس شخص کو
”دہانی“ قرار دیتی ہے جو شرک و بدعت سے دور بھاگ۔
لشکر ہے کہ اوزار الباری کے جامع و مولف ”دہانی“ ہی بھی اسی
اسی سنتے ان کے یہاں علم و تکفین کا ازار کر گئم نظر آتا ہے۔
تکفین و تبریک کے بعد ہم فاضل مولف کو چند مشویے
ضروریں کریں گے۔

(۱) ماضیل پر ان کے نام کے ساتھ ”بھنوی نقش بندی
عجمی“ کے الفاظ لکھے ہوتے ہیں۔ یہ زائد از ضرورت ہیں۔
زیادہ تعاریف ہی مقصود ہے تو ”بھنوی“ کو باقی بہت دیا
جائے۔ باقی نسبتیں ایسی نہیں جن کا اعلان ضروری ہی
ہو۔ ان نسبتوں سے ایسا دھوکا ہوتا ہے جیسے مولف نئی ترمیم
کے خفیوں کے فرد ہوں۔ نئے خفیوں ہی کو مسلسل تصوف
کی نسبتوں کے اہل اعلان کا بہت شوق ہے۔ حالانکہ
یہ کتاب ویسے بھی تصور کے موضع پر نہیں ہے کہ نسبتوں کا
اس سے جوڑ لگ سکے۔
(۲) تحقیقی مواد جمع کرنا جس مخت اور توجہ کا مفہوم ہے

غافل ہو جاتا یقیناً قابل اعتراض ہے، میکن ہمیں خوشی ہے کہ خاصی جذباتی چاہی کے باوجود فضل مخالف نہ داند وامانت کا خون نہیں کیا ہے۔ اگر امام بخاری جیسے بزرگ اپنی تاریخ صیریں اپنے استاد حبیدی کی یہ گل افشاں نقل کر سکتے ہیں کہ ابوحنیفہ کو خدا کھنی کے اعتراض کے مطابق ایک حجاج نے رسول اللہ کی تین سنتوں سے آگاہ کی تھا اور یہ کہ جس شخص کے پاس رسول اللہ کی سنتوں کا علم تھا ہی نہیں تھجھے ہے، لوگوں نے اسے احکام دیجئے ہیں شیوا بنا لیا۔ اگر امام بخاری یہ لکھ سکتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی حدیث سے لوگوں نے سکوت کیا۔

اگر امام بخاری ابوحنیفہ کو مر جنی قراودیکر غمز کے ساقشوی کہہ سکتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں لیے راویوں سے روایت نہیں کی جو اعمال کو جزو ایمان نہیں کہتے تھے۔

اگر امام بخاری خاتم خلف الامام اور تاریخ میں کی شہدیتی جھوٹوں میں حصی مسلک بر جی کھول کر مشین ستم کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ابوحنیفہ کے مرتبہ شناسوں کے جذبات اس سے مجروح نہ ہوں۔ انھیں تاریخ و مالا ہونا ہی چاہیے اور خصہ پیدا ہونا بھی تقاضائے نظرت ہی ہے۔ میکن رسم المروءت کی راستے ہے کہ امام بخاری جیسے بزرگوں کی اس طرح کی جواہتوں کا مردم لانے کے لئے "عزاد و تعصب" اور "عزاد و حسر" جیسے بھکتی ہوئے الفاظ سے پرہیز ہی کرتا چاہئے۔ نیز یہ کہنے کے عومن کہ امام بخاری نے تاریخ صیریں امام ابوحنیفہ کی تضییں کرنے والی جھوٹی روایات نقل نہیں کر سکتے۔ اکا مردوں بخاری کی ارادۃ جھوٹی روایت نقل نہیں کر سکتے۔ اکا مردوں زہد و درع اس میں مانع ہے۔ ان کی بخاری تو بفضل تعالیٰ جھوٹی روایات سے پاک ہے ہی۔ ان کی درسری کتاب میں بھی اتنی گمراہی ہوئی نہیں ہیں کہ انھیوں نے قصیداً اس میں مکملہ ہر روایتی نقل کی ہوئی۔ ہاں نادانستہ و غلطی کر سکتے تھے اور ابوحنیفہ کے باشے میں ان سے غلطی ہوئی بھی ہے۔

کرنی چاہئے میں نظر حسنہ روایت کے لحاظ سے نظر تائی کا تھا جسے مضافات کی ترتیب ایسی ماہرا نہیں کہ اسے تضمینت و تائیف کے ترقی یا فتح معیار کا ایک اچھا نمونہ نہ مانا جائے۔

(۳) روایات کا ادنیٰ قليل حسنہ ایسا بھی ہے جس کو نہ لینا یعنی سے بہتر تھا۔ مناقب کسی کے بھی ہوں۔ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت میں بھی ایں علم کو سہی مضبوط روایات پر سی بھروسہ کرنا چاہئے۔ امام عنذرہ کی عظمت و عقرمت واضح کرنے کے لئے تاریخ د تقریروایات و شوابہ کی کمی نہیں۔ اہنے انکر و روایتوں کو نظر انداز کرنا اقرب الی الصواب ہے۔ آئندہ اگر اس بلکے میں کسی عادل نجیبی میں بھڑی اور یہی لاؤگ روشن اختیار کی جائے گی تو نہایت سمارک ہو گا۔

(۴) زبان و انشاء پر کچھ اور محنت کی ضرورت ہے۔ مسودے پر کھوڑے و تھنے سے ایک دبار خود ہی تنقیدی نظرداری چاہیا کر سے تو ایسا ہے کہ زبان و انشاء کے جھوٹ نکل جائیں گے۔ اعلیٰ درجے کا اشترب بے عیب ہی گلاس میں آئے تو سونے پر سہما گئے کام صداق ہو سکتا ہے موقوف کا قلم تکفہ بھی ہے اور باوقار بھی۔ ذرا سی ولائی اور تکھاں اور آجائے تو مزید جائے گا۔

(۵) بعض کتابوں کے نام شاہد غلط درج ہو گئے ہیں کچھ مقامات پر اسے کہا ہے کہی غلطی سمجھا جا سکتا ہے کہ بعض مقامات پر یہ تاویل نہیں ہیں۔ غلطی شاید اس نئے عومنی کر جن تاحد سے یہ نام لئے گئے وہی غلط درج ہوں۔

(۶) تاریخ نگاری کے اس حدیث لظرتی کے تو ہم قائل نہیں ہیں کہ مورخ کا پیشہ ذاتی جذبات اٹھا کر طلاق میں رکھ دیتے چاہیں۔ جذبات سے بالکل بیرون ہو کر لکھنا تو پھر کے جسموں ہی کام ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جس تاریخ کا تعلق دینی و ملی شخصیات سے ہو اس پر قلم اٹھلتے ہم سے تو جذبات سے دامن بچا یا ہی نہیں جاسکتا۔ میکن

(۷) زیلی عنوانات لی بہنات ہلی بہیں معلوم ہوئی ان میں اتنی سخاوت نہیں برپی چاہئے جتنی برلن کی ہے۔ نیز الفاظ پر خط کھینچ کا طریقہ بھی اتنی نیاضی سے استعمال نہیں کرنا چاہئے کہ خطوط کی اہمیت ہی ختم ہو جائے۔

ان مودادہ مشوروں کے بعد ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل متولف کو اس سلسلہ نادرہ کی تکمیل کے لئے بھی عطا فرمائے اور ان کے قلم سے حق ہی حق تک جلد تاظریں سے ہم اوار الباری کے طالب الرحمی سفارش کروتے ہیں۔

التسلیع

سلسلوں کی طرح یہ بھی ایک ماہر اوس طریقہ ہے جو حکم الامم مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیکم سے ہوا اعظم پڑھلے ہے پہلی استاختہ ہائے سامنے ہے جس میں حکم الامم کے دو خطہ ہیں پہلا وعظ "ذکر الرسول" کے عنوان سے ہے جس کا قلب المدحیع فی الریس علی ہے۔ اسیں حضرت موصوف نے پڑھے دعیجہ اور اخراجیز انداز میں یہ بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کیا حقوق ہیں اور جو لوگ صرف میلاد دیر کے جلے کر کے خوش ہو یتھے ہیں تو ہم نے محبت کا حق ادا کیا وہ کسی نادانی میں مستلان ہیں۔

دوسرہ وعظ "رجاء الغیوب" ہے اس میں نہیں دلنشیں پرستے میں اس نیادی نکتے کے تمام پہلوؤں کا ایضاً کا مفہوم کیا ہے۔ ہم شکریت آئندہ سے میور رحمت و مفترت رکھ کا مفہوم کیا ہے۔ ہم شکریت آئندہ سے میور کفر ہے اور ہم من کو اللہ سے غفران و رحمت ہی کی آس لگانی چاہئے، لیکن غالی آس لگانا اور ایجاد واری کے لازمی تلقنے پر ہے ذکر نا اتنی بڑی ہے داشت ہے کہ ادا نہیں ہے اپسے خوش فہموں کو دوزخ میں تذمیر دیا جائے گا۔ یہی حقیقت حکم حضرت موصوف نے اس وعظ میں خوش اسلوبی سے بیان فرمائی ہے۔

حکم الامم پر اللہ کی رحمتی ہیوں ان کے مواعظ پر اعتماد رائی کرنا ہم جیسے ناہلوں کا منصب نہیں۔ وہ صرف عالم ہی نہیں تھے بلکہ مرشد اور صاحب دل بھی تھے۔

اس فلسفی کی نیاد خلوص کے علاوہ کسی چیز پر نہیں۔ امیکیں ایچنیفیٹس کے مالکے میں بھی کی باہمی نہیں جن سے ائمکے قلب ذہن میں بدگمانی کے حکم بھر جائے۔ بدگمانی وہ زبرہت کے بڑے عقل، کے زرادیہ نظر کے مذاق کے بغیر نہیں چھوڑتا۔ بھی امام بخاری کے معاملہ میں بھی ہوا۔ اخنوں نے منتظر ہوئی صفتہ جعل کو ایمان کا جزو نہیں مانتے۔ لب غصہ آگیا۔ یہ غصہ بدگمانی کا زایسیدہ تھا۔ اگر بدگمانی را سچ نہ ہوتی تو بہت آسانی سے وہ اُس نیچے پر بیخ کے تھے جس پر شیخ الاسلام اس نیچے پہنچے ہیں۔ بہت آسانی سے وہ کچھ سکتے تھے حکم الامم کے موقع پر کن مقاصد کے تحت کس مفہوم میں آیا ہات کی ہے۔ پھر نہ امیکیں ایچنیفیٹس مر جنی نظر آتے نہ عمل کو جزو و ایمان ثابت کرنے میں شدید کی ضرورت ہوتی۔ ایسے عظیم اخنوں نے بعض اور باتیں نہیں جو یا تو بکسر و دغ تھیں یا سان و سیان سے کٹ کر امیکیں بھی تھیں۔ اس ناراض ہوتے۔ لیکن یہ ناراضگی ازرا و خلوص ہی تھی اسی شعوری عدا آؤ کو دخل نہیں تھا اور اگر ایچنیفیٹس کی تتفیص کرنے والی بعض روایات اخنوں نے قبول کر لیں تو یہ ہرگز نہیں بھنا جائیے کہ ان روایات کو جھوٹا جانتے ہوئے پہ اندام کیا ہے، بلکہ جاگریں بدگمانی کی ذہنی فضایاں یہ ایک قدری بات تھی کہ وہ ایسی روایات کے نظر میں ہیں انگاری بریں اور امیکیں تیول کیلئے مضافات نہ بھیں۔

اصل گذارش یہ ہے کہ بخاری جیسے طبل القور انسان کی لغزشیں بیان کرتے ہوئے ایسے الفاظ نہیں آنچاہیں جن سے یہ تباہہ ہو کہ ازراہ حنادیہ بزرگ ارادۂ جھوٹی روایات میان کر سکتے تھے۔ حنادا ایک حقیقت ہے۔ بخاری یا حمید شی انسان ہی تھے فرشتے نہیں تھے ان پر ہر اس نی جملت کا غلبہ ہو سکتا تھا، لیکن ان کے خلوص میں ہمیں شک نہیں کرنا چاہئے۔ ان کی دیانت و دوست گوئی شبہ سے بالآخر ہے۔ ہم خطیب بغدادی جیسے لوگوں کی لا محدودیتی احتسابیو اور غیر متعینہ دارلوں پر قلم پھی منتقل بھی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگرچہ اس تعالیٰ پھر بھی کسی مرض کی روائیں۔

پیش لفظ میں فاضل ناشر نے مولانا اشرف علیؒ کے جو اوصاف بسان کئے وہ یقیناً بجا ہیں، لیکن اس ایک نظر کے میں غلوتی بھی آگیا ہے کہ:-

”خود تو فرمائیتے امت کی وہ کوئی ضرورت باقی رہ گئی ہے جو آپ سے مکمل اور پوری ہیں فرمادی۔“

ایک چھ بات اور ٹسٹنے کی ہے۔ جماعتِ اسلامی نے ایک محکم ترین اور محکم کلمہ بسان کیا تھا کہ ”اللہ اور رسول کے سو اکوئی معیار خی نہیں۔“ غلط نہیں اور بدگمانیوں کا جگہ اپنے کہ اس ناقابل تروید سکتے ہیں تھے اس طبق جھوک ایجھے اور غافلت کا وہ طوفان آٹھا یا کہ پیاس جنمدا۔ فرمایا گیا کہ مجھے صاحب یہ لوگ چھاپے لے کر کوئی تعمیر بالآخر نہیں مانتے۔ حالانکہ ہے تقدیر سے بالآخر تو چھاپے کو امت میں کسی نے کبھی بھی نہیں مانتا۔ سو اسے شیعوں کے کوہہ هرف حضرت علیؑ اور ان کی ذریت کو تقدیر سے بالآخر فارستی ہیں۔ قصیہ مولانا اشرف علیؑ نے کیا فرمایا۔ تذکرہ و تذکرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ فرماتے ہیں:-

”حضرت عمر بن کسی قدر پریثان ہو گئے اسی میں کوئی

اجتہادی غلطی ہو گئی۔ وہ غلطی یہ تھی کہ...“ ۱۹

دیکھئے جیسے حضرت عمر جیسے صحابی جیلیں کی اجتہادی غلطی کا اخبار کسی مفاظ سے ہے۔ ہم تو اس میں کوئی تباہت نہیں پائتے، لیکن ان حضرات سے پوچھیتے جن کو جماعتِ اسلامی کے ذکر کردیں حقیقت سے پراخترا ضم خواہا یا ہے۔ کیا وہ بھی اس میں کوئی تباہت نہیں پائتے؟ الگ پائتے ہیں تو کھل کر کہیں اور نہیں پائتے تو معلوم ہو رکھنا لفعت اور اولاد نہیں تھی۔ خلاصہ تصور ہے کہ التبلیغ کا سلسلہ قیمتاً اس

لائن ہے کہ اس سے تعاون کیا جائے۔ پیش نظر التبلیغ کے صفات دوسو کے قریب ہیں اور قیمت دُور ہے۔ مجرمان کے لئے سوار و پیر۔ مجرمیت سے تواحد ناشر کے پتے پر خط

لکھ کر معلوم کئے جاسکتے ہیں:- پیشہ
مکتبہ ضیاء الدین۔ جامع مسجد۔ دیوبند

تصوف کو تحریکت کی زخمیوں میں جکڑا کر رکھے کاملاں متاخر ہیں ان کی طرح بہت بیکم خضرات میں ملتا ہے۔ ان کے عروض میں ایک طرف اگر علم کا لارڈ، ملکوں کی رئشنی اور دل زندہ کی دھڑکنیں کرو میں لیتی حسوس ہوتی ہیں تو دوسرا ی طرف ذہانت اور قوت استدلال کا سریا یہ بھی قابلِ رنک مدد میک موجود ہے وہ دلنشیں نشیلوں اور حکایتوں کے ذمہ لیے دعا کر دیں میں اُنہار دیتے ہیں اور کہیں کہیں ان کے پردازیں ایسا اہم اسٹا آفیں اور صحت من مذاہج بھی ملتا ہے جن سے ارباب ذوق کے تلوب و اذہان نشاط و اہتزاز کی کیفیت حسوس کرتے ہیں۔

”التبلیغ“ کا ناشر مکتبہ ضیاء الدین دیوبند ہے۔ جسکے ناظم جناب محمد انسل بحق صاحب فاضل دیوبندی امن پل اشاعت پریمیا چھ صفحات کا پیش لفظ بھی خیر فرمایا ہے جس سے ان کی دینی و ملی دردمنی اور پاکیزگی نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ دلوں و عقول میں انہوں نے ذمی عنوانات خود دیتے ہیں اور دوسرا دلخیل میں حاشیے پر سکل الفاظ کا مفہوم بھی نہیں کھے ہے۔ وہ شورہ چاہتے ہیں کہ یہ طریقہ ٹھیک ہے، یا حوا شی سے صرف نظر کیا جائے۔ ہماری رائی میں جو اسی میکم درج ہیں اس سے کم استعداد فقاریں کو سہولت ملیں گے۔ خوشی کی بات تھی کہ شیعوں کی طرف تھناط لوجہ دی گئی۔ آیات و احادیث کتابت کی غلطیوں سے پاک ہیں پھر بھی کہیں تکہیں چوک ہونا تو تحریکت کے لوازمات میں سمجھے پہلے ہی جل عقول میں ”ذکر الرسول“ کی دلوں سماں پر شدید میں چھپ گئیں حالانکہ سہی سماں پر شدید غلط ہے۔ صحت پر آیت قرآنی امام محقق الشرازور عویش میں آخری قوں پر زیر چھپ گیا حالانکہ زبر ہونا چاہتے ہیں۔ بدلے دلخیل میں آیات پر اعراب کا التزام نہیں کیا گیا ہے حالانکہ دوسرے میں التراجم موجود ہے۔ ہمارے تذکرہ دوسرا ہی طریقہ نہ صرف درست بلکہ ضروری ہے۔ آیات کو بلا اعراب رکھنا ہم بے اختیاٹی اور خشیت ایسی سے تحریک کا مظہر سمجھتے ہیں۔ آئندہ ہمیشہ اس کا الحاظ رکھنا چاہتے

الادب المفرد (ترجمہ اردو) اس سے قبل ان صفات
کتاب کا ذکر اس کی عربی شرح فضل اللہ العصمد کے
سلسلہ میں ہو جاتا ہے۔ اب ہمارے سامنے اس کا وہ اور ترجیح ہے
جو مع من چھا پا گیا ہے۔ ناشر ہیں: - دارالافتخارت۔
 مقابل مولوی ساز خانہ۔ بذریود کراچی۔ مترجم ہیں:-
جانب مولانا فضل الرحمن (معاذہ اپری) کتابت و
طباعت جمیعت تجویی صفات تحری۔ کاغذ صفرہ صفات
مترو سلط سائز۔ ہدیہ مجلہ بارہ بیانے۔

جیسا کہ ہم پہلے ظاہر کریں گے ہیں ہماری کتابہ میں البتہ
کی بہت اہم ہے۔ اس لئے اہم ہے کہ اس میں ایسی
حدیثیں جمع کی گئی ہیں جو کا عقل بہاری روزمرہ عملی زندگی سے
ہے۔ مسلمان اپنے رہنمیں میں کیا طور طرز اختیار کرے
کن لوگوں کا اس پر اور خود اس کا کن لوگوں پر کیا حق ہے۔
افراد میں جمیعت میں بھی اور معاشرے کا ایک جزو ہے
کی جیتیں میں بھی اس کی کیا زندگی رہیں۔ دغیرہ دلک۔
اس طرح کے سوالات کا جواب اس کتاب سے بخوبی ملتا ہے۔
ترجمہ میں ہے۔ فوائد کے عنوان سے تصریف و تصحیح
دستیگے ہیں جو اگرچہ حق شرح ادا نہیں کرتے بلکہ تو تصحیح مراد
میں خاص سے معاون ہیں۔ ہمارے خیال میں بعض مقامات تو
مفصل حاشی کے طالب ہے۔ مثلاً تعمیر کنات کے ذیل میں یہ
افریان ہوا اگر آدمی کو ہر کام میں اجر ملتا ہے بلکہ راریں نہیں۔
اس کی عقول و متوازن تو جیسہ ضروری تھی لیکن فضل ترجم
نے سرسری ساوت دیا ہے اور وہ بھی غیر متوازن۔ وہ کہتے
ہیں کہ مصبوط بنیادیں جانا اور اس میں فتح خاتم کرنا تفصیل
مال شمار ہوتا ہے۔ یہ تو تصحیح علی ال طلاق و درست نہیں ہے
مسجدوں اور قلعوں اور فوجی بارکوں وغیرہ کی بنیادیں ضبط
بنانا تو باریں اہمیت مال نہیں ہے۔ مسجد کے معاملہ میں تو
اجر بھی ظاہر ہی ہے۔ مصبوط بنیادیں کے قلمی اور دنایی
لائیں کی یا مدار عمارتیں بنانا ہی بالیقین اجر کا وجہ ہے اگر
مقصود حکومت اسلامیہ کا تحفظ اور مسلمانوں کا بچاؤ ہو۔

یا مثلاً صفتیہ پر حضرت مائاخوہ کا قول ہے حقیقت اخیط
نہیں۔ اس کا ترجمہ میں اپنا نقاب سی لوں ہے تو تصحیح کو نہیں
کے لئے اور دوسریں کوئی نقطہ نہیں، لیکن فعل ترجمہ یعنی جانتے
ہوں گے کہ ایک اور دوں "نقاب" سے جو بھی طلب کرے سکتا ہے
وہ وہ نہیں ہو گا جو حقیقت نہیں کا ہے۔ یہاں قادرے
تو تصحیح کی حاجت نہیں۔

کتاب کی تصحیح پر کافی توجہ دی گئی ہے مگر فاطیحان پر بھی
روہی گئی ہیں۔ مثلاً صفتیہ پر حدیث ابو ہریرہ میں لکھا گیا ہے
قالت عدداً امّا امّا العائذ من بات من القطعیة۔ بخانے
اس میں "من" کہاں سے آگئی۔ یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں
میں ہے۔ تصحیح الفاظ العائذ بیٹھ ہیں۔

صلحت پر انسٹی لہ فی عمرہ و شرای ماں۔ یعنی
خانو شری۔ کاتب شرای بنادیا۔
۱۲۵ پر۔ قال اسٹم اخلاق المؤمن۔ یہ بھی
کتاب کا لفظ ہے۔ کوئی غیر وہی داں اسے الٹھم نہیں پڑھ
سکتا۔ مناسب ہوتا اگر الٹھم نہ کھا جاتا۔

اس کتاب کے عربی کے کاتب پرے نہیں ہیں مگر زبانے
کیوں انھیں نقطوں کے معاملہ میں بخل کیا ہے۔ عموماً دو
نقطوں کو شکل سے سوایا ڈیڑھ لفظ ہیں۔ بعض جملہ است ابھی
نہیں۔ مثلاً ۱۲۵ پر ظیمان لکھا ہے۔ حالانکہ بیظیمان
ہے۔ انھوں نے یا کسے دو نقطے کے نقطے میں اس طرح
ٹلاتے کرایک نقطہ قاتب ہو گیا۔

صلحت پر الدین اذا سروا ذکر الله۔ یہ روایا
درست نہیں ہے اور دو ہوتا چاہے۔

صلحت پر۔ بلا حومہ برح اصلح۔ ہمیں ممکن
کی صحبت میں شک ہے۔ محکمًا ہوتا چاہے۔

صلحت پر۔ لندیں بند اللہ بن شقیق کا شقیق
بن گیا ہے۔ وہ دویں نقطوں میں بخل کا کشہ ہے، لیکن ایک
جنگ معاشرہ پر مکس نظر آیا۔ صحت پر اسی حدیث میں لکھہ
لطفی سید یہ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ بہاری نقطوں لطفی دف
کے ساتھ تصحیح ہے۔ کوئی نقطہ زیادہ ہو گیا۔ ہمارے خیال کی

ہدایت القرآن چاراً ہم سورتوں کی مامہم دلنشیں
ہدایت اور اثر انگریز تفسیر۔
حشم و انتزاعت عبیش التکوین
ہدیہ درود پرے

چین کے مسلمان چینی مسلمان کس حال ہیں
اور ان پر کیا گذشتہ ہے۔

صرف چار آئے

شهادۃ القرآن حضرت میسی کے آسمان پر اعلیٰ
جاتے ہیں تعلق ایک بسیط د
معضل بحث۔۔۔۔۔ محمد ساڑھے چار روپے۔

القاموس الجید عربی سیکھنے کے لئے تلقیں پریز
محمد سات روپے

مکتبہ تحقیقی دیوبند

صحت کا فرنیز یہ بھی ہے کہ اسی روایت کو امام احمد نے
مرتضیٰ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

مکتبہ پر حدیث فائیٹھے میں خصوصی تھا بن گی
حالانکہ یہ فرضیہ تھا ہونا چاہئے۔

اتا ہم اس طرح کی خفی خایماں صحت میں قادح ہیں۔

عربی کی سیع کا کام جس قدر مشکل ہے اس کے اعتبار سے اس
کتاب کی تصحیح بہت اچھی کی گئی ہے۔ یہی کتاب جناب
عبد القدوس راشمی کے لئے ہوتے صرف اور درجے کی شکل
میں "کتاب زندگی" کے نام سے مکتبہ تحقیقی میں پہلے سے موجود ہے
یہیں زیر تصریح ایڈیشن چونکہ سعی عربی ہے اس لئے اسے بھی
مکتبہ تحقیقی اثار اللہ فراہم کرتا ہے گا۔ بہت مفید ہو گا اگر ہر
ذی استطاعت مسلمان اس طالعہ میں رکھے اور جسے استظا
ن ہو وہ ذی استطاعت لوگوں سے حاصل کر کے ہم طالعہ کرے

لیے پتا لاقوت د

ماراللعم بولٹل میں جسہ
گردی عیات ہے اس
وہ آنکھ میں زندگی بخش
احسانا کی کفیل کی گئی ہے
یہ بلاصاپے کی گزر دیوں کو دور
کر کے قوت پہنچاتا ہے۔
ماراللعم زرد ہر صشم ہے۔

آج ہی
ماء اللحم

استعمال کیجئے



زکام اور دامنی نزل کا اصولی طریقہ علاج

نزل و زکام پر خطرناک ہو سکتے ہیں جب ان کی طرف سے خفقت احتیاط کی جاتی ہے یا ابتداء میں صحیح علاج نہیں ہوتا تو تجویزیں سخت عوارض پیدا ہو جاتی ہیں بلکہ ان کی جانب سے ہرگز فائل نہ ہونا چاہتے۔ ان دونوں عوارض کے برعکس امراض ہیں اُنہیں سے ایک سہالیا بھی ہے جو ہوجوہہ زمانہ میں عام ہے اور وہ صبب قبض ہے۔ قبض کے سبب خفقت آئزوں میں دریا ک رہتا ہے جسکی وجہ سے لگنے والے یا اس کی طرف جمع ہو کر نزل و زکام کی شکایت پیدا کر دیتی ہے۔ اگر کوئی ملین نزل و زکام کا علاج حسن الیہ دلوں استعمال کر کے کرتا ہے جس سے ناک دلکھ پر جز کام و نزل کا فوری اثر پہنچا کر ہے وہ تو وہ جو جائے اور سکون مل جائے تو علاج حارضی نویت کا ہوتا ہے اسی پر لکھنا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ زکام کا اصولی علاج تو یہ ہے کہ ابتداء میں عرض میں تین چار وقت کا مکمل خاکر کریں۔ ناک سے طوبت کو بینے رہیں اگر قبض ہو تو سوتے وقت اطبلیل زبانی ایک توڑہ سولف کے عرق کیسا ہے استعمال کریں تاکہ سبب صبا ہو جائے۔ تین چار روزگرد رہنے سے بعد دارفع زکام دو ایک استعمال کریں۔ جن لوگوں کو جلدی جلدی زکام ہوتا ہو وہ غذائی احتیاط کریں تاکہ قبض نہ ہوا اور ذہل کا نسخہ پھر سے سوتے وقت استعمال کریں۔ مغزیادہ شیر پیشہ میں پیشہ میں پیشہ میں۔ سیاہ ہرج ہر ایک پانچ پانچ مدد حکم ختم کر دیجھے جسے ماشر دارفع زکام دو ایک استعمال کریں۔ مغزیادہ شیر پیشہ میں پیشہ میں اس جریبہ کا چالیس روزہ استعمال بہت نفع جشن ناہت ہو گا۔ مگر اور چینی بہتر نہیں بقدر میں لیکر جریبہ و جھوکا، تیار کریں جو سوسم سرمایں اس جریبہ کا چالیس روزہ استعمال بہت نفع جشن ناہت ہو گا۔ دامنی نزل کا اصولی اور کامیاب طریقہ علاج یہ ہے کہ معده اور آنکوں کے فعل کو قوی کیا جائے۔ قابل عرض اور دیر حکم غذائیں استعمال نہ کیا جائیں تاکہ معده درست نہ ہے اور خفقت آنکوں میں ہر کر گر گیں نہ پیا کریے۔ دماغ کو قوت پہنچانی جانتے تاکہ دماغ قوی ہو کر آسانی سے نزلی مواد کا دفعہ کر سکے اور آئندہ اس میں نزلی مواد پیدا ہی نہ ہوں۔ اس مقصد کیلئے تیری مطب کی تین یا نیم دو ایک جوانہ سنبل الطیب۔ خوبیہ مگل کا دزیاں اور سفیوف کشیز خاص ہیں۔ ان کی باعث استعمال سے معده دآئنس اور دل و دماغ قوی ہوتے ہیں۔ قبض کی شکایت نہیں ہوتی، لگیں کی پیدا اور بہر ہو جاتی ہے۔ ان کے سلس ل کچھ عرصہ استعمال کرنے سے دامنی نزل سے چھپکا را گال ہو جاتا ہے۔ پیر کیات زیادہ ہمیتی بھی نہیں ہیں ان سے متعلق تفصیل معلوم کرئیے لئے ہمارا طریقہ (حافظہ شباب۔ ایس خواتین) مفت نیکن بیرنگ سٹاک اور مطالعہ کریں نہایت کارا۔ اور شاستر طریقہ ہے۔

ضروری بہایات نزل و زکام میں غذائی احتیاط انتہائی ضروری ہے اگر غذائی احتیاط نہ کرنے جانے کی لومرض سے کامل طور پر حفظ کارا جعل ہونا مشکل ہے۔ دامنی نزل کے عرض کو جڑا کوشت بالکل نہ کھانا چاہتے۔ اگر بالکل ترک ذکر سکیں تو کیسے کھانا کھائیں۔ گرم گرم کھانا کھانے ہوئے پانی پیانا، آلو، اروہی، بیگن، کوچھی، سورکی دال، ماش کی دال، ترشیا، ڈال، ڈال، چری، لال، مرچ، برف کا خوب سر دیا، مٹھائیاں، میدے کے حلوب پر اٹھتے، تیر کم دودھ کی چائز دانہ دا چینی، مات گھٹے تک جاننا، دماغی محنت زیادہ کرنا، درستش نہ کرنا، سوکر اٹھنے کے فرائید پانی پینا تیر خوش دار جیز و لک سوکھنا لزکام کے قوی حکم ہیں۔ ان سے احتیاط رکھنا ضروری ہے۔ غذا ایس۔ بکری کے گوشت کا شوربہ، شلغم، پالک، میقھی، سوے کا ساک، اٹو نگ کی دھلی دال، ارہر کی دال، موٹاگ اور اسہر کی ملی ہوئی دال، نیم برشت ایسا، پھلی استعمال کریں۔ ملین تاثیر رکھنے والے پھل کھائیں تاکہ قبض نہ ہو۔ روٹی پر چھپنے مولے آٹے کی کھائیں۔ اگر دستی جمل کا پاسا ہو آٹا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ دامنی نزل کے عرض اپنا مفضل حال لکھ کر مفت مشورہ لے سکتے ہیں لیکن جواب کیلئے پتہ لکھا ہو افاقت یا لکٹ آٹا ضروری ہے۔ پتہ لکھیے۔ سبیکم محمد عظیز اسم زیری - امر وہہ۔ ضلع مراد آباد (دیو۔ پی)

مکاتیب زندان

مولانا ابوالا علی مودودی، مولانا مین احسن صلاحی اور میان طفیل احمد کے نہ خطوط جواہنبوں نے جبل سے صحیح قیمت دہ روپیے

ارادی ہسائی ازادگی زبانی

بہدوایت عبدالعزیز شاعر آبادی۔ قیمت چھ روپے

معروف و منکر

از سجناب نعیم صدیقی
ربیاست و حاکیت، سکولر اسٹٹ اور اسلامی تحریک
جیسے مسائل پر دل آویز لفتکو۔ قیمت تین روپے۔

المنجد

عربی کی تجوہ اگوار لغت المتجدد اور نہ ترجیہ اور
لعلہ اور پیر کے ساتھ۔ مجلہ ستائیں روپے۔

مسئلہ سود

از مولانا منشی محمد شعیم صاحب۔ جس میں
اور تمام ہی شعبہ اسے زندگی کے باشے میں رسول اللہؐ کی بہایا
کا ایمان افراد جو یہ۔ احادیث معترض۔ پونے چار روپے۔

اُردو کا مقدمہ

ایک ایسی مقالت کی کہانی جہاں آیکو شعر ابھی ملینے اور دادیں
بھی، نیما بھی ملینے اور صحافی بھی۔ اُردو کے کل اور دیکھ لفظ
کی دلچسپ بخشنی اور دسر اطاعت فراہم کرواد۔ ایک روپے

سلطین ہند کی علم پروری ایک تحقیقی کتاب جس میں غیر مسلم
مذکورین و مفکرین کے سمات بھی شامل کئے گئے ہیں جنہوں نے
اس سلطان بادشاہ پر اپنی علم دینی اور راداری کی خاتمہ شکرت
اوہ دیگر ہندوستانی زبانوں کی سریتی میں بھی جبل نہیں برتا۔
قیمت پونے چار روپے۔

مکتبہ علی ڈیوبنڈ روپی

مکاتیب ما غزالی

حضرت اہم غزالیؒ کے ان نایاب اور گران قدر خطوط کا
مجموعہ صلاطین، وزراء اور امیران اور امراء حکومت اور ائمہ
فقیہوں کے نام لکھے گئے۔ قیمت مجلہ پونے چار روپے۔

مکاتیب سلیمان

مولانا مسعود عالم ندویؒ کے نام مولانا سید شیخان
ندویؒ کے خطوط۔ قیمت سو اتنی روپے۔

راہ عمل

از مولانا جبل احسن ندوی۔ ایمانیات، عبادات، معاشرہ
اور تمام ہی شعبہ اسے زندگی کے باشے میں رسول اللہؐ کی بہایا
کا ایمان افراد جو یہ۔ احادیث معترض۔ پونے چار روپے۔

ڈاکٹر حسین

علیؒ۔ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں۔ سلطنت شاہزادی
عثمانی۔ تاریخ کی روشنی میں۔ چھ روپے۔

مضامین البلاغ

مولانا آزاد کے بعض ہم مضامین خلاف الدین دلیل سیاست
فلسفہ، اجتماع اور جگہ۔ ماہ ریج الائل وغیرہ کا جموعہ۔
قیمت پونے چار روپے۔

مکتبہ علی ڈیوبنڈ روپی

تحریب و تعمیر۔ از جاتیں صدیقی۔ تین روپے۔

ستہ سر منے ملے
میں ملے
موسم کی
تبدیلی کے
دنوں میں

صانی

استعمال کیجیے

صانی آپ کو خون کی خرابی سے
پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچائے گی
اور آپ کے نظم اعصابی میں توازن
پیدا کر کے آپ کے جسم میں تازہ خون
کی لہر دوڑا دے گی۔ معده کے فعل
کو درست کرے گی اور جسم کو چھپت
اور پھر تیلا بنائے گی۔



دُرَرِ حَجَّ مُشْهِدِ بَحْرُوفِ سَرِيرِ

جو تقریباً سو لے سال اپنی خدمات بجا مانے تھے

ایک دسمی نسخے
تیار کیا ہوا جس میں
سچے موئی اور زیب
مفید اجزاء
 شامل میں

یا کچ لے پانی روپیے ڈاک خرچ
اوڑا تو لہ مین پی ڈیرہ روپیے

مصروف طبیعی
و حلات کے دراء
توں سے

SURNA

DURR-E-NAJAF

- دھنے جالا لزوندا پُر بال سرفی، اور آنکھیں دکھنے میں مفید ہے۔
- آنکھوں کے آگے تائے اڑتے ہوں، یا مینائی کمزور ہوتی جاتی ہو، یا آنکھیں تھکا دٹھکا محسوس کرنے ہوں تو اسے استعمال فرمائے۔
- صفر و دی ہی ایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔

جن حضرات نے تجربہ کے بعد تعریفی تحریر میں محنت فرمائیں ان میں سے چند کے آیا اگرامی

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدفنی ہے حضرت مولانا شیب احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تتمم دارالعلوم دیوبند مولانا شیاق احمد صاحب اس اذادارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مطلوب الرحمن صاحب عثمانی مولانا ضمی علیق الرحمن صاحب (ندوۃ الصنفین میں) ڈاکٹر ظفر پارخار حسابتی مشری سرجن حکیم کنیت الال صاحب دیوبہانپور ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایل ایم ایس ہومیو پتیچک ساہ ہوجوالا سنر صاحب رئیس اعظم مراد آباد جناب مرتیازی ایڈیشنز اسلامی فیض آباد دیوبند

ہندستان کا پتہ دارالقیض رسمائی دیوبند صنیلخ سہارنپور (یو - پی) انڈیا

پاکستان کا پتہ عثمان غنی کراں مرچنٹ ۲۲۸۰ مینا بارا پیر الہی بخش کالمونی کراچی پاکستان